السورۃ العادیات القارعۃ
التکاثر العصر الھمزۃ

تفسیر ارشدی

مرتب

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

COPYRIGHT جملہ حقوق محفوظہ
All Rights Reserved
2026

السورة العاديات القارعة
التكاثر العصر الهمزة

تفسیر ارشدی

مرتب
ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم الله الرحمن الرحيم

قال اللہ تعالیٰ

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

"یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے"۔

سُورَةُ الإِسْرَاء

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

إن الله يرفع بهذا الكتاب أقواما ويضع به آخرين

"اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بہت سے لوگوں کو

اونچا کر دیتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعے سے نیچا گراتا ہے"۔

رواہ مسلم

فہرس

(سورۃ العادیات، القارعۃ، التکاثر، العصر، الہمزۃ)

عنوان	صفحہ نمبر
پہلا حصہ (سورۃ العادیات، القارعۃ، التکاثر، العصر اور سورۃ الہمزۃ کا عمومی جائزہ)	
100۔ سورۃ العادیات	5
بعض اہداف	5
101۔ سورۃ القارعۃ	5
بعض اہداف	5
102۔ سورۃ التکاثر	6
بعض اہداف	6
103۔ سورۃ العصر	6
بعض اہداف	6
104۔ سورۃ الھمزۃ	6
بعض اہداف	7
1. سورۃ العادیات (سورۃ العادیات) آیات: 11	7
2. سورۃ القارعۃ (سورۃ القارعۃ) آیات: 11	8
3. سورۃ التکاثر (سورۃ التکاثر) آیات: 8	8
4. سورۃ العصر (سورۃ العصر) آیات: 3	9
5. سورۃ الھمزۃ (سورۃ الھمزۃ) آیات: 9	9
دوسرا حصہ (تفسیری ترجمہ)	
سورۃ العادیات (100)	12

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سورۃ القارعہ (101) ____ 14
سورۃ التکاثر (102) ____ 16
سورۃ العصر (103) ____ 18
سورۃ الھمزۃ (104) ____ 18

تیسرا حصہ (لغوی تشریح)

سورۃ العادیات کی لغوی تشریح ____ 22
سورۃ القارعۃ کی لغوی تشریح ____ 24
سورۃ التکاثر کی لغوی تشریح ____ 25
سورۃ العصر کی لغوی تشریح ____ 26
سورۃ الھمزۃ کی لغوی تشریح ____ 27
حصہ دوم: ارشد بشیر مدنی کی طرف سے الفاظ کا مجموعہ، کلمہ کی ساخت کی سمجھ ____ 28
سورۃ العادیات (100) ____ 29
سورۃ القارعۃ (101) ____ 33
سورۃ التکاثر (102) ____ 35
سورۃ العصر (103) ____ 36
سورۃ الھمزۃ (104) ____ 37

چوتھا حصہ (موضوعات اور عنوانات)

1. سورۃ العادیات (کے موضوعات اور عنوانات) ____ 42
2. سورۃ القارعۃ (کے موضوعات اور عنوانات) ____ 44
3. سورۃ التکاثر (کے موضوعات اور عنوانات) ____ 46
4. سورۃ العصر (کے موضوعات اور عنوانات) ____ 48
5. سورۃ الھمزۃ (کے موضوعات اور عنوانات) ____ 49

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پانچواں حصہ تفسیر بالقرآن

تفسیر بالقرآن اضواء البیان سے ____ 52
"کیا وہ نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ ہے وہ نکال پھینکا جائے گا" (العادیات:9) ____ 53
"گویا وہ ٹڈیاں ہیں جو پھیلی ہوئی ہوں" (القمر:7) ____ 54
"پس وہ ایک پسندیدہ زندگی میں ہو گا" ____ 54
"اور جس کے ترازو ہلکے ہوں گے" (القارعہ:8) ____ 56
"تمہیں کثرت نے غافل کر دیا" ____ 59
"وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا" (الھمزۃ:3) ____ 65

چھٹا حصہ (احادیث کا مجموعہ)

1. جہاد و اللہ کی راہ میں کوشش ____ 67
2. انسان کی ناشکری ____ 68
3. مال کی محبت و حرص ____ 69
4. قیامت کے دن رازوں کا ظاہر ہونا ____ 70
5. قیامت کی ہولناکی ____ 71
6. اعمال کا وزن ____ 72
7. جنت و جہنم کی تقسیم ____ 73
8. دنیاوی مال و اولاد میں مقابلہ بازی ____ 74
9. وقت کی قدر ____ 75
10. غیبت، طعنہ زنی، مذاق اڑانا ____ 76

ساتواں حصہ (تفسیر بالحدیث)

سورۃ القارعۃ ____ 78
سورۃ التکاثر ____ 78
سورۃ الھمزۃ ____ 83

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

آٹھواں اور نواں حصہ ("تفسیر صحابہ و تابعین"-"تفسیر بالرائے محمود")

8- تفسیر باقوال صحابہ و تابعین پانچ مشہور تفاسیر سے ____ 86
9- تفسیر بالرائے المحمود ____ 86
حصہ اول ____ 86
سورۃ العادیات سے متعلق ____ 86
سورۃ القارعۃ کے متعلق ____ 87
سورۃ القارعۃ کے متعلق ____ 88
سورۃ التکاثر کے متعلق ____ 88
سورۃ العصر کے متعلق ____ 88
سورۃ الھمزۃ کے متعلق ____ 88

دسواں حصہ (عربی تفاسیر سے مستند نکات)

حصہ دوم تفصیلی تفسیر ____ 90
سورۃ العادیات ____ 90
فتح البیان للقنوجی۔صدیق حسن خان (۱۳۰۷ھ) وشروحات ابن کثیر ____ 93
قرطبی اور أضواء البیان وشروحات ابن کثیر ____ 95
أضواء البیان سے ____ 95
تفسیر قرطبي سے چند نکات ____ 98
نواب صدیق حسن خان، أضواء البیان وشروحات ابن کثیر ____ 99
تفسیر الشیخ السعدی ____ 100
سورۃ العادیات (تفسیر الشیخ السعدی) ____ 101
تفسیر ابن العثیمین ____ 101
1-"بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے" ____ 102
2-"اور بے شک وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے" ____ 102

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

3-"کیا وہ نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ ہے نکال دیا جائے گا۔۔۔ 102
فتح القدیر اور احسن البیان سے چند نکات (سورۃ العادیات کے نکات) 103
سورۃ القارعۃ 104
اضواء البیان سے سورۃ القارعہ کی تفسیر 105
فتح القدیر اور احسن البیان سے سورۃ القارعۃ کے نکات 115
(سورۃ التکاثر کی تفسیر) أضواء البیان سے 117
سورۃ التکاثر (تفسیر السعدی) 122
سورۃ التکاثر (تفسیر ابن العثیمین) 122
1-"تمہیں کثرت نے غافل کر دیا" 123
2"تمہیں کثرت نے غافل کر دیا" 123
3"یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے" 123
4"پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا" 124
5 وقفہ زائر "احلام" اس آیت کے ساتھ: "یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے"۔ 124
سورۃ التکاثر کے بعض نکات 139
(سورۃ العصر) تفسیر ابن کثیر سے بعض نکات 140
تفسیر ابن العثیمین 140
(تفسیر) أضواء البیان 146
سورۃ العصر کی تفسیر 148
سورۃ العصر (تفسیر السعدی) 148
سورۃ العصر کے بعض نکات 157
(تفسیر) سورۃ الہمزہ 158
شیخ نواب صدیق حسن خان کی تفسیر سے 158
سورۃ الھمزۃ (تفسیر السعدی) 160

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سورۃ الھمزۃ (تفسیر العثیمین) 160
أضواء البیان سے اقتباس 160
سورۃ الہمزۃ کے بعض نکات 168

گیارھواں حصہ (سورۃ سے حاصل ہونے والے اسباق)

100۔ سورۃ العادیات 171
بعض موضوعات 171
بعض اسباق 171
مناسبت / لطائف التفسیر 172
آیات اور حدیث 172
101۔ سورۃ القارعۃ 173
بعض موضوعات 173
بعض اسباق 173
مناسبت / لطائف التفسیر 174
آیات اور حدیث 174
102۔ سورۃ التکاثر 175
بعض موضوعات 175
بعض اسباق 175
آیات اور حدیث 176
103۔ سورۃ العصر 177
بعض موضوعات 177
بعض اسباق 177
مناسبت / لطائف التفسیر 178
آیات اور حدیث 178

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

104۔ سورۃ الھمزۃ 179
بعض موضوعات 179
بعض اسباق 179
آیات اور حدیث 180
عمومی معلومات 181
سورۃ العادیات 181
(ابن کثیر نے جن اسانید کو ضعیف کہا) 181
48-حديث ابن عباس رضى الله عنهما 181
49-حديث أبي أمامة رضى الله عنه 182
سورۃ التکاثر 182
50-حديث على رضى الله عنه 182
51-حديث ابن عباس اور عمر رضى الله عنهما 182

بارھواں حصہ (عمومی معلومات)

1. عمومی معلومات ومقاصد وموضوعات 185
سورۃ العادیات 185
سورۃ القارعۃ 185
سورۃ التکاثر 186
سورۃ العصر 186
سورۃ الھمزۃ 186
1. لغوی وادبی نکات 187
2. نتیجہ 187
اسائنمنٹ 187
اسائنمنٹ 1: سورۃ العادیات (بچوں کے لیے: عمر 8-12 سال) 187

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

حصہ 1: کثیر الانتخاب سوالات (MCQs) 187
1. سورۃ العادیات میں "العادیات" کا کیا مطلب ہے؟ 188
2. سورۃ العادیات کی ابتدائی آیات میں کیا بیان کیا گیا ہے؟ 188
3. سورۃ انسانوں کے بارے میں کیا کہتی ہے؟ 188
حصہ 2: خالی جگہ پر لفظ لکھیں 188
حصہ 3: درست یا غلط 189
حصہ 4: صحیح جواب کا انتخاب کریں 189
1. سورۃ العادیات ہمیں کیا سبق دیتی ہے؟ 189
2. قیامت کے دن کیا ہو گا؟ 189
حصہ 5: غور و فکر کے سوالات 189
اسائنمنٹ 2: سورۃ العادیات (بالغوں کے لیے: عمر 14 سال سے اوپر) 189
حصہ 1: کثیر الانتخاب سوالات (MCQs) 189
1. سورۃ العادیات کی ابتدائی آیات میں کون سی تشبیہ استعمال کی گئی ہے؟ 190
2. سورۃ العادیات انسان کی کون سی صفت کو اجاگر کرتی ہے؟ 190
3. اس سورۃ کے مطابق قیامت کے دن کیا ظاہر ہو گا؟ 190
حصہ 2: خالی جگہ پر لفظ لکھیں 190
حصہ 3: درست یا غلط 191
حصہ 4: صحیح جواب کا انتخاب کریں 191
حصہ 5: غور و فکر کے سوالات 191
سورۃ القارعہ (دھماکہ خیز آفت / قیامت) 192
Assignment 2: For Adults 195
Assignment 3: Combined Review (For Both Kids and Adults) 196
سورۃ التکاثر (زیادہ کی دوڑ) 197

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(سورۃ التکاثر اسائنمنٹ) اسائنمنٹ 1: بچوں کے لیے (عمر 8-12 سال) 198
1. کثیر الانتخاب سوالات (MCQs) 198
(A) "التکاثر" کا کیا مطلب ہے؟ 198
(B) سورۃ التکاثر میں لوگ کس چیز میں مقابلہ کر رہے ہیں؟ 199
2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں 199
3. درست / غلط 199
4. الفاظ کا میل 199
5. غور و فکر کا سوال 200
اسائنمنٹ 2: بڑوں کے لیے 200
1. کثیر الانتخاب سوالات (MCQs) 200
(B) "المقابر" اس سورۃ میں کس چیز کو ظاہر کرتا ہے؟ 200
2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں 201
3. درست / غلط 201
4. الفاظ کا میل 201
5. الفاظ کا تجزیہ 201
6. غور و فکر کے سوالات 202
اسائنمنٹ 3: مشترکہ جائزہ (بچوں اور بڑوں دونوں کے لیے) 202
2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں 202
3. درست / غلط 202
4. الفاظ کا میل 203
5. غور و فکر کا سوال 203
سورۃ العصر (زمانہ) 203
سورۃ العصر اسائنمنٹ 204

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

اسائنمنٹ 1: بچوں کے لیے (عمر 8-12 سال) 204

(A) "العصر" کا کیا مطلب ہے؟ 204

(B) سورۃ العصر کے مطابق کون لوگ خسارے میں نہیں ہیں؟ 204

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں 205

3. درست / غلط 205

4. الفاظ کا میل 205

اسائنمنٹ 2: بڑوں کے لیے 206

(A) سورۃ العصر کا مرکزی موضوع کیا ہے؟ 206

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں 206

3. درست / غلط 206

4. الفاظ کا میل 207

5. الفاظ کا تجزیہ 207

6. غور و فکر کے سوالات 207

اسائنمنٹ 3: مشترکہ جائزہ (بچوں اور بڑوں دونوں کے لیے) 208

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں 208

3. درست / غلط 208

4. الفاظ کا میل 208

5. غور و فکر کا سوال 208

سورۃ الہمزہ (عیب جوئی کرنے والا / طعنہ زن) 209

سورۃ الہمزہ اسائنمنٹ 210

اسائنمنٹ 1: بچوں کے لیے (عمر 8-12 سال) 210

(A) "الہمزہ" کا کیا مطلب ہے؟ 210

(B) سورۃ الہمزہ میں کون سا عذاب ذکر کیا گیا ہے؟ 210

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

2.خالی جگہ پر لفظ لکھیں 210
3.درست / غلط 210
4.الفاظ کا میل 211
5.غور و فکر کا سوال 211
اسائنمنٹ 2:بڑوں کے لیے 211
(A)سورۃ الہمزہ کے مطابق لوگ اپنے مال کے بارے میں کون سا غلط عقیدہ رکھتے ہیں؟ 211
(B)"حطمہ" سے کیا مراد ہے؟ 212
2.خالی جگہ پر لفظ لکھیں 212
3.درست / غلط 212
4.الفاظ کا میل 212
5.الفاظ کا تجزیہ 212
6.غور و فکر کے سوالات 213
اسائنمنٹ 3:مشترکہ جائزہ (بچوں اور بڑوں دونوں کے لیے) 213
2.خالی جگہ پر لفظ لکھیں 214
3.درست / غلط 214
4.الفاظ کا میل 214
5.غور و فکر کا سوال 214

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

السورة العاديات القارعة
التكاثر العصر الهمزة

پہلا حصہ

(سورۃ العادیات والقارعۃ والتکاثر والعصر والھمزۃ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الزلزال سے سورہ ناس تک کا مضمون گویا ہار کی طرح پرو دیا گیا ہے

❖ دونوں سورتوں میں مماثلت یہ پائی جاتی ہے کہ ایک میں ذکر قیامت ہے اور دوسری سورت میں اسباب غفلت کا ذکر ہے۔

❖ سورۃ العادیات میں وہ اسباب ذکر کیے گئے ہیں جن کی وجہ سے انسان آخرت کی تیاری سے غفلت برتا ہے (جیسے لالچ، حرص وغیرہ)۔ ان دونوں میں یہ مماثلت ہے۔

❖ سورۃ القارعہ اور سورۃ التکاثر میں: balance and account کا ذکر ہے۔ اور انسان کی لاپرواہی اتنی ہے کہ دنیا کے account کی فکر ہے۔

❖ سورۃ العصر میں کامیابی کے چار اصول بتائے گئے ہیں۔

❖ سورہ الھمزہ میں ناکام لوگوں کا طور طریقہ ہے۔

❖ سورۃ الفیل اور قریش میں قریش کے لوگوں سے یہ خطاب ہے کہ: اے قریش کے لوگوں کامیابی کے لئے صرف سرداری کافی نہیں ہے بلکہ شہادتین کا اقرار اور دین اسلام پر عمل ضروری ہے۔ جیسا کہ کہاٹ ٹڑ پڑ پ پ پیڑ قریش

❖ سورۃ الماعون، سورۃ الکوثر اور سورۃ الکافرون میں یہ بتلایا گیا ہے کہ بعض قریش کی اخلاقی حالت اس قدر گری ہوئی تھی کہ یہ یتیم کے ساتھ حسن سلوک نہیں کیا کرتے تھے، مزید آخرت کا انکار اور عبادت میں کوتاہی بھی ان میں موجود تھی۔ ایسی صورت میں قریش مکہ سے ان کا عہدہ سلب کر کے اہل ایمان کو دیا گیا کیونکہ وہی اس کے حقیقی مستحق تھے۔

❖ اس سورت میں صحابہ کی عزت اور کفار قریش کی ذلت بیان کی گئی ہے۔ (سورہ الماعون) رہا سورہ کافرون میں تو براءت کا اعلان کیا گیا اور اتمام حجت کے لیے یہ دعوت کا آخری مرحلہ ہے۔

❖ سورۃ النصر اور سورۃ اللھب: سورۃ النصر نشانی ہے حق کے فتح کی اور سورۃ اللھب نشانی ہے باطل کے ہار اور حق کے جیت کی، ان سورتوں میں حق و باطل کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔ جیت ہمیشہ حق کی ہوتی ہے اور باطل کی

ہار ہوتی ہے۔

❖ سورۃ اخلاص: خاتمہ توحید اخلاص کے ساتھ ہونا چاہیے۔ جس طرح سے کہ ابتداء ایاک نعبد وایاک نستعین سے ہوتی ہے۔

❖ معوذتین میں: راہ ہدایت پر استقامت کے لیے ہمیشہ اللہ کا تعوذ کرتے رہنا چاہیے۔

❖ رب الفلق میں اللہ کی وسعت سے تخصیص کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ (مخلوق، رات، جادو اور حسد) ان تمام کا اصل سبب شیطان کا وسوسہ ہے۔

❖ سورۃ الناس کل سورت شیطان کے وسوسہ پر مرکوز ہے کیونکہ وہ انسان کا اصل دشمن ہے اور وسوسہ فساد کی جڑ ہے۔

سورۃ العادیات والقارعۃ والتکاثر والعصر والھمزۃ
سورۃ العادیات والقارعۃ والتکاثر والعصر والھمزۃ کی تفسیر 12 حصوں میں
Tafseer of Surah Al-Aadiyaat, Al-Qaariah, At-Takaasur, At-Takaasur, Al-Asr, Al-Humazah in 11 Segments
(پہلا حصہ سورۃ العادیات والقارعۃ والتکاثر والعصر والھمزۃ کا عمومی جائزہ)
یہ حصہ سورہ کا عمومی جائزہ پیش کرتا ہے، جس میں سابقہ اور آئندہ سورتوں کے ساتھ تعلق کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ اس میں سورہ کے موضوعاتی انداز اور مقاصد کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے۔
نوٹ: سورتوں کے مقاطع اور باہمی تعلق کی اکائیاں۔

100۔ سورۃ العادیات		
ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑے	Those Who Runs	AL-AADIYAAT
مقام نزول: مکہ		

بعض اہداف

- ❖ قیامت کی تیاری سے غفلت کے اسباب بیان کیے گئے۔
- ❖ مجاہدین کے گھوڑوں کا بیان ہے، اللہ نے ان کی قسم کھائی ہے تا کہ ان کا شرف و فضل واضح ہو۔
- ❖ اللہ نے انسان کے کفرانِ نعمت کی کیفیت کو بیان کیا ہے۔ اور بتایا کہ وہ مال سے کس قدر محبت کرتا ہے۔ پھر بتایا گیا کہ اللہ ہی کی طرف سب کو جانا ہے اور وہ تمہارے اعمال کا حساب لے گا۔
- ❖ اللہ تعالیٰ کا ان صفات کے ساتھ گھوڑوں کی قسم کھانا ان کی اہمیت کو واضح کرتا ہے، اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گھوڑوں کو ان نکات پر تربیت دی جائے کہ وہ ہر اعتبار سے لڑائی کے دوران دشمنوں کی صفوں میں گھسنے کے قابل رہیں۔

101۔ سورۃ القارعۃ		
کھڑکھڑا دینے والی	The Striking Hour	AL-QAARIAH
مقام نزول: مکہ		

بعض اہداف

- ❖ آخرت کا کھاتا (اکاؤنٹ) مت بھولو۔
- ❖ احوال قیامت کا تذکرہ کیا گیا۔
- ❖ پھر مومنوں اور کافروں کے درمیان سزا و جزا کا فرق بتلایا گیا ہے۔

102۔ سورۃ التکاثر		
AT-TAKAASUR	The Pilling up of Emulous Desire	زیادتی کا مقابلہ پر تنبیہ
مقام نزول: مکہ		

بعض اہداف

❖ جسمانی اور روحانی ضرورتوں میں توازن ضروری ہے۔
❖ یہ مکی سورت ہے جس میں انسان کی غفلت اور دنیا سے رغبت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور تنبہ کی گئی۔
❖ بعض لوگ اپنے جسم کے لیے جیتے ہیں اور روح کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جبکہ موت کے ساتھ ہی جسم مٹی کے حوالے ہو جاتا ہے اور روح برزخ میں چلی جاتی ہے۔ روح کی غذا اللہ کی اطاعت ہے اگر وہ جسم کا ہی خیال کرے تو روح کا کیا حال ہو گا؟

103۔ سورۃ العصر		
AL-ASR	The Time	زمانہ
مقام نزول: مکہ		

بعض اہداف

❖ کامیابی کا نصاب (Syllabus)۔
❖ اگر کوئی ان چیزوں کو بجا نہ لائے تو ویسے لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

104۔ سورۃ الھمزۃ		
AL-HUMAZAH	The Slanderer	چغلی کرنا
مقام نزول: مکہ		

Free Online Islamic Encyclopedia

بعض اہداف

- ❖ ناکام انسان کی علامات بیان کی گئی ہیں۔

سورۃ العادیات، القارعۃ، التکاثر، العصر، اور الھمزۃ کے بارے میں تفصیلی جائزہ، ان کی ساخت، موضوعات، آپس میں تعلقات اور قریبی سورتوں سے ان کا ربط درج ذیل ہے:

1. سورۃ العادیات (سورۃ العادیات) آیات: 11

موضوع:

انسان کی غفلت اور ناشکری، خاص طور پر دنیاوی مال و دولت کی محبت، اور قیامت و حساب کی حقیقت۔

ساخت:

(1-5) قسمیں: جنگی گھوڑوں کی تیز دوڑ اور ان کی صفات۔

(6-8) انسانی فطرت: ناشکری اور مال کی محبت۔

(9-11) قیامت: رازوں کا انکشاف اور حساب۔

قریبی سورتوں سے ربط

پچھلی سورت الزلزلہ کے ساتھ: زمین کے زلزلے اور قیامت کی تصویر، العادیات انسان کی دنیاوی غفلت پر زور دیتی ہے۔

اگلی سورت القارعۃ کے ساتھ: دونوں قیامت کے خوفناک مناظر اور اعمال کے نتائج پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

مقصد:

انسان کو بیدار کرنا، حساب و کتاب کی یاد دہانی اور اللہ کی شکر گزاری کی تلقین۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

2. سورۃ القارعۃ (سورۃ القارعۃ) آیات:11

موضوع:

قیامت کی شدید تباہی، اعمال کا تولنا، اور انسان کی آخری قسمت۔

ساخت:

(1-3) اعلان: قیامت کی شدت۔

(4-5) مناظر: لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح، پہاڑ اونچے اون کے برابر۔

(6-11) اعمال کا تولنا: بھاری یا ہلکی ترازو کی حالت۔

قریبی سورتوں سے ربط

پچھلی سورت العادیات کے ساتھ: العادیات حساب کی یاد دہانی، القارعۃ قیامت کا منظر۔

اگلی سورت التکاثر کے ساتھ: القارعۃ نتیجہ دکھاتی ہے، التکاثر غفلت کی وجہ بتاتی ہے۔

مقصد:

قیامت کی سنگینی کا شعور دلانا اور نیک اعمال کی اہمیت اجاگر کرنا۔

3. سورۃ التکاثر (سورۃ التکاثر) آیات:8

موضوع:

دنیاوی مال و دولت کی دوڑ دھوپ اور موت و قیامت کی حقیقت۔

ساخت:

(1-2) دنیاوی مقابلہ۔

(3-4) قبر کی حقیقت۔

(5-8) یقین کی آگاہی، جہنم کا منظر، نعمتوں کا سوال۔

قریبی سورتوں سے ربط:

پچھلی سورت القارعۃ کے ساتھ: القارعۃ قیامت دکھاتی ہے، التکاثر غفلت کی وجہ بتاتی ہے۔

GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

اگلی سورت العصر کے ساتھ: التکاثر اکثر لوگوں کے نقصان کو دکھاتی ہے، العصر نجات کا طریقہ بتاتی ہے۔

مقصد:

دنیاوی لالچ سے بچاؤ اور آخرت کی طرف توجہ مبذول کرانا۔

4. سورۃ العصر (سورۃ العصر) آیات: 3

موضوع:

نجات کا فارمولا: ایمان، نیک عمل، حق کی نصیحت، اور صبر۔

ساخت:

(1) قسم: وقت کی اہمیت۔

(2) عمومی نقصان۔

(3) استثناء: چار خصوصیات جو نجات دیتی ہیں۔

قریبی سورتوں سے ربط:

پچھلی سورت التکاثر کے ساتھ: التکاثر نقصان دکھاتی ہے، العصر نجات کا طریقہ۔

اگلی سورت الھمزۃ کے ساتھ: العصر نجات کی وضاحت، الھمزۃ نقصان کی وجوہات۔

مقصد:

نجات کا جامع اور مختصر اصول بیان کرنا۔

5. سورۃ الھمزۃ (سورۃ الھمزۃ) آیات: 9

موضوع:

غیبت، چغلی، مال کی ہوس کی مذمت اور ان کے انجام کی وعید۔

ساخت:

(1-3) مذمت: غیبت کرنے والے، چغلی کرنے والے، مال جمع کرنے والے۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(4-5) جھوٹی حفاظت: مال کو ہمیشہ سمجھنا۔

(6-9) انجام: شدت والی آگ (الحطمۃ)۔

قریبی سورتوں سے ربط:

پچھلی سورت العصر کے ساتھ: العصر نجات کی راہ دکھاتی ہے، الھمزۃ نقصان کی وجوہات۔

اگلی سورت الفیل کے ساتھ: الھمزۃ تکبر کی سزا بتاتی ہے، سورت الفیل اللہ کے عذاب کی تاریخی مثال۔

مقصد:

غرور، مال کی ہوس اور غیبت سے خبردار کرنا۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

دوسرا حصہ

(تفسیری ترجمہ)

دوسرا حصہ (تفسیری ترجمہ)

قرآن کے معانی کا ترجمہ پیش کرتا ہے، جس کے ساتھ آیت بہ آیت تشریح شامل ہوتی ہے

سورۃ العادیات، القارعہ، التکاثر، العصر، اور الھمزۃ

سورۃ العادیات (100)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا

ترجمہ: قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑتے ہوئے ہانپتے ہیں،

وضاحت: اللہ جنگی گھوڑوں کی تیز دوڑ اور ان کی سانسوں کی شدت کی قسم کھا رہا ہے، جو میدانِ جنگ میں دوڑتے ہیں۔

فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا

ترجمہ: پھر جو ٹاپوں سے چنگاریاں نکالتے ہیں،

وضاحت: :جب یہ گھوڑے پتھریلی زمین پر دوڑتے ہیں تو ان کے کھروں سے چنگاریاں نکلتی ہیں۔

فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا

ترجمہ: پھر جو صبح کے وقت اچانک حملہ کرتے ہیں،

وضاحت: یہ گھوڑے صبح سویرے دشمن پر چھاپہ مارتے ہیں۔

فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا

ترجمہ: پھر ان کے دوڑنے سے گرد اُڑاتے ہیں،

وضاحت: ان کی تیز رفتاری سے زمین پر گرد و غبار اُڑتا ہے۔

فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا

ترجمہ: پھر اس میں جتھے میں گھس جاتے ہیں،

وضاحت: یہ گھوڑے دشمن کی صفوں کے درمیان گھس جاتے ہیں۔

إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ

ترجمہ: بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے،

وضاحت: انسان اللہ کی نعمتوں کے باوجود اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔

وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ

ترجمہ: اور وہ خود اس پر گواہ ہے،

وضاحت: انسان اپنی ناشکری اور غفلت کو خود بھی جانتا ہے۔

وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ

ترجمہ: اور وہ مال کی محبت میں بہت شدید ہے،

وضاحت: انسان مال و دولت کی محبت میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ

ترجمہ: قیامت کے دن مردے قبروں سے نکالے جائیں گے۔

وضاحت: کیا وہ نہیں جانتا جب قبروں کا سب کچھ نکال دیا جائے گا،

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ

ترجمہ: اور جو کچھ سینوں میں ہے وہ ظاہر کر دیا جائے گا،

وضاحت: دلوں کے راز اور نیتیں سب ظاہر ہو جائیں گی۔

إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ

ترجمہ: بے شک ان کا رب اس دن ان سے خوب باخبر ہو گا۔

وضاحت: اللہ اس دن ہر چھپی بات اور عمل کو جانتا ہو گا۔

سورۃ القارعہ (101)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الْقَارِعَةُ

ترجمہ: کھڑکھڑانے والی (قیامت)،

وضاحت: قیامت کا ایک نام، جو اچانک اور شدید آفت ہے۔

مَا الْقَارِعَةُ

ترجمہ: وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟

وضاحت: وضاحت: اس کی ہولناکی کو اجاگر کیا گیا۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ

ترجمہ: اور تمہیں کیا معلوم وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟

وضاحت: اس کی حقیقت انسان کی سوچ سے باہر ہے۔

يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ

ترجمہ: جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے،

وضاحت: لوگ قیامت کے دن پریشان و منتشر ہوں گے، جیسے پروانے روشنی کے گرد اڑتے ہیں۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ

ترجمہ: اور پہاڑ دھنے ہوئے رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے،

وضاحت: پہاڑ اپنی مضبوطی کھو کر بکھر جائیں گے۔

فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ

ترجمہ: تو جس کے اعمال کا پلڑا بھاری ہو گا،

وضاحت: جس کے نیک اعمال زیادہ ہوں گے۔

فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ

ترجمہ: وہ خوشحال زندگی میں ہو گا،

وضاحت: جنت میں خوش و خرم زندگی پائے گا۔

وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ

ترجمہ: اور جس کے اعمال کا پلڑا ہلکا ہو گا،

وضاحت: جس کے نیک اعمال کم ہوں گے۔

فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ

ترجمہ: تو اس کو سر کے بل گہری کھائی (جہنم) میں گرایا جائے گا

وضاحت: وہ جہنم میں جائے گا۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ

ترجمہ: اور تمہیں کیا معلوم وہ کیا ہے؟

وضاحت: اس انجام کی ہولناکی کو پھر اجاگر کیا گیا۔

نَارٌ حَامِيَةٌ

ترجمہ: وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

سورۃ التکاثر (102)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ

ترجمہ: تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ کی طلب کے مقابلہ نے غافل کر دیا،

وضاحت: دنیاوی مال و دولت اور مقابلے نے تمہیں اصل مقصد سے غافل کر دیا۔

حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ

ترجمہ: یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے،

وضاحت: یہ غفلت موت تک جاری رہتی ہے۔

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ

ترجمہ: ہر گز نہیں، تم جلد جان لو گے،

وضاحت: عنقریب حقیقت تمہارے سامنے آجائے گی۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ

ترجمہ: پھر ہر گز نہیں، تم جلد جان لو گے،

وضاحت: دوبارہ تاکید کے ساتھ خبر دار کیا گیا۔

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ

ترجمہ: اگر تم یقین کا علم رکھتے،

وضاحت: اگر تم حقیقت کو جان لیتے تو ایسا نہ کرتے۔

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ

ترجمہ: تم ضرور جہنم کو دیکھو گے،

وضاحت: تم اپنے اعمال کا انجام دیکھو گے۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ

ترجمہ: پھر تم اسے یقین کی آنکھ سے دیکھو گے،

وضاحت: تم اپنی آنکھوں سے جہنم کو دیکھو گے۔

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ

ترجمہ: پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا،

وضاحت: اللہ تم سے ہر نعمت کا حساب لے گا۔

سورۃ العصر (103)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْعَصْرِ

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی،

وضاحت: اللہ وقت کی قسم کھا کر اس کی اہمیت بیان کر رہا ہے۔

إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ

ترجمہ: بے شک انسان خسارے میں ہے،

وضاحت: ہر انسان نقصان میں ہے۔

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

ترجمہ: سوائے ان کے جو ایمان لائے، نیک عمل کیے، اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی نصیحت کی،

وضاحت: صرف وہی لوگ کامیاب ہیں جو ایمان، نیک عمل، حق اور صبر کی تلقین کرتے ہیں

سورۃ الھمزۃ (104)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ

ترجمہ:	بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا غیبت کرنے والا ہو
وضاحت:	جو دوسروں کی غیبت اور مذاق اڑاتے ہیں ان کے لیے تباہی ہے۔

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ

ترجمہ:	جو مال جمع کرتا ہے اور اسے گنتا رہتا ہے،
وضاحت:	جو مال جمع کرنے اور اس کی گنتی میں لگا رہتا ہے۔

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ

ترجمہ:	وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا،
وضاحت:	وہ یہ گمان کرتا ہے کہ دولت اس کو ہمیشہ باقی رکھے گی۔

كَلَّا لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ

ترجمہ:	ہرگز نہیں، وہ ضرور حطمہ (توڑ دینے والی آگ) میں پھینکا جائے گا،
وضاحت:	وہ جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ

ترجمہ:	اور تمہیں کیا معلوم حطمہ کیا ہے؟
وضاحت:	اس عذاب کی شدت کو اجاگر کیا گیا۔

نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ

ترجمہ:	اللہ کی بھڑکتی ہوئی آگ،
وضاحت:	یہ اللہ کی خاص آگ ہے جو ہمیشہ جلتی رہے گی۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ

ترجمہ: جو دلوں تک پہنچ جاتی ہے،

وضاحت: یہ آگ انسان کے دل تک اثر انداز ہوتی ہے۔

إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ

ترجمہ: وہ ان پر بند کر دی جائے گی،

وضاحت: جہنم کی آگ ان پر بند کر دی جائے گی، کوئی فرار نہیں ہو گا۔

فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ

ترجمہ: لمبے ستونوں میں،

وضاحت: وہ آگ کے ستونوں میں جکڑے جائیں گے، جو ان کے عذاب کو اور بڑھا دے گا۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

تیسرا حصہ

(لغوی تشریح)

تیسرا حصہ (لغوی تشریح)

حصہ اول: کتاب "السراج" سے الفاظ کا مجموعہ اور لغوی تشریح

سورۃ العادیات کی لغوی تشریح

ترتيبها 100...سورة العاديات...آياتها 11...مكية
الآية...الكلمة...معناها

	شمار	قرآنی الفاظ	عربی میں معنی	اردو میں معنی	انگریزی میں معنی
	No.	Quranic Words	Translation In Arabic	Translation In Urdu	Translation In English
5999	1	والعاديات ضبحا	قسم بالخيل الجارية في سبيل الله، حين يظهر صوتها من سرعة عدوها	ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم	By the racers, panting
6000	2	فالموريات قدحا	فالموقدات بحوافرها النار من شدة عدوها	پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والوں کی قسم	And the producers of sparks [when] striking
6001	3	فالمغيرات صبحا	فالخيل التي تغير وتباغت العدو صباحا	پھر صبح کے وقت دھاوا بولنے والوں کی قسم	And the chargers at dawn
6002	4	فأثرن	فهيجن	اڑاتے ہیں	Stirring up

[Clouds of] dust	گرد و غبار	غبارا	نقعا	5	6003
Arriving thereby in the center collectively	پھر اسی کے ساتھ فوجوں کے درمیان گھس جاتے ہیں	فتوسطن بركبانهن جموع الأعداء	فوسطن به جمعا	6	6004
Surely ungrateful	ناشکرا	لجحود	لكنود	7	6005
Surely is a witness	گواہ	لمقر على جحوده	لشهيد	8	6006
Wealth	مال	المال	الخير	9	6007
Will be scattered	نکال لیا جائے گا	أثير، وأخرج	بعثر	10	6008
Will be obtained	ظاہر کر دی جائیں گی	استخرج، وأبرز	وحصل	11	6009

Free Online Islamic Encyclopedia

سورۃ القارعہ کی لغوی تشریح

ترتيبها 101...سورة القارعة...آياتها 11...مكية
الآية...الكلمة...معناها

	شمار	قرآنی الفاظ	عربی میں معنی	اردو میں معنی	انگریزی میں معنی
	No.	Quranic Words	Translation In Arabic	Translation In Urdu	Translation In English
6010	1	القارعة	القيامة التي تقرع القلوب بأهوالها	کھڑکھڑا دینے والی	The striking calamity
6011	2	المبثوث	المنتشر	بکھرے ہوئے پروانے	Dispersed
6012	3	كالعهن	كالصوف المصبوغ بألوان مختلفة	رنگین اون کی طرح	Like wool
6013	4	المنفوش	الذي مزق، ونفش، فتفرقت أجزاؤه	دھنے ہوئے	Fluffed up
6014	5	ثقلت موازينه	رجحت موازين حسناته	پلڑے بھاری ہونا	Scales are heavy [with good deeds]
6015	6	فأمه هاوية	ماواه إلى جهنم يهوي على راسه	اس کا ٹھکانا ہاویہ	His refuge will be an abyss.

Intensely hot	تند تیز	حارة قد اشتد إيقادها	حامية	7	6016

سورة التکاثر کی لغوی تشریح					
ترتيبها 102...سورة التكاثر...آياتها 8...مكية					
الآية...الكلمة...معناها					
انگریزی میں معنی	اردو میں معنی	عربی میں معنی	قرآنی الفاظ	شمار	
Translation In English	Translation In Urdu	Translation In Arabic	Quranic Words	No.	
Diverts you	غافل کر دیا	شغلكم عن طاعة الله	ألهاكم	1	6017
The competitions to increase	زیادتی کی چاہت	التفاخر بكثرة الأموال والأولاد والمتاع	التكاثر	2	6018
You visit the graveyards	تم قبرستان جا پہنچے	دفنتم في القبور	زرتم المقابر	3	6019
Knowledge of certainty	معلوم کر لوگے	حق العلم	علم اليقين	4	6020
The eye of certainty	بلا شک وشبہ یقین کے ساتھ	لتبصرن جهنم يقينا بلا ريب	عين اليقين	5	6021
The pleasure	نعمتوں	كل أنواع النعم من الأمن،	النعيم	6	6022

		والأهل، والمطعم، ونحوها			

سورۃ العصر کی لغوی تشریح					
ترتيبها 103...سورة العصر...مكية الآية...الكلمة...معناها					
انگریزی میں معنی	اردو میں معنی	عربی میں معنی	قرآنی الفاظ	شمار	
Translation In English	Translation In Urdu	Translation In Arabic	Quranic Words	No.	
By the time	زمانے کی قسم	والدهر	والعصر	1	6023
The mankind	انسان	كل بني آدم	الإنسان	2	6024
Loss	سراسر نقصان	خسران، وهلكة، ونقصان	خسر	3	6025
(to the) Truth	حق (کی وصیت)	بالخير كله: اعتقادا، وعملا	بالحق	4	6026
(to the) patience	صبر (کی نصیحت)	على الطاعة، وعن المعصية، وعلى أقدار الله المؤلمة	بالصبر	5	6027

سورۃ الھمزۃ کی لغوی تشریح					
ترتیبھا104...سورۃ الھمزۃ...آیاتھا9...مکیة الآیة...الکلمة...معناھا					
انگریزی میں معنی	اردو میں معنی	عربی میں معنی	قرآنی الفاظ	شمار	
Translation In English	Translation In Urdu	Translation In Arabic	Quranic Words	No.	
woe	بڑی خرابی	شر، وهلاك	ويل	1	6028
Scorner (slanderer)	غیبت کرنے والا وعیب ٹٹولنے والا	مغتاب للناس	همزة	2	6029
Back biter	وچغلخور	طعان في الناس	لمزة	3	6030
And counts it	غیبت کرنے والا وطعنہ دینے والا	أحصاه	وعدده	4	6031
He thinks	اور جو اس کو گنتا جائے	يظن	يحسب	5	6032
Will make him immortal	وہ سمجھتا ہے	أبقاه خالدا في الدنيا	أخلده	6	6033
No (never)	سدا رہے گا (ھمیشہ رہنے والا)	ليس الأمر كما يظن	كلا	7	6034
Surely he will be thrown	ہرگز نہیں	ليطرحن	لينبذن	8	6035
The crusher	پھینک دیا جاے گا	النار التي تهشم كل ما يلقى فيها	الحطمة	9	6036
Mounts up	توڑ پھوڑ دینے والی	تنفذ لشدتها من	تطلع	10	6037

		على الأفئدة	أجسامهم إلى قلوبهم		directed at the heart
6038	11	مؤصدة	مطبقة	جو دلوں پر چڑھتے چلی جائے گی	Closed down
6039	12	في عمد ممددة	يعذبون في أعمدة طويلة من النار، أو أن أبوابها مغلقة بأعمدة ممددة؛ لئلا يخرجوا منها	بند کی ھوئی	In extended columns

حصہ دوم: ارشد بشیر مدنی کی طرف سے الفاظ کا مجموعہ، کلمہ کی ساخت کی سمجھ۔

یہ ہے سورۃ العلق کا تفصیلی صرفی تجزیہ (آیت بہ آیت)، جس میں ہر آیت کے اہم اسماء و افعال کے صرفی پہلو، واحد / جمع، ماضی / مضارع، مجرد / مزید فیہ، مصدر اور معانی بیان کیے گئے ہیں۔

← (توجہ: یہاں صرفی تجزیہ میں صرف ابواب ثلاثی مجرد پر فوکس کیا گیا ہے، اور جہاں مزید فیہ ہے وہاں اس کا ذکر بھی ہے۔

سورۃ العادیات (100)

1 . وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا

❖ العادیات[1]: جمع مؤنث سالم، واحد: عادیۃ، مادہ: ع د و (دوڑنا)، باب: ثلاثی مجرد (نصر)

1

عَادِيَات : كلمة أصلها الاسم (عَادِي) في صورة جمع مؤنث سالم وجذرها (عدو) وجذعها (عادي)

ضبح

ضَبَحَ العُودَ بالنار يَضْبَحُه ضَبْحاً : أَحرق شيئاً من أَعاليه ، وكذلك اللحم وغيره ؛ الأَزهري : وكذلك حجارةُ القَدَّاحةِ إِذا طلعت كأَنها مُتَحَرِّقةٌ مَضْبوحةٌ .

وضَبَحَ القِدْحَ بالنار : لَوَّحَه .

وقِدْحٌ ضَبِيحٌ ومَضْبوحٌ : مُلَوَّح ؛ قال : وأَصْفَرَ مَضْبوحٍ نَظَرْتُ حِوارَه ❊❊❊ على النارِ ، واسْتَوْدَعْتُه كَفَّ مُجْمِدِ أَصفر : قِدْحٌ ، وذلك أَن القِدْحَ إِذا كان فيه عَوَجٌ ثُقِّفَ بالنار حتى يستوي .

والمَضْبوحةُ : حجارة القَدّاحَةِ التي كأَنها محترقة ؛ قال رؤبة بن الع . . .

المعجم: لسان العرب

ضَبَحَ

ـ ضَبَحَ الخَيْلُ ضَبْحاً وضُباحاً: أسْمَعَتْ من أفْواهِها صَوْتاً ليس بِصَهيلٍ ولا حَمْحَمَةٍ، أو عَدَتْ دونَ التَّقْريبِ،

ـ ضَبَحَ النارُ الشيءَ: غَيَّرَتْهُ، ولم تُبالِغْ فانْضَبَحَ .

ـ ضِبْحُ: الرَّمادُ .

ـ ضُبَاحُ: صَوْتُ الثَّعْلَبِ، وموضع، ومُحَدِّثٌ .

ـ مَضْبوحَةُ: حِجارَةُ القَدَّاحَةِ .

ـ ضَبيحُ: أفْراسٌ للرَّيْبِ بنِ شَريقٍ، ولِلشُّوَيْعِرِ محمدِ ابنِ حُمْرانَ، وللحازوقِ الحَنَفِيّ الخارِجِيّ، وللأَسْعَرِ الجُعْفِيّ، ولداودَ بنِ مُتَمِّم .

ـ ضُبَيْحٌ: فَرَسانِ للْحُصَيْنِ . . .

❖ ضبحًا: مصدر، مادہ: ض ب ح (ہانپنا)، باب: ثلاثی مجرد (فتح)

❖ معنی: دوڑنے والی گھوڑیاں جو ہانپ رہی ہیں۔

2.فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا

المعجم: القاموس المحيط

ضَبَحَ

ضَبَحَ يَضبَح ، ضَبْحًا وضُباحًا ، فهو ضابح-:

•ضَبَحَتِ الخيلُ صوَّتت أنفاسُها في جوفها عند العَدْو :- ﴿وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا﴾ .

المعجم: اللغة العربية المعاصر

ضَبح

ضبح - يضبح ، ضبحا وضباحا

-١ضبحت الخيل في عدوها : صوتت أفواهها، أو أنفاسها، أصواتا خفية

المعجم: الرائد

وسَطَ: (فعل)

وسَطَ يسِط ، سِطْ ، وَسْطًا و وَسَاطةً، فهو واسط ، والمفعول مَوْسوط

وسَطَ القومَ/ وسَط فيهم وَسَاطةً :تدخَّل بينهم بالحقّ والعَدْل

وسَطَ الشَّيءَ: صار في وسطِه ، : دخلن أرض المعركة بين جموع العدوّ لتفريق شمله

كَنود

- ١صفة مشبَّهة تدلّ على الثبوت من كنَدَ: من يَعُدُّ المصائبَ وينسى النِّعمَ فيلومُ ربَّه :- ﴿إِنَّ الإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ﴾: شديد الجحود لنعم الله، كفور بها .

- ٢صفة ثابتة للمفعول من كنَدَ .

❖ الموریات: جمع مؤنث سالم، واحد: موریۃ، مادہ: و ر ی (چنگاری نکالنا)، باب: ثلاثی مزید (أوری) باب افعال

❖ قدحًا: مصدر، مادہ: ق د ح (چنگاری نکالنا)، باب: ثلاثی مجرد (فتح)

معنی: جو چنگاریاں نکالتی ہیں۔

3. فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا

❖ المغیرات: جمع مؤنث سالم، واحد: مغیرۃ، مادہ: غ ی ر (حملہ کرنا)، باب: ثلاثی مزید (أغار) باب افعال

❖ صبحًا: ظرف زمان، مادہ: ص ب ح (صبح)

معنی: صبح کے وقت اچانک حملہ کرنے والی۔

4. فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا

❖ أثرن: فعل ماضی جمع مؤنث، مادہ: ث و ر (اٹھانا)، باب: ثلاثی مزید فیہ (أثار اثارۃ) باب افعال

❖ نقعًا: مصدر، مادہ: ن ق ع (مٹی اڑانا)، باب: ثلاثی مجرد (فتح)

معنی: اپنے کھروں سے مٹی اڑانا۔

5. فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا

❖ وسطن: فعل ماضی جمع مؤنث، مادہ: و س ط (درمیان ہونا)، باب ضرب: ثلاثی مجرد (وسط)

❖ جمعًا: مصدر، مادہ: ج م ع (جمع کرنا)، باب فتح: ثلاثی مجرد (جمع)

معنی: دشمن کے درمیان گھس جانا۔

6. إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ

❖ الإنسان: اسم جنس، واحد

❖ کنود[22]: صفت مشبہ، مادہ: ک ن د (ناشکری)، باب: ثلاثی مجرد (کَنَد) باب نصر

---

[22] کند : كَنَدَ يَكْنُدُ كُنوداً : كَفَرَ النِّعْمَة ؛ ورجل كَنَّادٌ وكَنُودٌ.

معنی: انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

7. وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ

❖ شہید: اسم فاعل، مادہ: ش ہ د (گواہی دینا)، باب سمع: ثلاثی مجرد (شھد) شھادۃ

معنی: وہ اس کا خود گواہ ہے۔

8. وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ

❖ حب: مصدر، مادہ: ح ب ب (محبت)، باب: ثلاثی مجرد (حب)

❖ شدید: صفت مشبہ، مادہ: ش د د (شدید)، باب نصر: ثلاثی مجرد (شدد)

معنی: مال کی محبت میں شدید ہے۔

9. أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ

❖ یعلم: فعل مضارع، مادہ: ع ل م (جاننا)، باب سمع: ثلاثی مجرد (علم)

❖ بعثر: فعل ماضی مجہول، مادہ: ب ع ث ر (بکھیرنا)، باب: رباعی باب فعللہ (بعثر)

معنی: کیا وہ نہیں جانتا کہ جب قبروں کا سب کچھ بکھیر دیا جائے گا؟

10. وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ

❖ حصل: فعل ماضی مجہول، مادہ: ح ص ل (حاصل کرنا)، باب تفعیل (تحصیل)

❖ الصدور: جمع، واحد: صدر (سینہ) قلب

معنی: اور جو دلوں میں ہے ظاہر کر دیا جائے گا۔

وقوله تعالى : إِن الإِنسان لِرَبّهِ لَكَنُود ؛ قيل : هو الجَحُود وهو أَحسن ، وقيل : هو الذي يأْكُل وحْدَه ويمْنَعُ رِفْدَه ويَضْرِب عَبْدَه.

المعجم: لسان العرب

11 . إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ

❖ خبیر: اسم فاعل، مادہ: خ ب ر (جاننا)، باب: ثلاثی مجرد (خبر)

معنی: بے شک ان کا رب اس دن ان سے خوب واقف ہو گا۔

سورۃ القارعۃ (101)

1. الْقَارِعَةُ

❖ القارعة[3]: اسم فاعل مؤنث، مادہ: ق ر ع (دھڑکانا)، باب فتح: ثلاثی مجرد (قرع)

---

[3] قَرَعَ

ـ قَرَعَ البابَ: دقَّهُ، وفي المَثَلِ: "من قَرَعَ باباً وَلجَّ ولَجَ"،

ـ قَرَعَ رأسَه بالعَصا: ضربَهُ،

ـ قَرَعَ الشارِبُ جَبْهَتَه بالإِناء: اشْتَفَّ ما فيه،

ـ قَرَعَ الفَحْلُ الناقَةَ قَرْعاً وقِراعاً، وقَرَعَ الثَّوْرُ قِراعاً: ضَرَبا،

ـ قَرَعَ فلانٌ سِنَّهُ: حرَقَهُ نَدَماً.

ـ قَرَعَهُم: غَلَبَهُم بالقُرْعة.

ـ "إن العَصا قُرِعَتْ لذي الحِلْمِ": إنَّ الحليمَ إذا نُبِّهَ انْتَبَهَ.

المعجم: القاموس المحيط

قرَعَ

قرَعَ / قرَعَ على يَقرَع ، قَرْعًا ، فهو قارع ، والمفعول مَقْروع-:

•قرَع الشّيءَ اختاره بالقُرْعة.

•قرَع البابَ/ قرَع على الباب: طرقه :-قرَع الجرسَ: دقَّه وجعله يحدث طنينًا، -أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ [حديث]-:

•قرَع بابَ فلان: طلب معروفَه، سأله الإحسانَ، - قرَع سمعه: عرفه وعلم به، - قرَع سنَّ النَّدم: ندم.

معنی قیامت کی تباہ کن آفت۔

4. يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ

- ❖ یکون: فعل مضارع، مادہ: ک ون (ہونا)، باب: ثلاثی مجرد (کان)
- ❖ الناس: جمع، واحد: إنسان
- ❖ الفراش: جمع، واحد: فراشة (پروانہ)
- ❖ المبثوث: اسم مفعول، مادہ: ب ث ث (بکھیرنا)، باب نصر: ثلاثی مجرد (بث)

معنی: وہ دن جب لوگ بکھرے ہوئے پروں کی طرح ہوں گے۔

5. وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ

- ❖ الجبال: جمع، واحد: جبل (پہاڑ)
- ❖ العھن: اسم، مادہ: ع ہ ن (اون)
- ❖ المنفوش: اسم مفعول، مادہ: ن ف ش (پھیلانا)، باب نصر: ثلاثی مجرد (نفش)

معنی: پہاڑ اون کی طرح نرم اور بکھرے ہوئے ہوں گے۔

6. فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ

- ❖ ثقلت: فعل ماضی، مادہ: ث ق ل (بھاری ہونا)، باب کرم: ثلاثی مجرد (ثقل)
- ❖ موازین: جمع، واحد: میزان (ترازو)

معنی: جس کے ترازو بھاری ہوں گے۔

7. فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ

❖ عيشة: اسم، مادہ: ع ی ش (زندگی)

❖ راضية: صفت، مادہ: ر ض ی (رضا)

معنی: وہ خوش اور مطمئن زندگی میں ہو گا۔

8. وَأَمَّا مَن خَفَّتْ مَوَازِينُهُ

❖ خفت: فعل ماضی، مادہ: خ ف ف (ہلکا ہونا)، باب ضرب یضرب: ثلاثی مجرد (خفف)

❖ جمع ہے موازین: میزان مفرد ہے

معنی: جس کے ترازو ہلکے ہوں گے۔

9. فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ

❖ أمه: اسم، مادہ: أ م م (ماں)

❖ هاوية: اسم، مادہ: ہ وي (گہری کھائی) باب ضرب

معنی: اس کا ٹھکانہ گہری کھائی (جہنم) ہو گا۔

سورۃ التکاثر (102)

1. أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ

❖ ألهى: فعل ماضی، باب: أفعَل، مادہ: ل ہ و (غافل کرنا)

❖ التكاثر: مصدر، باب: تفاعل، مادہ: ک ث ر (کثرۃ)

معنی: تمہیں مال و دولت کی کثرت نے غافل کر دیا۔

2. حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ

❖ زرتم: فعل ماضی، جمع، مادہ: زور (دورہ دینا) زار یزور باب نصر

❖ المقابر: جمع، واحد: مقبرۃ (قبرستان)

معنی: یہاں تک کہ تم قبروں تک پہنچ گئے۔

3. كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ

- ❖ تعلمون: فعل مضارع، جمع، مادہ: ع ل م (جاننا) باب ضرب

معنی: ہر گز نہیں، تم جلد جان لو گے۔

6. لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ

- ❖ ترون: فعل مضارع موکد، جمع، مادہ: ر ا ی باب فتح (دیکھنا)
- ❖ الجحیم: اسم، مادہ: ج ح م (شدید آگ)

معنی: تم ضرور جہنم کو دیکھو گے۔

8. ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ

- ❖ تسألن: فعل مضارع مؤکد، جمع، مادہ: س ا ل (پوچھنا) باب فتح
- ❖ النعیم: اسم صفت، مادہ: ن ع م (نعمت)

معنی: پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

سورۃ العصر (103)

1. وَالْعَصْرِ

- ❖ العصر: اسم، مادہ: ع ص ر (وقت)

معنی: قسم ہے زمانے کی۔

2. إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ

- ❖ الإنسان: اسم، مادہ: ا ن س (انسان)
- ❖ خسر: مصدر، مادہ: خ س ر (نقصان) باب سمع

معنی: بے شک انسان خسارے میں ہے۔

3.إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

❖ آمنوا: فعل ماضی، باب افعال، جمع، مادہ: ا م ن (ایمان لانا)

❖ عملوا: فعل ماضی، جمع، مادہ: ع م ل (عمل کرنا) باب سمع

❖ تواصوا: فعل ماضی، جمع، باب: تفاعل، مادہ: و ص ی (مشورہ دینا)

❖ الحق: اسم، مادہ: ح ق ق (حق)

❖ الصبر: اسم، مادہ: ص ب ر (صبر)

معنی: سوائے ان کے جو ایمان لائے، نیک عمل کیے، حق کی نصیحت کی، اور صبر کی تلقین کی۔

سورۃ الھمزۃ (104)

1.وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ

❖ ویل: اسم، مادہ: و ی ل (تباہی)

❖ همزة[4]: اسم مبالغہ، واحد، مادہ: ہ م ز (عیب جوئی) باب ضرب

---

[4] هُمَزة

هُمَزة–:

هُمَزة: صيغة مبالغة من همَزَ: همّاز عيّاب طعّان في أعراض النَّاس، كثير الاغتياب :– ﴿وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ﴾.

الهُمَزَةُ

الهُمَزَةُ : الهامزُ.

[يستوي فيه المذكَّر والمؤنَّث]، يقال: رجل هُمَزَةٌ، وامرأَةٌ هُمَزَةٌ وفي التنزيل العزيز: الهمزة آية ١وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ. ((

المعجم: المعجم الوسيط

هَمَزَ: (فعل)

❖ لمزۃ: اسم مبالغہ، واحد، مادہ: ل م ز (طعنہ زنی) باب ضرب

معنی: ہر عیب جو اور طعنہ زن کے لیے ہلاکت ہے۔

2. الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ

❖ جمع: فعل ماضی، واحد، مادہ: ج م ع (جمع کرنا) باب فتح

❖ مالًا: اسم، مادہ: م و ل (دولت)

❖ عدد: فعل ماضی، واحد، مادہ: ع د د (گننا) باب نصر

معنی: جو مال جمع کرتا ہے اور گنتا رہتا ہے۔

3. يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ

❖ یحسب: فعل مضارع، واحد، مادہ: ح س ب (سمجھنا) باب سمع

همَزَ يَهمِز ، همْزًا ، فهو هامزٌ، وهمّازٌ، وهي هامزة، وهَمَّازة وهو، وهي هُمَزَةٌ ، والمفعول مَهْموز

الْبَغْلَ بِالْمِهْمَازِ : غَرَزَهُ بِهِ، نَخَسَهُ

همَز فلانًا: غمزه، عابه وطعنه في غيبته

هَمَزَ الشَّيْطَانُ الإِنْسَانَ : هَمَسَ فِي قَلْبِهِ وَسْوَاساً

هَمَزَ بِهِ الأَرْضَ : صَرَعَهُ

هَمَزَهُ : غمزه

همَز الرَّجلَ في قفاه: غمَز بعينه

هَمَزَهُ: دفعه

هَمَزَهُ :ضربه

هَمَزَ الشيءَ: كسره

آصَدَهُ

آصَدَهُ إِيصاداً: أَصَدَه (لغة في أَوصده).

ومنه في صفة النار الآية: الهمزة آية ٨إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ

❖ أخلده: فعل ماضی مزید، باب: افعال، مادہ: خ ل د (ہمیشہ رکھنا)

معنی: وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔

4. كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ

❖ ينبذن: واحد، مادہ: ن ب ذ (پھینکنا) باب نصر

❖ الحطمة: اسم، مادہ: ح ط م (توڑنے والی آگ) باب ضرب

معنی: ہرگز نہیں، وہ حطمہ (شدید آگ) میں پھینکا جائے گا۔

6. نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ

❖ نار: اسم، مادہ: ن و ر (آگ)

❖ الموقدة: اسم مفعول، واحد، مادہ: و ق د (جلانا) أوقد, باب افعال

معنی: اللہ کی بھڑکتی ہوئی آگ۔

7. الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ

❖ تطلع: فعل مضارع، واحد مؤنث، مادہ: ط ل ع (اٹھنا) باب افتعال

❖ الأفئدة: جمع، واحد: فؤاد (دل)

معنی: جو دلوں تک پہنچ جاتی ہے۔

8. إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ

❖ مؤصدة: اسم مفعول، واحد مؤنث، مادہ: و ص د (بند کرنا) باب افعال

معنی: وہ ان پر بند کر دی جائے گی۔

9. فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ

❖ عمد: جمع، واحد: عماد (ستون)

❖ ممددة: اسم مفعول، واحد مؤنث، مادہ: م د د (پھیلانا) باب نصر

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION

معنی: لمبے ستونوں میں۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

چوتھا حصہ

(موضوعات اور عنوانات سے متعلق آیات)

چوتھا حصہ (موضوعات اور عنوانات)

قرآن کی ان آیات کا مجموعہ جو کسی خاص موضوع یا عنوان سے متعلق ہیں۔ اس حصے میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ہم کس طرح قرآن کی دیگر متعلقہ آیات کے ذریعے بہتر سمجھ سکتے ہیں اس موضوع کو۔

یہ طریقہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ جب ہم کسی موضوع یا عنوان پر غور کرتے ہیں تو قرآن کی مختلف آیات کو جمع کر کے، ان کے درمیان تعلق کو سمجھ کر، ہم اس موضوع کی گہرائی میں جاسکتے ہیں اور اس سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح ایک ہی موضوع پر قرآن کی مختلف آیات کو جمع کرنا، اس موضوع کی مکمل اور جامع تفہیم میں مدد دیتا ہے۔

1. سورۃ العادیات (کے موضوعات اور عنوانات)

موضوعات:

- ❖ جہاد، اللہ کی راہ میں کوشش
- ❖ انسان کی ناشکری
- ❖ مال کی محبت و حرص
- ❖ قیامت کے دن رازوں کا ظاہر ہونا

متعلقہ آیات:

الف: اللہ کی راہ میں جہاد و کوشش

1 . "إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ . . ."

(التوبہ 9:111)

ترجمہ: بیشک اللہ نے اہل ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں...

2. "وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا . . ."

(العنکبوت 29:69)

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھائیں گے...

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

3."فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا"(النساء4:95)

ترجمہ: اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑا درجہ دیا ہے...

ب: انسان کی ناشکری

1 . "إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ"

(العادیات100:6)

ترجمہ: بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

2 . "إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا"

(المعارج70:19-21)

ترجمہ: بیشک انسان گھبراہٹ میں پیدا کیا گیا ہے۔ جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا جاتا ہے، اور جب اسے بھلائی ملتی ہے تو بخل کرتا ہے۔

3 . "وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ. . ."

(الإسراء17:83)

ترجمہ: اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑ جاتا ہے...

ج: مال کی محبت و حرص

1."وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا"

(الفجر89:20)

ترجمہ: اور تم مال سے شدید محبت کرتے ہو۔

2."كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ۝ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ"

(العلق96:6-7)

ترجمہ: ہرگز نہیں! انسان سرکشی کرتا ہے، اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے۔

3."زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

وَالْفِضَّةِ. . . "

(آل عمران 3:14)

ترجمہ: لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے: عورتیں، بیٹے، سونے چاندی کے ڈھیر...

د: قیامت کے دن رازوں کا ظاہر ہونا

1. "يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ"

(الطارق 86:9)

ترجمہ: جس دن سب چھپے ہوئے بھید ظاہر کر دیے جائیں گے۔

2. "وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ"

(العادیات 100:10)

ترجمہ: اور جو کچھ سینوں میں ہے اسے ظاہر کر دیا جائے گا۔

2. سورۃ القارعۃ (کے موضوعات اور عنوانات)

موضوعات:

- قیامت کی ہولناکی
- اعمال کا وزن
- جنت و جہنم کی تقسیم

متعلقہ آیات:

الف: قیامت کی ہولناکی

1. "إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا"

(الزلزلۃ 99:1)

ترجمہ: جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا دی جائے گی۔

2. "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ"

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

(الحج 22:1)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے۔

3. "فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ"

(عبس 80:33)

ترجمہ: پھر جب کانوں کو بہرا کر دینے والی آواز آجائے گی۔

ب: اعمال کا وزن

1. "فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ"

(المؤمنون 23:102)

ترجمہ: پھر جس کے ترازو بھاری ہوں گے...

2. "وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ. . ."

(الأنبياء 21:47)

ترجمہ: اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے...

3. "وَمَن خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ. . ."

(المؤمنون 23:103)

ترجمہ: اور جس کے ترازو ہلکے ہوں گے، وہی لوگ اپنے آپ کو نقصان میں ڈالنے والے ہیں۔

ج: جنت و جہنم کی تقسیم

1. "فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ"

(القارعۃ 101:7)

ترجمہ: تو وہ خوشگوار زندگی میں ہوگا۔

2. "وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ"

(القارعۃ 101:8-9)

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

ترجمہ: اور جس کے ترازو ہلکے ہوں گے، اس کا ٹھکانہ گہری کھائی (جہنم) ہے۔

3."فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ"

(الشوریٰ 42:7)

ترجمہ: ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں ہو گا۔

3. سورۃ التکاثر (کے موضوعات اور عنوانات)

موضوعات:

- دنیاوی مال و اولاد میں مقابلہ بازی
- موت اور قبروں کی یاد دہانی
- نعمتوں پر سوال

متعلقہ آیات:

الف: دنیاوی مال و اولاد میں مقابلہ بازی

1."زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ..."

ترجمہ: لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے...

(آل عمران 3:14)

2."اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ..."

(الحدید 57:20)

ترجمہ: جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل، تماشا، زینت اور آپس میں فخر ہے...

3."فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّى حِينٍ"

(المؤمنون 23:54)

ترجمہ: پس انہیں ان کی غفلت میں چھوڑ دو، یہاں تک کہ ایک وقت آجائے۔

ب: موت اور قبروں کی یاد دہانی

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

1."كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ . . ."

(آل عمران 3:185)

ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے...

2."حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ"

(التکاثر 102:2)

ترجمہ: یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔

3."وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ . . ."

(ق 50:19)

ترجمہ: اور موت کی بے ہوشی سچائی کے ساتھ آگئی...

ج: نعمتوں پر سوال

1."ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ"

(التکاثر 102:8)

ترجمہ: پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

2."إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا"

(الإسراء 17:36)

ترجمہ: بیشک کان، آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال ہو گا۔

3."وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ"

(الصافات 37:24)

ترجمہ: اور انہیں روک لو، بیشک ان سے سوال کیا جائے گا۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

4. سورۃ العصر (کے موضوعات اور عنوانات)

موضوعات:

- ❖ وقت کی قدر
- ❖ ایمان، عمل صالح، حق اور صبر

متعلقہ آیات:

الف:وقت کی قدر

1."وَالْفَجْرِ ۞ وَلَيَالٍ عَشْرٍ"

(الفجر 89:1-2)

ترجمہ: قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔

2."وَالضُّحَىٰ"

(الضحیٰ 93:1)

ترجمہ: قسم ہے چاشت کے وقت کی۔

3."وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ"

(اللیل 92:1)

ترجمہ: قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔

ب: ایمان، عمل صالح، حق اور صبر

1."مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ..."

(النحل 16:97)

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو...

2."وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ"

(العصر 103:3)

ترجمہ: اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی نصیحت کی۔

3."وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا . . ."

(السجدۃ 32:24)

ترجمہ: اور ہم نے ان میں سے بعض کو امام بنایا جب انہوں نے صبر کیا...

5. سورۃ الھمزۃ (کے موضوعات اور عنوانات)

موضوعات:

- غیبت، طعنہ زنی، مذاق اڑانا
- مال کی حرص
- جہنم کی وعید

متعلقہ آیات:

الف: غیبت، طعنہ زنی، مذاق اڑانا

1."وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا . . ."

(الحجرات 49:12)

ترجمہ: اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے...

2."هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ"

(القلم 68:11)

ترجمہ: طعنہ زن اور چغل خور۔

3."وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ . . ."

(الأحزاب 33:58)

ترجمہ: اور جو مومن مردوں اور عورتوں کو اذیت دیتے ہیں...

ب: مال کی حرص

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

1."الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ"

(الهمزة104:2)

ترجمہ: جو مال جمع کرتا ہے اور اسے گنتا ہے۔

2."وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا"

(الفجر89:20)

ترجمہ: اور تم مال سے شدید محبت کرتے ہو۔

3."كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ۞ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ"

(العلق96:6-7)

ترجمہ: ہرگز نہیں! انسان سرکشی کرتا ہے، اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے۔

ج: جہنم کی وعید

1."كَلَّا لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ"

(الهمزة104:4)

ترجمہ: ہرگز نہیں! اسے ضرور حطمہ (توڑنے والی آگ) میں پھینک دیا جائے گا۔

2."فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ"

(القارعة101:9)

ترجمہ: اس کا ٹھکانہ گہری کھائی (جہنم) ہے۔

3."وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ"

(الحجر15:43)

ترجمہ: اور بیشک جہنم ان سب کا وعدہ شدہ ٹھکانہ ہے۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پانچواں حصہ

(تفسیر بالقرآن)

پانچواں حصہ تفسیر بالقرآن

تفسیر بالقرآن اضواء البیان سے

"بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے"۔(العادیات:6)

میں کہتا ہوں: یہ تمام اقوال کفران اور جحود (انکار) کے معنی ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔

اور نبی ﷺ نے "کنود" کے معنی کو بعض مذموم خصلتوں اور ناپسندیدہ حالتوں سے تفسیر کیا ہے، پس اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہی سب سے اعلیٰ قول ہے، اور پھر اس کے ہوتے ہوئے کسی کے لیے کوئی بات باقی نہیں رہتی۔

اور اسی طرح جیسا کہ کہا گیا: اگر اثر (روایت) صحیح ہو تو پھر کسی کا کوئی قول معتبر نہیں، لیکن یہ تمام صفات اختلافِ تنوع کے باب سے ہیں، کیونکہ یہ سب حق یا نعمتوں کے انکار کے معنی کے ضمن میں داخل ہیں۔

اور ذوالنون مصری نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے—اور یہ "کنود" کی تفسیر ان سابقہ معانی کے مطابق کرتی ہے—کہ وہی "ہَلُوع" ہے:

- "جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا جاتا ہے"
- "اور جب اسے خیر (نعمت) ملتی ہے تو بخیل ہو جاتا ہے"
- اور اسی جیسا اس کا فرمان ہے:
- "پس رہا انسان، جب اس کا رب اسے آزماتا ہے اور اسے عزت دیتا ہے اور نعمتیں دیتا ہے تو وہ کہتا ہے: میرے رب نے مجھے عزت دی"
- "اور جب اسے آزماتا ہے اور اس پر اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے: میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا"(الفجر:15-16)

اور وہاں بھی اس پر اسی طرح تعقیب فرمائی جیسے یہاں فرمائی ہے۔

پس وہاں فرمایا:

- "ہر گز نہیں! بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے"

❖ "اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے"

❖ "اور میراث کو سمیٹ کر کھاجاتے ہو"

❖ "اور مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو"(الفجر:17-20)

اور یہاں اس پر اس قول کے ساتھ تعقیب فرمائی:

❖ "اور بے شک وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے"

❖ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

اور اس کا فرمان:"بے شک انسان"یہ ہر انسان کو عام طور پر شامل ہے، حالانکہ معلوم ہے کہ بعض انسان ایسے نہیں ہوتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

❖ "پس جس نے دیا اور تقویٰ اختیار کیا"

❖ "اور اچھی بات(حسنیٰ) کی تصدیق کی"(اللیل:5-6)

❖ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ عام ہے مگر مخصوص ہے۔

اور یہ صفات انسان کی فطرت میں شامل ہیں، مگر جسے شریعت نے مہذب کر دیا(وہ اس سے بچ جاتا ہے)، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

❖ "اور نفسوں میں بخل حاضر کر دیا گیا ہے"(النساء:128)

❖ اور اس کا فرمان:

❖ "اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا، تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"(الحشر:9)

اور شیخ نے اپنی املاء میں صراحت کی ہے کہ اس سے مراد کافر ہے۔

"کیا وہ نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ ہے وہ نکال پھینکا جائے گا"(العادیات:9)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

❖ "کیا وہ نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ ہے وہ بکھیر دیا جائے گا"

❖ "بعثرہ"کا معنی ہے: منتشر ہونا۔

اور زمخشری نے کہا: یہ لفظ دو اصلوں سے لیا گیا ہے: بعث اور نثر۔

پس "بعث" کا معنی ہے: ان کا زندہ ہو کر نکلنا۔

اور "نثر" کا معنی ہے: پھیل جانا، جیسے دانوں کا بکھرنا؛ پس یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ زندہ ہو کر پھیلے ہوئے نکلیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس معنی کو اپنے اس فرمان میں بھی بیان کیا ہے:

- "اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گی" (الانفطار:4) یعنی ان میں جو ہیں وہ نکال دیے جائیں گے۔
- اور اس کا فرمان:
- "جس دن وہ قبروں سے تیزی سے نکلیں گے" (المعارج:43)

اور اس کا فرمان:

"گویا وہ ٹڈیاں ہیں جو پھیلی ہوئی ہوں" (القمر:7)

اور اس کا فرمان:

- "جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے" (القارعہ:4)"

اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اور ان پر رحم فرمائے، اس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

- "اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو قائم کریں گے، پھر کسی جان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہو گا، اور اگر وہ رائی کے دانے کے برابر بھی ہو گا تو ہم اسے لے آئیں گے، اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں" (الأنبیاء:47)

اور اس کا فرمان:

"پس وہ ایک پسندیدہ زندگی میں ہو گا"

انہوں نے کہا: اس کا معنی ہے "پسند کی گئی (مرضية)"، اور "راضية" دراصل "مرضية" ہے، جیسا کہ اس کے

فرمان میں ہے:

- "اس دن کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے"
- "اپنی کوشش پر راضی ہوں گے" (الغاشیہ: 8-9)

"راضية" کو "عيشة" کی طرف منسوب کرنا اس اعتبار سے ہے کہ گویا وہی رضامندی کا فاعل ہے؛ کیونکہ "عيشة" کا لفظ جنت کی نعمتوں اور ان کے اسباب کو جامع ہے، وہ جنت والوں کے لیے راضی، مطیع اور نرم ہو گی، پس ان کے لیے نہریں فرمانبر داری کے ساتھ بہہ نکلیں گی، اور پھل ان کے قریب کر دیے جائیں گے، فرمانبر داری کے ساتھ، جیسا کہ اس کے فرمان میں ہے:

- "اس کے پھل قریب ہوں گے" (الحاقہ: 23)

پس پہلا قول بلاغت میں اس معروف اسلوب پر ہے کہ محل کو ذکر کر کے حال (اس میں موجود چیز) مراد لی جائے، جیسا کہ اس کے فرمان میں ہے:

- "پس وہ اپنے مجلس والوں کو پکار لے" (العلق: 17)

اور "نادی" قوم کے اجتماع کی جگہ کو کہتے ہیں، یعنی وہ ایک دوسرے کو اس میں جمع ہونے کے لیے بلاتے ہیں۔
اور مراد وہ لوگ ہیں جو اس مجلس میں ہوتے ہیں، اور یہاں محل (عيشة) کو ذکر کر کے اس میں موجود چیز مراد لی گئی ہے۔

اور دوسرے قول کے مطابق یہ حقیقی اسناد ہے، یعنی رضامندی کو اس کی طرف منسوب کرنا جس سے وہ صادر ہوئی یا جس نے اسے قائم کیا۔ اور اس بات کا ذکر کرنا مناسب ہے کہ اسے بیانی اسلوب پر محمول کرنا دوسری آیت کی طرح درست نہیں؛ کیونکہ "عيشة" کسی اور چیز کا محل نہیں بلکہ خود ایک حال (کیفیت) ہے، اور حقیقی محل جنت ہے، جبکہ "عيشة" اس میں واقع ہے، اور یہ نعمتوں کے معانی کا نام ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا، پس اسناد کو حقیقت پر محمول کرنا زیادہ درست ہے۔

اور احادیث وارد ہوئی ہیں کہ جنت اپنے اہل کو محسوس کرتی ہے اور نیک عمل پر خوش ہوتی ہے، جیسے کہ وہ رمضان میں آراستہ ہوتی اور خوش ہوتی ہے، اور یہ کہ اس کا جہنم کے ساتھ مکالمہ ہوا۔ اور ہر ایک اپنے اہل کے

بارے میں اور ان پر اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ نے ہر ایک کو اس کے بھر دینے کا وعدہ کیا۔ اور جنت میں حوروں، ولدان اور فرشتوں کا اہلِ جنت کا استقبال کرنا رضامندی اور سلام کے ساتھ معروف ہے۔

اور اس کا فرمان:

"ان کے لیے اس میں پھل ہیں اور ان کے لیے وہ سب کچھ ہے جو وہ طلب کریں" (یس:57)

یعنی ان سے کوئی چیز تاخیر نہیں کرے گی۔

اور اس کا فرمان:

"اور اس کے داروغے ان سے کہیں گے: تم پر سلام ہو، تم پاکیزہ ہو، پس اس میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ رہنے کے لیے" (الزمر:73)

اور اس کا فرمان:

"ان میں نیچی نگاہ والی حوریں ہوں گی جنہیں ان سے پہلے کسی انسان یا جن نے ہاتھ نہیں لگایا" (الرحمن: 56)

اور "قاصرات الطرف" اپنے شوہروں پر راضی ہونے کی وجہ سے ہیں۔ اور اسی میں سے ہے:

- "حوریں جو خیموں میں روکی گئی ہیں" (الرحمن:72)

یعنی اپنے شوہروں کے لیے مخصوص ہیں۔

اور اس کا فرمان:

- "اور ان پر اس کے سائے جھکے ہوئے ہوں گے اور اس کے پھل خوب جھکا دیے گئے ہوں گے" (الإنسان: 14)

اور اسی طرح کی دیگر آیات، جو اس بات کا احساس دلاتی ہیں کہ جنت کی نعمتیں خود اہلِ جنت سے راضی ہوں گی، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

"اور جس کے ترازو ہلکے ہوں گے" (القارعہ:8)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"اور جس کے ترازو ہلکے ہوں گے"☆"تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہو گا"

اس کے قول "فأمّه هاوية" کے معنی میں اختلاف ہوا ہے: کیا "أمّه" سے مراد اس کا ٹھکانہ ہے یعنی جہنم، اور "هاوية" اس کے ناموں میں سے ایک نام ہے؟ یا "اُمّہ" سے مراد اس کا سر ہے، اور "هاوية" گرنے (ہوی) سے ہے، پس اسے جہنم میں اوندھے منہ ڈالا جائے گا، اس حال میں کہ اس کا سر جہنم میں گرتا ہو گا۔

اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اور ان پر رحم فرمائے، اس کو "دفعِ ایہامِ اضطراب" میں بیان کیا ہے، اور یہ بعید نہیں کہ کوئی یہ کہے کہ دونوں اقوال میں کوئی تعارض نہیں۔

پس "اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہو گا"، یعنی وہ جہنم ہے، اور اسے اس میں اوندھا پھینکا جائے گا، اس حال میں کہ اس کا سر اس میں گرتا ہو گا، اللہ کی پناہ۔

اور "ہاویہ" کے معنی گہرائی اور سخت مصیبت کے بھی آتے ہیں، اور "ہاویہ" گرنے کی جگہ ہے۔

اور حدیث میں ہے:

"تم میں سے کوئی شخص ایک ایسا کلمہ کہتا ہے جسے وہ معمولی سمجھتا ہے، مگر وہ اس کے سبب ستر سال تک جہنم میں گرتا چلا جاتا ہے"

ہم اللہ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

اور "ہاویہ" کی تفسیر اس کے بعد آنے والی آیات سے کی گئی ہے:

- ❖ "اور تمہیں کیا معلوم وہ کیا ہے؟"
- ❖ "وہ دہکتی ہوئی آگ ہے" (القارعہ:10-11)

اور "ہاویہ" کی تفسیر اس طرح بھی کی گئی ہے کہ وہ جہنم کے سب سے نچلے درجوں میں سے ہے۔ اللہ کی پناہ۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی آیا ہے:

- ❖ "ہرگز نہیں! وہ ضرور حطمہ میں پھینک دیا جائے گا"
- ❖ "اور تمہیں کیا معلوم حطمہ کیا ہے؟"
- ❖ "وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے" (الھمزۃ:4-6)

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

اور "نبذ" کا معنی ہے پھینک دینا، جو اس بات کو ترجیح دیتا ہے جو ہم نے کہا کہ دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہیں: کہ "اس کی ماں (ٹھکانہ) ہاویہ ہے "یعنی جہنم، اور وہ اس میں اپنے سر کے بل گرتا ہے، اور یہ ہاویہ میں پھینکے جانے سے ہوتا ہے جو بہت گہری ہے، اور جسم کی عادت ہے کہ جب اسے کسی بلند جگہ سے دور پھینکا جائے تو اس کا بھاری حصہ پہلے نیچے پہنچتا ہے، اور انسان کے جسم کا سب سے بھاری حصہ اس کا سر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

مصنف نے "دفع ایہام الاضطراب عن آیات الکتاب" میں کہا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"اور جس کے ترازو ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہو گا"

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ "ہاویہ" جہنم کا نام نہیں بلکہ اس کی صفت ہے، کیونکہ اس میں تنوین کا آنا اس کے علم (نام) ہونے کے منافی ہے، اس لیے کہ اگر یہ جہنم کے ناموں میں سے ہوتا تو اس میں علم اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہونا لازم تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

❖ "اور تمہیں کیا معلوم وہ کیا ہے؟ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے" (القارعہ:10-11)

اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ "ہاویہ" جہنم کے ناموں میں سے ہے۔

پہلے یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

❖ "پس اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہو گا"

کے معنی میں علماء کے تین اقوال ہیں، ان میں سے دو میں کوئی اشکال نہیں، اور تیسرا وہ ہے جس میں مذکورہ اشکال ہے۔

پس وہ دو جن میں کوئی اشکال نہیں:

پہلا: اس کا معنی یہ ہے کہ "اس کے سر کی ماں (اصل)" ہاویہ میں ہو گی، یعنی جہنم کی گہرائی میں، کیونکہ اسے اس میں اوندھے منہ ڈالا جائے گا، اس حال میں کہ اس کا سر نیچے اور پاؤں اوپر ہوں گے، اور یہ قول قتادہ، ابو صالح، عکرمہ، کلبی وغیرہ سے مروی ہے، اور اس قول کے مطابق "اور تمہیں کیا معلوم وہ کیا ہے" میں ضمیر ایک محذوف کی طرف لوٹتی ہے جس پر سیاق دلالت کرتا ہے، یعنی "اس کے سر کی ماں ہاویہ میں ہے، ایک آگ میں"، "اور

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

تمہیں کیا معلوم وہ کیا ہے؟ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے"۔

دوسرا: یہ عربوں کے اس قول سے ہے جب وہ کسی شخص کے لیے ہلاکت کی بد دعا کرتے ہیں تو کہتے ہیں: "ہوت امہ" (اس کی ماں ہلاک ہو جائے)، کیونکہ جب وہ گرتا ہے یعنی ہلاک ہوتا ہے تو اس کی ماں بھی غم اور صدمے سے ہلاک ہو جاتی ہے، اور اسی معنی میں کعب بن سعد الغنوی کا قول ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"تمہیں کثرت نے غافل کر دیا"

- "یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے"
- "اَلھاکم" یعنی: تمہیں مشغول کر دیا، اور "لھاہ" کا معنی ہے اسے بہلایا۔

اور "تکاثر" کا معنی ہے ایک دوسرے پر زیادہ ہونے کی کوشش کرنا۔ اور یہاں یہ ذکر نہیں کیا کہ کس چیز میں یہ کثرت تھی جس نے انہیں غافل کیا۔

ابن القیم نے کہا: اس کا ذکر اس لیے چھوڑ دیا گیا، یا تو اس لیے کہ مذمت خود کثرت کی ہے نہ کہ اس چیز کی جس میں کثرت کی جا رہی ہے، یا اس لیے کہ اسے عام رکھا جائے۔ ختم ہوا۔

اور پہلی صورت سے ان کی مراد ہے: حرص اور لالچ کی مذمت۔

اور دوسری سے مراد یہ ہے کہ ہر اس چیز کو شامل ہو جائے جس میں کثرت کی جا سکتی ہے، جیسے مال، اولاد، جاہ، عمارتیں اور کھیتیاں۔

اور میں نے کسی مفسر کے ہاں اس آیت کی کوئی نظیر ذکر ہوتی نہیں پائی۔

لیکن سب نے اس کے سبب نزول کے ذکر پر اجمالاً اتفاق کیا ہے کہ دو قبیلوں نے اپنے آباء اور آباء واجداد کے کارناموں پر فخر کیا، تو انہوں نے زندہ لوگوں کو گنا، پھر قبروں کی طرف گئے، اور ہر ایک نے اپنے مردوں کو بھی گنا جن پر وہ فخر کرتے تھے اور ان کی تعداد پر ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔

اور کہا گیا: یہ قریش میں بنی عبد مناف اور بنی سہم کے درمیان تھا۔

اور کہا گیا: یہ انصار کے بارے میں ہے۔

اور کہا گیا: یہ یہود اور دیگر کے بارے میں ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تکاثر آباء کے مفاخر میں تھا۔

اور قرطبی نے کہا: آیت ان تمام چیزوں کو اور ان کے علاوہ کو بھی شامل ہے۔

اور صحیح حدیث کے سیاق میں ہے:

❖ "اگر ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں، اور اس کا منہ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھرے گی، اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے"

ثابت نے کہا: انس سے، انہوں نے اُبیؓ سے روایت کیا: ہم اس کو قرآن میں سے سمجھتے تھے یہاں تک کہ نازل ہوئی:

❖ "تمہیں تکاثر نے غافل کر دیا"

اور گویا قرطبی اس کے ذریعے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ تکاثر مال میں بھی ہے۔

اور اللہ کی کتاب سے ایسی نصوص آئی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ تکاثر جس نے انہیں غافل کیا، اور جس کی وجہ سے اللہ نے ان کی مذمت کی یا انہیں اس سے ڈرایا، وہ سب چیزوں میں عام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

"جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل، تماشا، زینت، آپس میں فخر کرنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا ہے، اس بارش کی طرح جس کی پیداوار کاشتکاروں کو بھلی لگتی ہے، پھر وہ سوکھ جاتی ہے، پھر تم اسے زرد دیکھتے ہو، پھر وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے" یہاں تک کہ فرمایا: "اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں" (الحدید:20)

پس اس میں صراحت ہے کہ ان کے درمیان فخر اور تکاثر مال اور اولاد میں ہے۔

پھر اسی معنی میں دوسری نصوص بھی آئی ہیں، جیسے اس کا فرمان:

❖ "اور دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا کے سوا کچھ نہیں، اور آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے" (الأنعام:32)

اور اس کا فرمان:

❖ "اور یہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا کے سوا کچھ نہیں، اور بے شک آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے، کاش وہ جانتے" (العنکبوت: 64)

اور چونکہ دنیا کی زندگی کی یہی حقیقت ہے، اس لیے اس سے ڈرایا گیا اور اس سے روکا گیا کہ وہ انہیں غافل کر دے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

❖ "اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں، اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں" (المنافقون: 9)

اور اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ مومنوں کے لیے اس سب سے بہتر ہے، اپنے اس فرمان میں:

❖ "اور جب وہ کوئی تجارت یا تماشا دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں، کہہ دیجئے: جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشے اور تجارت سے بہتر ہے، اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے" (الجمعة: 9)

اور اس بات کو ترجیح دینے والی چیزوں میں سے کہ تکاثر مال اور اولاد میں ہے، خود اسی سورت کے آخر میں اس کا آنا ہے:

❖ "پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا" (التکاثر: 8)، کیونکہ اس کا سورت کے آغاز کے ساتھ مناسبت ہے۔

جیسا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ "نعمت" میں مال کا شامل ہونا بطورِ اولیٰ داخل ہے۔

اور اس کا فرمان:

❖ "یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے"

اس سے بعض لوگوں نے یہ لیا ہے کہ ان کا فخر انہیں قبروں تک لے گیا تاکہ وہ اپنے مردوں کے ذریعے کثرت ظاہر کریں، جیسا کہ اسبابِ نزول کی سابقہ روایات میں آیا ہے۔

اور "زرتم المقابر" میں صحیح بات یہ ہے کہ اس کا معنی ہے: تم مر گئے؛ کیونکہ مردہ قبر میں آنے والے مہمان کی طرح آتا ہے، اس لیے کہ اس کا وہاں ہونا عارضی ہوتا ہے۔

اور روایت کیا گیا ہے کہ ایک اعرابی نے یہ آیت سنی تو کہا: ربِّ کعبہ کی قسم! انہیں دوبارہ اٹھایا جائے گا، اس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: اس لیے کہ مہمان کو لازماً واپس جانا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

- "ہرگز نہیں! عنقریب تم جان لوگے"
- "پھر ہرگز نہیں! عنقریب تم جان لوگے"

"کلا" یہاں غفلت اور مذکورہ تکاثر سے روکنے کے لیے ہے، اور "عنقریب تم جان لوگے" یعنی اس معاملے کی حقیقت اور اس غفلت کے انجام کو، "پھر ہرگز نہیں! عنقریب تم جان لوگے" تاکید کے لیے تکرار ہے۔

اور کہا گیا: اس میں تکرار نہیں، اس روایت کی وجہ سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلی (جاننا) قبر میں ہے اور دوسری قیامت کے دن ہے، اور یہ معنی معقول ہے۔ اور بعض نے اس سے عذابِ قبر پر استدلال کیا ہے۔

اور قبر کے بارے میں حدیث کا صحیح ہونا معلوم ہے:

- "قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا"

اور اس میں سوال (منکر نکیر) بھی معلوم ہے، لیکن ان کا مقصود قرآن سے اس کا ماخذ بیان کرنا تھا۔

اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اور ان پر رحم فرمائے، سورۂ غافر کی تفسیر میں، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

- "اور آلِ فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا" (غافر:45)

قرآن سے عذابِ قبر کے اثبات کو بیان کیا ہے۔

اور اسی طرح اس کے معنی کی وضاحت سورۂ زخرف کے آخر میں اس کے فرمان:

- "پس ان سے درگزر کریں اور کہہ دیں سلام، عنقریب وہ جان لیں گے" (الزخرف:89)

کے تحت گزر چکی ہے۔

اور یہاں یہ زجر اور تنبیہ اس بات کے رد میں ہے جس پر وہ تکاثر میں مشغول تھے۔

اور قرآن سے عذابِ قبر کے اثبات کی سب سے صریح دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

❖ "آگ کے سامنے انہیں صبح و شام پیش کیا جاتا ہے، اور جس دن قیامت قائم ہو گی (کہا جائے گا): آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو"

اس لیے کہ پہلا (عذاب) دنیا میں ہے اور دوسرا آخرت میں۔

"بے شک انسان خسارے میں ہے" یہ قسم کا جواب ہے، اور "خسر" کے معنی کے بارے میں کہا گیا ہے: نقصان، کہا گیا: کمی، کہا گیا: سزا، کہا گیا: ہلاکت، اور یہ سب معانی قریب قریب ہیں۔

اور خسر اور خسران کی اصل، کفر اور کفران کی طرح، اصل سرمایہ میں کمی ہے۔ اور یہاں خسارے کی نوعیت کو بیان نہیں کیا بلکہ مطلق رکھا تاکہ عموم شامل ہو جائے، اور ظرفیت کا حرف لایا تاکہ یہ بتائے کہ انسان خسارے میں ڈوبا ہوا ہے اور وہ اسے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

اور اگر ہم دو چیزوں کو دیکھیں: مستثنیٰ اور اس سے پہلے والی سورت، تو یہ عموم واضح ہو جاتا ہے؛ کیونکہ مستثنیٰ کا مفہوم چار امور کو شامل ہے:

❖ ایمان کا نہ ہونا (جو کفر ہے)، عمل صالح کا نہ ہونا (جو عمل فاسد ہے)، حق کی وصیت نہ کرنا (یا بالکل نہ کرنا یا باطل کی وصیت کرنا)، اور صبر کی وصیت نہ کرنا (یا بالکل نہ کرنا یا گھبراہٹ اور بے صبری اختیار کرنا)۔

اور اس سے پہلے والی سورت میں انسان کا مال اور اولاد میں تکاثر کے ذریعے مشغول ہونا ہے، غرض یہ کہ وہ اس میں بڑھنا چاہتا ہے، اور اس کا الٹ مال اور اولاد کا ضائع ہونا ہے، جو خسارہ ہے۔

پس اس بنا پر خسارہ دین میں بھی ہوتا ہے ایمان کے اعتبار سے (کفر کی وجہ سے)، اور اسلام میں بھی (عمل کے چھوڑنے کی وجہ سے)، اگرچہ اصطلاح میں ایمان اس کو بھی شامل ہوتا ہے، اور باطل میں مشغول ہونا اور حق کو چھوڑ دینا، اور گھبراہٹ و بے صبری میں مبتلا ہونا۔

اور اس کے نتیجے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنا، جس میں بندے کی مصلحت، کامیابی اور اس کے دین و دنیا کی اصلاح ہے۔ اور ان سب پر قرآن میں دلائل موجود ہیں، جنہیں ہم اختصار کے ساتھ ذکر

کرتے ہیں:

پس کفر کے ذریعے خسارہ، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان:

❖ "اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا اور تم یقیناً خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے"(الزمر:65)

اور اس کا فرمان:

❖ "بے شک وہ لوگ خسارے میں پڑ گئے جنہوں نے اللہ سے ملاقات کو جھٹلایا"

یعنی اس لیے کہ انہوں نے اس ملاقات کے لیے عمل نہیں کیا اور اپنا معاملہ دنیا کی زندگی تک محدود رکھا، پس انہوں نے اپنے آپ کو اور آخرت میں اپنے حصے کو ضائع کر دیا۔

اور عمل چھوڑنے کے ذریعے خسارہ، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان:

❖ "اور جس کے ترازو ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا"(الأعراف: 9)

کیونکہ ترازو اعمال کے پیمانے ہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا:

❖ "پس جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا"(الزلزلہ:7)

اور اسی کی مثل:

❖ "اور جو اللہ کے سوا شیطان کو دوست بنائے تو وہ کھلے خسارے میں پڑ گیا"(النساء:119)

کیونکہ وہ شیطان کے گروہ میں شامل ہو گا:

❖ "خبردار! بے شک شیطان کا گروہ ہی خسارہ پانے والا ہے"(المجادلة:19)

یعنی اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کرنے کی وجہ سے۔

اور حق کی وصیت چھوڑنے کے ذریعے خسارہ، کیونکہ حق کے بعد گمراہی کے سوا کچھ نہیں، اور حق مکمل اسلام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

❖ "اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا تو وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا" (آل عمران:85)

اور صبر کی وصیت چھوڑنے اور گھبراہٹ و بے صبری میں پڑنے کے ذریعے خسارہ، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

❖ "اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ کی عبادت کنارے پر کرتے ہیں، اگر اسے کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو اس سے مطمئن ہو جاتا ہے، اور اگر اسے کوئی آزمائش پہنچتی ہے تو منہ کے بل پلٹ جاتا ہے، اس نے دنیا اور آخرت دونوں کو کھو دیا، یہی کھلا خسارہ ہے" (الحج:11)

"وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا" (الھمزۃ:3)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

❖ "وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ باقی رکھے گا"

یہی وہ گمان ہے جس پر اس کی مذمت کی گئی ہے اور جس پر وعید نازل ہوئی ہے؛ کیونکہ اس نے قیامت کا انکار کیا، جیسا کہ سورۂ کہف میں باغ والے نے کہا:

❖ "اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا جبکہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا تھا، اس نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ یہ کبھی ختم ہو گا"

❖ "اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم ہو گی" (الکھف:35-36)

چھٹا حصہ

(احادیث کا مجموعہ)

چھٹا حصہ (احادیث کا مجموعہ)

(وہ احادیث کا مجموعہ جو ارشد بشیر مدنی نے جمع کی ہیں)

1. جہاد و اللہ کی راہ میں کوشش

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله».[5]

ترجمہ: جس نے اس لیے قتال کیا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

حدیث:

عن أبي موسى رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«إن الجنة تحت ظلال السيوف».[6]

ترجمہ: جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«من جهز غازيا في سبيل الله فقد غزا».[7]

ترجمہ: جس نے اللہ کی راہ میں نکلنے والے کو ساز و سامان فراہم کیا اس نے بھی جہاد کیا۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

---

[5] متفق عليه، صحيح البخارى:2810،صحيح مسلم:1904

[6] متفق عليه، صحيح البخارى:3023،صحيح مسلم:1742

[7] متفق عليه، صحيح البخارى:2843،صحيح مسلم:1895

2.انسان کی ناشکری

حدیث:

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«انظروا إلى من هو أسفل منكم ولا تنظروا إلى من هو فوقكم، فهو أجدر أن لا تزدروا نعمة الله عليكم».[8]

ترجمہ: تم ان لوگوں کی طرف دیکھو جو تم سے کم تر ہیں اور ان کی طرف نہ دیکھو جو تم سے بلند ہیں، یہ زیادہ مناسب ہے کہ تم اللہ کی نعمت کو حقیر نہ جانو۔

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«لو كان لابن آدم واديان من مال لابتغى واديا ثالثا، ولا يملأ جوف ابن آدم إلا التراب، ويتوب الله على من تاب».[9]

ترجمہ: اگر آدم کے بیٹے کے پاس دو وادیاں مال کی ہوں تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا، اور ابن آدم کا پیٹ صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے، اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔

حدیث:

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«يهرم ابن آدم وتشب معه اثنتان: الحرص على المال والحرص على العمر».[10]

ترجمہ: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کے ساتھ دو چیزیں جوان رہتی ہیں: مال کی حرص اور عمر کی حرص۔

---

[8] متفق علیہ، صحیح البخاری:6490،صحیح مسلم:2963

[9] متفق علیہ، صحیح البخاری:6439،صحیح مسلم:1048

[10] متفق علیہ، صحیح البخاری:6421،صحیح مسلم:1047

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

3. مال کی محبت وحرص

حدیث:

عن عبد الله بن الشخير رضي الله عنه قال: أتيت النبي ﷺ وهو يقرأ: "ألهاكم التكاثر"، قال: يقول ابن آدم: مالي مالي، وهل لك يا ابن آدم من مالك إلا ما أكلت فأفنيت أو لبست فأبليت أو تصدقت فأمضيت؟[11]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال! حالانکہ تمہارے مال میں سے صرف وہی ہے جو تم نے کھایا اور فنا کیا، یا پہنا اور پرانا کیا، یا صدقہ دیا اور آگے بھیج دیا۔

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «تعس عبد الدينار، وعبد الدرهم، وعبد الخميصة، إن أعطي رضي وإن لم يعط سخط».[12]

ترجمہ: دینار، درہم اور چادر کا بندہ ہلاک ہو، اگر اسے دیا جائے تو راضی ہو جاتا ہے، نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «ليس الغنى عن كثرة العرض، ولكن الغنى غنى النفس».[13]

ترجمہ: دولت کثرتِ مال میں نہیں بلکہ دل کی بے نیازی میں ہے۔

---

[11] صحيح مسلم:2958

[12] صحيح البخاری:2887

[13] متفق علیه، صحيح البخاری:6446، صحيح مسلم:1051،

4. قیامت کے دن رازوں کا ظاہر ہونا

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«يحشر الناس يوم القيامة ثلاثة أصناف: صنف مشاة، وصنف ركبانًا، وصنف على وجوههم» .[14]

صحیح البخاری:6526

ترجمہ: قیامت کے دن لوگ تین طرح سے جمع کیے جائیں گے: کچھ پیدل، کچھ سوار اور کچھ اپنے چہروں پر گھسیٹے جائیں گے۔

حدیث:

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

«إن في الجنة بابا يقال له الريان، يدخل منه الصائمون يوم القيامة، لا يدخل منه أحد غيرهم» .[15]

متفق علیه، صحیح البخاری:1896،صحیح مسلم:1152،

ترجمہ: جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے، اس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے، کوئی اور نہیں۔

حدیث:

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ:«من نوقش الحساب عذب» .[16]

متفق علیه، صحیح البخاری:103، صحیح مسلم:2876،

---

[14] متفق علیه، صحیح البخاری:6446، صحیح مسلم:1051،

[15] متفق علیه، صحیح البخاری:6446، صحیح مسلم:1051،

[16] متفق علیه، صحیح البخاری:6446، صحیح مسلم:1051،

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

ترجمہ: جس کا حساب باریکی سے لیا گیا وہ عذاب میں مبتلا ہوا۔

5. قیامت کی ہولناکی

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«ما بين النفختين أربعون». [17]

(صحيح البخارى:4935، صحیح مسلم:2955،

ترجمہ: دونوں صور کے درمیان چالیس (کا وقفہ) ہو گا۔

حدیث:

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ:

«يوم يقوم الناس لرب العالمين حتى يغيب أحدهم في رشحه إلى أنصاف أذنيه». [18]

صحيح البخارى:6531،صحيح مسلم:2864،

ترجمہ: قیامت کے دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ ان میں سے ایک اپنے پسینے میں کانوں تک ڈوب جائے گا۔

حدیث:

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«يأتي على الناس زمان القابض على دينه كالقابض على الجمر». [19]

صحيح الترمذى:2260،وصححه الألبانى

---

[17] متفق عليه، صحيح البخارى:6446، صحيح مسلم:1051،

[18] متفق عليه، صحيح البخارى:6446، صحيح مسلم:1051،

[19] متفق عليه، صحيح البخارى:6446، صحيح مسلم:1051،

ترجمہ: لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والا ایسے ہو گا جیسے آگ کے انگارے کو پکڑنے والا۔

6. اعمال کا وزن

حدیث:

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: «إن الله لا ينظر إلى صوركم وأموالكم ولكن ينظر إلى قلوبكم وأعمالكم».[20]

ترجمہ: اللہ تمہاری شکلوں اور مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «كلمتان خفيفتان على اللسان، ثقيلتان في الميزان، حبيبتان إلى الرحمن: سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم».[21]

ترجمہ: دو کلمے جو زبان پر ہلکے، میزان میں بھاری اور رحمن کو محبوب ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔

حدیث:

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ «ما من شيء أثقل في ميزان المؤمن يوم القيامة من حسن الخلق».[22]

ترجمہ: قیامت کے دن مؤمن کے میزان میں سب سے زیادہ بھاری چیز حسن اخلاق ہے۔

---

[20] صحيح مسلم:2564

[21] متفق عليه، صحيح البخارى:6682،صحيح مسلم:2694

[22] صحيح الترمذى:2002،وصححه الألبانى

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

7. جنت و جہنم کی تقسیم

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«تحاجت الجنة والنار فقالت النار: أوثرت بالمتكبرين والمتجبرين، وقالت الجنة: مالي لا يدخلني إلا ضعفاء الناس وسقطهم...».[23]

ترجمہ: جنت اور جہنم نے آپس میں بحث کی، جہنم نے کہا: مجھے متکبر اور سرکش ملے، جنت نے کہا: میرے پاس کمزور اور عاجز لوگ ہیں...

حدیث:

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«أما أهل النار الذين هم أهلها فإنهم لا يموتون فيها ولا يحيون».[24]

ترجمہ: جہنم کے اصل لوگ اس میں نہ مریں گے نہ زندہ رہیں گے۔

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«يدخل أهل الجنة الجنة وأهل النار النار، ثم يقول الله: أخرجوا من النار من كان في قلبه مثقال حبة من إيمان».[25]

ترجمہ: جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں جائیں گے، پھر اللہ فرمائے گا: جس کے دل میں ایک دانے کے برابر ایمان ہے اسے جہنم سے نکال دو۔

---

[23] صحیح مسلم:2846

[24] صحیح مسلم:185

[25] صحیح البخاری:22،صحیح مسلم:184

8. دنیاوی مال و اولاد میں مقابلہ بازی

حدیث:

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«لو كان لابن آدم واديان من ذهب لأحب أن يكون له ثالث، ولا يملأ فاه إلا التراب».[26]

ترجمہ: اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا، اور اس کا پیٹ صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے۔

حدیث:

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«لا تزول قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن أربع: عن عمره فيما أفناه، وعن علمه ما عمل به، وعن ماله من أين اكتسبه وفيم أنفقه، وعن جسمه فيما أبلاه».[27]

ترجمہ: قیامت کے دن بندہ اپنی جگہ سے ہلے گا نہیں جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا جائے: عمر، علم، مال اور جسم۔

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«من كانت الدنيا همه فرق الله عليه أمره، وجعل فقره بين عينيه، ولم يأته من الدنيا إلا ما كتب له...».[28]

ترجمہ: جس کی ساری فکر دنیا ہو اللہ اس کے معاملات بکھیر دیتا ہے، اس کی آنکھوں کے سامنے فقر رکھ دیتا ہے، اور اسے دنیا میں وہی ملتا ہے جو اس کے لیے لکھا گیا ہے۔

---

[26] متفق عليه، صحيح البخاری:6439، صحيح مسلم:1048

[27] صحيح الترمذی:2416،وصححه الألبانی

[28] صحيح ابن ماجه:4105،وصححه الألبانی

9. وقت کی قدر

حديث:

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ:«اغتنم خمسًا قبل خمس: شبابك قبل هرمك، وصحتك قبل سقمك، وغناك قبل فقرك، وفراغك قبل شغلك، وحياتك قبل موتك». [29]

ترجمہ: پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کو فقر سے پہلے، فرصت کو مشغولیت سے پہلے، اور زندگی کو موت سے پہلے۔

حديث:

عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«لا تزول قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن أربع...». [30]

ترجمہ: قیامت کے دن بندہ اپنی جگہ سے ہلے گا نہیں جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا جائے...

حديث:

عن أبي برزة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«لا تزول قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن عمره فيما أفناه...». [31]

ترجمہ: قیامت کے دن بندہ اپنی جگہ سے ہلے گا نہیں جب تک اس سے اس کی عمر کے بارے میں نہ پوچھا جائے کہ کہاں گزاری...

---

[29] (صحيح الحاكم:7846،وصححه الألبانى)

[30] (صحيح الترمذى:2416،وصححه الألبانى)

[31] (صحيح الترمذى:2417، وصححه الألبانى)

10۔ غیبت، طعنہ زنی، مذاق اڑانا

حدیث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«أتدرون ما الغيبة؟ قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: ذكرك أخاك بما يكره» .[32]

ترجمہ: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کا ذکر اس بات سے کرنا جو اسے ناگوار ہو۔

حدیث:

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه» .[33]

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

حدیث:

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:«سباب المسلم فسوق وقتاله كفر» .[34]

ترجمہ: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

---

[32] صحیح مسلم:2589

[33] متفق علیہ، صحیح البخاری:13،صحیح مسلم:45

[34] متفق علیہ، صحیح البخاری:48،صحیح مسلم:64

ساتواں حصہ

(تفسیر بالحدیث)

ساتواں حصہ (تفسیر بالحدیث)

(تفسیر بالحدیث: وہ احادیث جو تفاسیر میں پائی جاتی ہیں)

سورۃ القارعۃ

لقوله تعالى (نار حامية)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ " إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلاَةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ".)[35]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ نافع عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کی روایت کرتے تھے کہ ان دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گرمی تیز ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو، کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کی آگ کی بھاپ سے ہوتی ہے۔

سورۃ التکاثر

قوله تعالى (أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ (١) حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ)

أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " لَوْ أَنَّ لاِبْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلأَ فَاهُ إِلاَّ التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ ".[36]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ دو ہو جائیں اور اس کا منہ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔

---

[35] (صحيح البخاري:533،534)

[36] (صحيح البخاري:6439)

عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ يَقْرَأُ ﴿ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ قَالَ " يَقُولُ ابْنُ آدَمَ مَالِي مَالِي - قَالَ - وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلاَّ مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ " .[37]

مطرف وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ نے پاس آیا وہ سورہ تکاثر تلاوت کر رہے تھے۔ کہا ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ کہا تیرا مال تو صرف وہ ہے جس کو تم نے خرچ کیا، کھایا پیا اور پہن کر پرانا کیا اور صدقہ کر کر آگے بھیجا۔

حدیث:

أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، كَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ، يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِهِ، فَوَافَتْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُمْ، وَقَالَ:"أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ، وَأَنَّهُ جَاءَ بِشَيْءٍ"، قَالُوا: أَجَلْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:"فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللَّهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ" .[38]

عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور انہیں مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو بنی عامر بن عدی کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، انہوں نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بحرین وہاں کا جزیہ لانے کے لیے بھیجا، نبی

---

[37] (صحیح المسلم:a2958)

[38] (صحیح البخاري:6425)

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور ان پر علاء بن الحضرمی کو امیر مقرر کیا تھا۔ جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے جزیہ کا مال لے کر آئے تو انصار نے ان کے آنے کے متعلق سنا اور صبح کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ ابو عبیدہ کے آنے کے متعلق تم نے سن لیا ہے اور یہ بھی کہ وہ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصار نے عرض کیا: جی ہاں، یا رسول اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تمہیں خوشخبری ہو تم اس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے گی، اللہ کی قسم! فقر و محتاجی وہ چیز نہیں ہے جس سے میں تمہارے متعلق ڈرتا ہوں بلکہ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی، جس طرح ان لوگوں پر کر دی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور تم بھی اس کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی اسی طرح کوشش کرو گے جس طرح وہ کرتے تھے اور تمہیں بھی اسی طرح غافل کر دے گی جس طرح ان کو غافل کیا تھا۔

حدیث:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:"أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَى امْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً"، تَابَعَهُ أَبُو حَازِمٍ، وَابْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ .) [39]

ہم سے عبد السلام بن مطہر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمر بن علی بن عطاء نے بیان کیا، ان سے معن بن محمد غفاری نے، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے عذر کے سلسلے میں حجت تمام کر دی جس کی موت کو مؤخر کیا یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا۔“ اس روایت کی متابعت ابوحازم اور ابن عجلان نے مقبری سے کی۔

حدیث:

"قوله تعالى (ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ

---

[39] (صحيح البخاري:6419)

فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ، وَالْفَرَاغُ") [40]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔" عباس عنبری نے بیان کیا کہ ہم سے صفوان بن عیسیٰ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی ہند نے، ان سے ان کے والد نے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کی طرح۔

حدیث:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ " مَا أَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوتِكُمَا هَذِهِ السَّاعَةَ " . قَالاَ الْجُوعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ " وَأَنَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لأَخْرَجَنِي الَّذِي أَخْرَجَكُمَا قُومُوا " . فَقَامُوا مَعَهُ فَأَتَى رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ فَإِذَا هُوَ لَيْسَ فِي بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَأَهْلاً . فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " أَيْنَ فُلاَنٌ " . قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَاءِ . إِذْ جَاءَ الأَنْصَارِيُّ فَنَظَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا أَحَدٌ الْيَوْمَ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّي - قَالَ - فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطَبٌ فَقَالَ كُلُوا مِنْ هَذِهِ . وَأَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " إِيَّاكَ وَالْحَلُوبَ " . فَذَبَحَ لَهُمْ فَأَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذَلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوا فَلَمَّا أَنْ شَبِعُوا وَرَوُوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُسْأَلُنَّ عَنْ هَذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمُ الْجُوعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوا حَتَّى أَصَابَكُمْ هَذَا النَّعِيمُ " . [41]

ابو بکر بن ابی شیبہ، خلف بن خلیفہ، یزید بن کیسان، ابو حازم، ابو ہریرہ (رض) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن یا ایک رات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) باہر نکلے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ملاقات

---

[40] (صحيح البخاري:6412)

[41] (صحيح المسلم:2038)

ہو گئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان دونوں حضرات سے فرمایا اس وقت تمہارا اپنے گھروں سے نکلنے کا سبب کیا ہے ان دونوں حضرات نے عرض کیا بھوک اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں جس وجہ سے تم دونوں نکلے ہوئے ہو اٹھو کھڑے ہو جاؤ دونوں حضرات کھڑے ہو گئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک انصاری کے گھر تشریف لائے کہ وہ انصاری اپنے گھر میں نہیں ہے انصاری کی بیوی نے دیکھا تو مرحبا اور خوش آمدید کہا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس انصاری کی بیوی سے فرمایا فلاں کہاں ہے اس نے عرض کیا وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گیا ہے اسی دروان انصاری بھی آ گئے تو اس انصاری نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج میرے مہمانوں سے زیادہ کسی کے مہمان معزز نہیں اور پھر چلے اور کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے جس میں کچی اور پکی اور خشک اور تازہ کھجوریں تھیں اور عرض کیا کہ ان میں سے کھائیں اور انہوں نے چھری پکڑی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے فرمایا دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا پھر انہوں نے ایک بکری ذبح کی ان سب نے اس بکری کا گوشت کھایا اور کھجوریں کھائیں اور پانی پیا اور جب کھا پی کر سیراب ہو گئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا تمہیں اپنے گھروں سے بھوک نکال کر لائی اور پھر تم واپس نہیں لوٹے یہاں تک کہ یہ نعمت تمہیں مل گئی۔

حدیث:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: " لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ: ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ سورة التكاثر آية ٨، قَالَ الزُّبَيْرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَيُّ النَّعِيمِ نُسْأَلُ عَنْهُ وَإِنَّمَا هُمَا الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ؟ قَالَ: " أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ " .) [42]

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آیت «ثم لتسألن يومئذ عن النعيم» ”اس دن تم سے ضرور

[42] (سنن الترمذي:3356)

بالضرور نعمتوں کا سوال ہو گا" (التکاثر:۸)، نازل ہوئی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! کن نعمتوں کے بارے میں ہم سے پوچھا جائے گا؟ ہمیں تو صرف دو ہی (کالی) نعمتیں حاصل ہیں، ایک کھجور اور دوسرے پانی آپ نے فرمایا: "عنقریب وہ بھی ہو جائیں گی"۔

سورۃ الھمزۃ

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ (١) الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ (٢) يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ (٣) كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ (٤) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ (٥) نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ (٦) الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ (٧) إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ (٨) فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ (٩)

عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ، فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ" .)[43]

ہم سے ابونعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے ہمام بن حارث نے بیان کیا کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے، ان سے کہا گیا کہ ایک شخص ایسا ہے جو یہاں کی باتیں عثمان سے جا لگاتا ہے۔ اس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔

قوله تعالى (الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ (٢) يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ)

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ " ،)[44]

ابوبرزہ اسلمی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں پاؤں نہیں

---

[43] (صحيح البخاري:6056)

[44] (سنن الترمذي:2417)

ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں ختم کیا، اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کیا عمل کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا"۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

آٹھواں اور نواں حصہ

("تفسیر صحابہ و تابعین" - "تفسیر بالرائے المحمود")

آٹھواں اور نواں حصہ ("تفسیر صحابہ و تابعین"-"تفسیر بالرائے محمود")

تفسیر صحابہ و تابعین کے اقوال سے (پانچ مشہور تفاسیر سے کچھ اقوال) اور تفسیر بالرائے محمود کے ساتھ

نوٹ: میں نے آٹھواں اور نواں حصہ ایک جگہ جمع کیا ہے کیونکہ میں نے اقوال جمع کیے اور ان میں سے کچھ اقوال تفسیر بالرائے المحمود پر مبنی پائے۔

8- تفسیر باقوال صحابہ و تابعین پانچ مشہور تفاسیر سے

جیسے تفسیر طبری، ابن ابی حاتم، بغوی، ابن کثیر، تفسیر قرطبی اور جدید تفاسیر جیسے تفسیر السعدی۔ اس سے ہمیں روایتی اور جدید نقطہ نظر دونوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

9- تفسیر بالرائے المحمود

حصہ اول

حصہ اول غیر تفصیلی اور مختصر تفسیر، صحابہ و تابعین کے اقوال سے (تفسیر حکمت بشیر، طبری اور ابن کثیر کی طرف رجو کیا گیا ہے)

سورۃ العادیات سے متعلق

سورۃ العادیات کے متعلق اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور مفسرین کے اقوال درج ذیل ہیں:

❖ وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا

- مجاہد نے کہا: یہ لفظ قتال کے لیے ہے۔
- قتادہ نے کہا: یہ گھوڑے ہیں جو دوڑتے ہوئے سانس پھولاتے ہیں۔

❖ فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا

- قتادہ کے مطابق: جنگ کے اونٹ جو دشمن کے خلاف دوڑتے ہیں۔

❖ فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا

- مجاہد کے نزدیک: یہ گھوڑے ہیں۔

- قتادہ نے کہا: یہ قوم صبح سویرے دشمن پر اچانک حملہ کرتے ہیں۔

❖ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا

- قتادہ کے مطابق: گھوڑوں کے کھروں سے زمین پر مٹی اڑتی ہے۔

❖ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا

- مجاہد نے کہا: یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے درمیان جمع ہوئے۔

❖ إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ

- مجاہد کے مطابق: انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

❖ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ

- سورۃ الفجر کی آیت 20 کی طرف اشارہ ہے کہ انسان مال سے شدید محبت کرتا ہے۔

❖ أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ

- ابن عباس کے مطابق: "بعثر" کا مطلب ہے تلاش کرنا۔

❖ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ

- ابن عباس کے نزدیک: اس کا مطلب ہے ظاہر کرنا۔

سورۃ القارعۃ کے متعلق

❖ الْقَارِعَةُ

- ابن عباس کے مطابق: قیامت کے دن کے ناموں میں سے ایک ہے۔

❖ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ

- قتادہ کے مطابق: اڑا ہوا اون۔

❖ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ

- مجاہد کے نزدیک: جنت میں خوشگوار زندگی۔

❖ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ

AskIslamPedia Gateway for Islamic Information Free Online Islamic Encyclopedia

- قتادہ کے مطابق: وہ لوگ جہنم میں جائیں گے۔

❖ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ

شدید جلی ہوئی آگ ہے جو دلوں کو بھی جلاتی ہے۔

سورۃ التکاثر کے متعلق

سورۃ العصر کے متعلق

❖ ابن عباس کے مطابق "العصر" دن کا ایک خاص وقت ہے۔

❖ مجاہد کے مطابق انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک اعمال کیے، حق کی نصیحت کی اور صبر کیا۔

سورۃ الھمزۃ کے متعلق

❖ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو وعید دی ہے جو دوسروں کی عیب جوئی اور غیبت کرتے ہیں۔

❖ "الھمزۃ" وہ ہے جو لوگوں کو ہاتھ یا نظر سے نقصان پہنچائے، اور "اللمزۃ" وہ ہے جو زبان سے نقصان پہنچائے۔

❖ یہ سورت مکیہ ہے اور اس میں مال جمع کرنے والے کی مذمت کی گئی ہے جو سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھے گا۔

❖ "الحطمۃ" آگ کی شدت کو ظاہر کرتی ہے جو دلوں کو جلا دیتی ہے

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

دسواں حصہ

(عربی تفاسیر سے مستند نکات)

دسواں حصہ (عربی تفاسیر سے مستند نکات)

حصہ دوم تفصیلی تفسیر

طبری اور ابن کثیر کے تفسیر کے نکات "المصباح المنیر" کے ساتھ دیگر شروحات سے استفادہ کرتے ہوئے اردو قالب میں لایا گیا

الحمد للہ یہاں ہم منتخب آیات میں مزید گہرائی سے جائیں گے، اور مشہور کلاسیکی تفاسیر جیسے تفسیر طبری، بغوی، ابن کثیر اور شروحات، تفسیر قرطبی، اور جدید تفاسیر جیسے تفسیر السعدی، تفسیر اضواء البیان، فتح القدیر، تفسیر شیخ نواب صدیق حسن خان، تفسیر شیخ ابن عثیمین و تلامذہ و تفسیر الدرر و موسوعۃ التفسیر بالمأثور للطیار سے رہنمائی حاصل کریں گے۔ اس سے ہمیں روایتی اور جدید نقطہ نظر دونوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

سورۃ العادیات

اللہ تعالیٰ گھوڑوں کی قسم کھاتا ہے جو اس کی راہ میں دوڑائی جاتی ہیں اور دوڑتی ہیں اور ہانپتی ہیں۔

پہلا قول

سورۃ العادیات کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ مکی سورت ہے، اور یہی اکثر کا قول ہے، اور یہ بہت سے صحابہ اور تابعین سے منقول ہے، جیسے ابن مسعود، جابر، حسن، عکرمہ، عطاء، اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ہے۔

دوسرا قول

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سورت مدنی ہے، اور یہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت ہے، اور انس بن مالک، قتادہ وغیرہ نے بھی یہی کہا۔

اس اختلاف کی وجہ —واللہ اعلم— اور پھر آگے "العادیات" سے مراد کیا ہے، اس پر بات آئے گی۔

اگر کہا جائے کہ یہ مکی ہے اور "العادیات" سے مراد گھوڑے ہیں جیسا کہ جمہور کا قول ہے، تو مکی دور میں

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔

"وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا" کہا: یہ گھوڑے ہیں جو ہانپتی ہیں، تیز دوڑتی ہیں، حملہ آور ہوتی ہیں۔

"فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا" "فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا" یعنی دشمن پر صبح کے وقت اچانک حملہ کرنا، یہ گرد و غبار اٹھاتی ہیں، "فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا" اور دشمن کے جتھے میں گھس جاتی ہیں "فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا" دشمن کے گروہ میں جا گھسنا،

اللہ ان کی قسم کھاتا ہے، اور عرب ان کے کردار اور اثر سے بخوبی واقف تھے۔

اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس میں مستقبل کی طرف اشارہ ہے کہ مدینہ میں ہجرت کے بعد جہاد فرض ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کی قسم کھائی "العادیات ضبحا"، اس میں جہاد فرض ہونے کا ذکر نہیں، تو اس میں کیا مانع ہے کہ اللہ ان گھوڑوں کی قسم کھائے جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: "ان کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر بندھی ہوئی ہے"۔

تو یہ گھوڑے جہاد فرض ہونے سے پہلے بھی اللہ کی طرف سے خیر کے حامل تھے، قسم صرف معظم چیز پر ہی کھائی جاتی ہے، تو یہ گھوڑے اپنی بہترین صفات کے ساتھ اللہ کے نزدیک معظم ہیں، اس لیے اللہ نے ان کی قسم کھائی، اس میں کوئی اشکال نہیں اور نہ ہی اس بنا پر سورت کو مدنی کہنا ضروری ہے کہ اس میں اللہ کی راہ میں دوڑنے والے گھوڑوں کا ذکر ہے۔ اور نہ ہی اسے اونٹوں پر محمول کرنا ضروری ہے جیسا کہ بعض نے کیا۔

اس سورت کا اصل موضوع ان قسموں کے بعد انسان کی ایک بری صفت ہے، اور وہ ہے "کنود" یعنی ناشکری اور اللہ کی نعمتوں کا انکار، یہ انسان کی فطرت ہے جب تک اس کی تربیت نہ کی جائے، ایمان کے ذریعے اس کی اصلاح نہ ہو۔ یہی بات اللہ نے دیگر مقامات پر بھی ذکر کی ہے:

"إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا"

[المعارج:19-21] پھر اصلاح کا ذکر کیا: "إِلَّا الْمُصَلِّينَ" [المعارج:22] وغیرہ۔

یہاں "إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ" بعض نے کہا: اس سے مراد کافر ہے، بعض نے کہا: انسان کی جنس مراد ہے، یعنی غالب انسان، تو سورت کا محور یہی ہے کہ انسان کی یہ بری صفت—اللہ کی نعمتوں کا انکار اور

ناشکری—اوراس کے ساتھ مال کی شدید محبت، نعمتوں کی ناشکری اور مال کی حرص۔

اللہ اسے بتاتا ہے کہ وہ اس کے حال، اس کے دل کی باتوں، اس کے حرص، بخل، لالچ وغیرہ سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یہی اس سورت کا اصل موضوع ہے۔

عربوں نے گھوڑوں کو بہت اہمیت دی، اور عربی گھوڑے جنگ میں مشہور ہیں کہ وہ جنگ میں تیز دوڑتے ہیں، پلک جھپکتے میں پلٹ جاتے ہیں، سوار اپنے پیچھے آنے والے دشمن کو اچانک سامنے کرلیتا ہے اور اس پر نیزہ تان لیتا ہے، کبھی ایک لمحے میں گھوڑا جھک جاتا ہے اور تلوار دشمن کے سر سے گزر جاتی ہے، یہ سب فنون صرف عربی گھوڑوں میں ہیں، اسی لیے اللہ نے "وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا" کی قسم کھائی۔

اسی طرح "فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ"[الحشر:6] میں "ایجاف" کا مطلب تیز دوڑانا ہے، اور گھوڑے دشمن پر اچانک حملے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، اونٹ لمبے سفر کے لیے، تو یہاں اللہ نے فرمایا:

"فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ"

یعنی تم نے نہ دشمن پر حملہ کیا، نہ لمبا سفر کیا، بلکہ اللہ نے بغیر محنت کے یہ مال تمہیں دے دیا۔

یہاں اللہ گھوڑوں کی قسم کھاتا ہے، اور "العادیات" کی تفسیر گھوڑوں سے کرنا سلف میں سے ابن عباس، مجاہد، عطاء، عکرمہ، قتادہ، سالم، ضحاک نے کیا، اور بعض نے کہا: اونٹ مراد ہیں، یہ ابن مسعود اور علی رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

نبی ﷺ جب غزوہ کے لیے جاتے تو صبح کا انتظار کرتے، اگر اذان سنتے تو حملہ نہ کرتے، ورنہ اچانک حملہ کرتے، کیونکہ فجر کے وقت لوگ گھروں میں ہوتے ہیں، اسی لیے اللہ نے فرمایا:

"وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ"[التکویر:18]

یعنی صبح کے وقت حملہ اچانک ہوتا ہے۔

نبی ﷺ جب خیبر پہنچے اور کسانوں نے آپ کو دیکھا تو بولے: "محمد اور لشکر آگیا" وہ اپنے اوزار لے کر نکل رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اکبر! خیبر تباہ ہوگیا، جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو صبح ان کے لیے بری ہوتی ہے"۔

فتح البيان للقنوجي — صديق حسن خان (١٣٠٧ ھ) وشروحات ابن کثیر:

"وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا" ضبح وہ آواز ہے جو گھوڑا دوڑتے وقت نکالتا ہے، یہی مشہور ہے اور عام اہل علم کا قول ہے۔ "فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا" یعنی جب گھوڑے کے کھروں میں لوہے کے نعل لگے ہوں اور وہ پتھروں پر دوڑیں تو چنگاریاں نکلتی ہیں۔ "القدح" اصل میں چٹان کو مارنا ہے، جیسے چقماق سے آگ نکالنا، اسی طرح جب پتھر کو پتھر پر مارا جائے تو چنگاری نکلتی ہے۔

"فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا" یعنی صبح کے وقت حملہ کرنا، جیسا کہ نبی ﷺ کرتے تھے۔ "فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا" بعض نے کہا: یہ مردوں کی عقل و تدبیر ہے جو جنگ میں کام آتی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "الحرب خدعة" یعنی جنگ چال ہے۔

بعض نے کہا: یہ زبانیں ہیں جو فتنہ اور جنگ بھڑکاتی ہیں، لیکن یہ بعید ہے۔ ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا: اس میں سب معانی شامل ہیں، یعنی گھوڑوں کے کھروں سے چنگاری نکلنا، لوگوں کا آگ جلانا، زبانوں کا فتنہ اٹھانا، عقل و تدبیر سے جنگ جیتنا، یہ سب اس میں داخل ہیں۔ (شروحات ابن کثیر)

شروحات ابن کثیر: اصل میں یہ اختلاف لفظ کے متعدد معانی کی وجہ سے نہیں، بلکہ "العادیات" کے مفہوم کی وجہ سے ہے، اور اکثر اختلاف اسی پر مبنی ہے۔ تو کیا یہاں قسم یا قسم کھانے کی وجہ ان آگوں یا ان لوگوں سے ہے جو آگ جلاتے ہیں؟

جواب:

نہیں۔

کیا ان زبانوں کی قسم کھانا جن سے فتنہ اٹھتا ہے اور جن کی وجہ سے جنگ ہوتی ہے، کوئی اہمیت رکھتا ہے؟

جواب: نہیں،

سیاق و سباق ہی مراد کو واضح کرتا ہے۔ یہ چار "فاء" (فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا ۝ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا) چاروں جگہ ترتیب اور ربط کو ظاہر کرتی ہیں، یعنی جو بعد میں آیا وہ پہلے پر متفرع ہے۔

یہ سب ایک ہی موصوف (گھوڑے) کی مختلف صفات ہیں۔ پس "العادیات" سے مراد گھوڑے ہیں، جو تیز دوڑتے ہیں اور ہانپتے ہیں، ان کی آواز سنائی دیتی ہے، ان کے کھروں سے چنگاریاں نکلتی ہیں، ان کا اصل کام دشمن پر اچانک حملہ کرنا ہے ("فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا")، ان کی تیزی اور معرکہ میں دوڑنے سے گرد و غبار اٹھتا ہے ("فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا")، اور وہ دشمن کے جتھے میں گھس جاتی ہیں ("فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا")۔

"فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا" یعنی گھوڑوں کے دوڑنے سے میدان میں گرد و غبار اٹھتا ہے۔ ابن جریر رحمہ اللہ کے مطابق: گھوڑوں نے وادی میں گرد اٹھایا، ابن کثیر کا بھی یہی قول ہے، "النقع" سے مراد گرد ہے۔ "فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا" عوفی نے ابن عباس، عطاء، عکرمہ، قتادہ، ضحاک سے نقل کیا: یعنی کافروں کے جتھے میں گھس گئیں۔ "إِنَّ الإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ" یہ اصل مقسم علیہ ہے، یعنی انسان اپنے رب کی نعمتوں کا بڑا ناشکرا ہے۔

ابن عباس، مجاہد، ابراہیم نخعی، ابو الجوزاء، ابو العالیہ، ابو الضحی، سعید بن جبیر، محمد بن قیس، ضحاک، حسن، قتادہ، ربیع بن انس، ابن زید سب نے کہا: "کنود" یعنی ناشکرا۔ یہی مشہور ہے، بعض نے کہا: نعمت کی ناشکری، اس میں کوئی تضاد نہیں، انسان کی فطرت میں یہ صفت غالب ہے جب تک ایمان اور اطاعت سے اس کی اصلاح نہ ہو۔ کچھ نے کہا: اس سے مراد کافر ہے، لیکن اصل میں یہ انسان کی عمومی فطرت ہے۔ سورت کا محور یہی ہے: انسان کی ناشکری، نعمتوں کا انکار، اور مال کی شدید محبت۔

اللہ اسے آگاہ کرتا ہے کہ وہ اس کے حال، دل کی باتوں، حرص، بخل، لالچ وغیرہ سب کو جانتا ہے۔ حسن بصری نے کہا: "کنود" وہ ہے جو مصیبتیں گنتا ہے اور اللہ کی نعمتیں بھول جاتا ہے۔ یعنی جو صرف برائیاں یاد رکھے اور نعمتیں بھول جائے، یہی ناشکری ہے۔

اگر انسان لوگوں سے بھی ایسا معاملہ کرے تو تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "عورتیں ناشکری کرتی ہیں" یعنی شوہر کی نعمتوں کا انکار، اگر شوہر ساری زندگی احسان کرے اور ایک غلطی ہو جائے تو کہتی ہیں: "میں نے تم سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی" یعنی فوراً انکار اور ناشکری۔ (شروحات ابن کثیر)

قرطبی اور أضواء البیان وشروحات ابن کثیر

کچھ نے کہا: "کنود" حق کا انکار کرنے والا ہے، کچھ نے کہا: حسد کرنے والا، لیکن یہ معنی بعید ہیں۔ کچھ نے کہا: "کنود" بخیل ہے، یعنی اللہ کی رضا کے لیے خرچ نہیں کرتا، یہ قبیلہ کنانہ کی زبان میں ہے۔ کچھ نے کہا: "کنود" نافرمان ہے، یہ حضرموت اور کندہ کی زبان میں ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک "کنود" سے مراد بہت زیادہ ناشکرا ہے، جو اللہ کی مسلسل نعمتوں کو بھول جاتا ہے، یہ انسان کی غالب صفت ہے۔

اسی لیے انسان کو چاہیے کہ اپنی حالت پر نظر رکھے، اللہ کی نعمتوں کو یاد کرے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ" [الأحزاب:9] اور "وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" [الضحیٰ:11] یعنی نعمت کو یاد کرنا اور بیان کرنا شرعی تقاضا ہے، یہ خود کو اور دوسروں کو نعمت یاد دلانے، اللہ کے سامنے عاجزی اور شکر کا اظہار ہے، اس کے برعکس ناشکری ہے۔

"إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ" تو پھر اللہ کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہیے جس نے فرمایا: "قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا" [التوبة:51] یعنی ہر حال میں اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے، کیونکہ مومن کے ہر حال میں خیر ہے، حتیٰ کہ مصیبت بھی اس کے لیے خیر ہے، گناہوں کا کفارہ ہے، درجات کی بلندی ہے، پھر بھی انسان ناشکری اور انکار کرتا ہے۔

"کنود" مبالغہ کا صیغہ ہے، یعنی بہت زیادہ ناشکرا، یہ صرف کافروں کے ساتھ خاص نہیں، انسان جب اپنی زندگی پر نظر ڈالے تو وہ بہت سی نعمتیں اور دعائیں بھول چکا ہوتا ہے، کبھی وہ اللہ سے دعا کرتا رہا، لیکن بعد میں وہ سب کچھ بھول گیا۔

أضواء البیان سے

"بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے"۔ (العادیات:6)

میں کہتا ہوں: یہ تمام اقوال کفران اور جحود (انکار) کے معنی ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔

اور نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے "کنود" کے معنی کو بعض مذموم خصلتوں اور ناپسندیدہ حالتوں سے تفسیر کیا ہے، پس اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہی سب سے اعلیٰ قول ہے، اور پھر اس کے ہوتے ہوئے کسی کے لیے کوئی بات باقی نہیں رہتی۔

اور اسی طرح جیسا کہ کہا گیا: اگر اثر (روایت) صحیح ہو تو پھر کسی کا کوئی قول معتبر نہیں، لیکن یہ تمام صفات اختلافِ تنوع کے باب سے ہیں، کیونکہ یہ سب حق یا نعمتوں کے انکار کے معنی کے ضمن میں داخل ہیں۔

اور ذوالنون مصری نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے — اور یہ "کنود" کی تفسیر ان سابقہ معانی کے مطابق کرتی ہے — کہ وہی "ہَلُوع" ہے:

- "جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا جاتا ہے"
- "اور جب اسے خیر (نعمت) ملتی ہے تو بخیل ہو جاتا ہے"

اور اسی جیسا اس کا فرمان ہے:

- "پس رہا انسان، جب اس کا رب اسے آزماتا ہے اور اسے عزت دیتا ہے اور نعمتیں دیتا ہے تو وہ کہتا ہے: میرے رب نے مجھے عزت دی"
- "اور جب اسے آزماتا ہے اور اس پر اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے: میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا"(الفجر:15-16)

اور وہاں بھی اس پر اسی طرح تعقیب فرمائی جیسے یہاں فرمائی ہے۔

پس وہاں فرمایا:

- "ہرگز نہیں! بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے"
- "اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے"
- "اور میراث کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو"
- "اور مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو"(الفجر:17-20)

اور یہاں اس پر اس قول کے ساتھ تعقیب فرمائی:

- "اور بے شک وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے"

اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

اور اس کا فرمان: "بے شک انسان" — یہ ہر انسان کو عام طور پر شامل ہے، حالانکہ معلوم ہے کہ بعض انسان ایسے

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

نہیں ہوتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

❖ "پس جس نے دیا اور تقویٰ اختیار کیا"

❖ "اور اچھی بات (حسنیٰ) کی تصدیق کی" (اللیل:5-6)

یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ عام ہے مگر مخصوص ہے۔

اور یہ صفات انسان کی فطرت میں شامل ہیں، مگر جسے شریعت نے مہذب کر دیا (وہ اس سے بچ جاتا ہے)، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

❖ "اور نفسوں میں بخل حاضر کر دیا گیا ہے" (النساء:128)

❖ اور اس کا فرمان:

❖ "اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا، تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں" (الحشر:9)

❖ اور شیخ نے اپنی املاء میں صراحت کی ہے کہ اس سے مراد کافر ہے۔

❖ "کیا وہ نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ ہے وہ نکال پھینکا جائے گا" (العادیات:9)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

❖ "کیا وہ نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ ہے وہ بکھیر دیا جائے گا"

❖ "بعثرہ" کا معنی ہے: منتشر ہونا۔

❖ اور زمخشری نے کہا: یہ لفظ دو اصلوں سے لیا گیا ہے: بعث اور نثر۔

❖ پس "بعث" کا معنی ہے: ان کا زندہ ہو کر نکلنا۔

❖ اور "نثر" کا معنی ہے: پھیل جانا، جیسے دانوں کا بکھرنا؛ پس یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ زندہ ہو کر پھیلے ہوئے نکلیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس معنی کو اپنے اس فرمان میں بھی بیان کیا ہے:

❖ "اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گی" (الانفطار:4) یعنی ان میں جو ہیں وہ نکال دیے جائیں گے۔

❖ اور اس کا فرمان:

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

❖ "جس دن وہ قبروں سے تیزی سے نکلیں گے" (المعارج:43)

(تین اقتباسات ختم ہوئے أضواء البیان سے)

تفسیر قرطبي سے چند نکات

قوله تعالى: إن الإنسان لربه لكنود

یہ قسم کا جواب ہے؛ یعنی انسان کی طبیعت میں نعمت کی ناشکری بسی ہوئی ہے۔ ابن عباس نے فرمایا: "کنود" سے مراد اللہ کی نعمتوں کی سخت ناشکری کرنے والا ہے۔ اسی طرح حسن بصری نے بھی یہی کہا: انسان مصیبتوں کو یاد رکھتا ہے اور نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔ ابن عباس سے یہ بھی روایت ہے کہ "کنود" قبیلہ کندہ اور حضرموت کی زبان میں گنہگار ہے، ربیعہ اور مضر (عرب قبائل) کی زبان میں ناشکرا ہے، اور قبیلہ کنانہ کی زبان میں بخیل اور برا اخلاق والا شخص ہے۔

پھر کہا گیا: وہ شخص جو معمولی نعمت پر ناشکری کرے اور بڑی بڑی نعمتوں کے باوجود شکر ادا نہ کرے۔ ایک قول یہ ہے کہ: حق کا انکار کرنے والا۔ اور کہا گیا: قبیلہ "کِندہ" کا نام اسی لیے "کِندہ" پڑا کہ انہوں نے اپنے والد سے انکار کیا تھا (جحدت اباہا) کنود اس شخص کو بھی کہا گیا جس نے نعمت کاٹ دی یا شکر کا سلسلہ توڑ دیا؛ عربی میں "کند الحبل" یعنی رسی کو کاٹ دینا۔ اعشی شاعر نے کہا: "أميطي تميطي بصلب الفؤاد وصول حبال وكنادها" یعنی رسیوں کو کاٹنے اور جوڑنے کی مثال دی گئی ہے، اور یہ بھی دلالت کرتا ہے کٹنے پر۔

"کند یکند کنودا" یعنی ناشکری اور نعمت کی نفی کرنا؛ عورت بھی "کنود" کہلاتی ہے، اور مرد بھی۔ اعشی شاعر کا شعر:

"أحدث لها تحدث لوصلك
إنها كند لوصل الزائر المعتاد"

یعنی وہ بار بار آنے والے مہمان کی ملاقات کو ناقدری سے دیکھتی ہے (یعنی بار بار آنے کا شکر ادا نہیں کرتی) ابن عباس کا قول: یہاں "انسان" سے مراد کافر ہے؛ کہتا ہے کہ بیشک وہ بہت ناشکرا ہے۔ اسی سے "ارض کنود" مراد ہے: وہ زمین جو کچھ نہ اگائے۔ ضحاک نے کہا: یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ مبرد نے

کہا: "کنود" وہ ہے جو دوسروں کا حق روک لے۔ میں (قرطبی) کہتا ہوں: یہ سب اقوال ناشکری اور انکارِ نعمت پر مجتمع ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے "کنود" کی تفسیر بعض مذموم عادات اور ناپسندیدہ احوال سے فرمائی، اگر صحیح ہو تو یہی سب سے اعلیٰ بیان ہے اور اس کے ہوتے کسی اور کے قول کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ (تفسیر قرطبی کا اقتباس ختم ہوا)

نواب صدیق حسن خان، أضواء البیان و شروحات ابن کثیر

"وَإِنَّهُ عَلَى ذَلِكَ لَشَهِيدٌ" قتادہ اور سفیان ثوری نے کہا: اللہ اس پر گواہ ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ضمیر انسان کی طرف لوٹتی ہے، جیسا کہ محمد بن کعب قرظی نے کہا: یعنی انسان اپنی ناشکری پر خود گواہ ہے، اس کی حالت، اس کے اقوال و افعال اس پر گواہ ہیں۔

جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ" [التوبة:17] یعنی ان کے اعمال خود ان کے کفر پر گواہ ہیں۔ یہاں ضمیر کا مرجع اصل میں قریب ترین مذکور ہے، یعنی "لربہ" لیکن سیاق میں اصل گفتگو انسان کی صفات پر ہے، تو "وَإِنَّهُ" سے مراد انسان ہے۔

اگرچہ بعض نے کہا کہ اس سے مراد اللہ ہے، اور ابن جریر نے اسی کو ترجیح دی، اور غیر متواتر قراءت میں بھی "وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى ذَلِكَ لَشَهِيدٌ" لیکن اگر ضمیر انسان کی طرف لوٹائی جائے تو یہ زیادہ مناسب ہے، کیونکہ بعد میں "وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ" یہ سب انسان کے بارے میں ہے۔

"وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ" یعنی انسان مال کی محبت میں شدید ہے، دو قول ہیں:

(1) انسان مال سے شدید محبت کرتا ہے۔

(2) انسان مال کی محبت میں بخیل اور حریص ہو جاتا ہے۔

دونوں معنی درست ہیں، کیونکہ "خیر" سے مراد یہاں مال ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے: "إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ" [البقرة:180] یعنی اگر مال چھوڑے۔ یہاں "خیر" سے مراد مال ہے، نہ کہ نیکی یا اطاعت۔

پس انسان مال کی شدید محبت میں مبتلا ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا"

[الفجر:20]یہ اسی آیت کی تفسیر ہے، جب انسان مال سے شدید محبت کرتا ہے تو وہ اس میں بخل اور حرص کا شکار ہو جاتا ہے، اور اللہ ہی مدد گار ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ"[النساء:128]اور فرمایا: "وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۞ إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ" [محمد:36،37]نفوس حرکت میں آتی ہیں جب ان سے مال مانگا جائے، اسی لیے قرآن میں انفاق کی فضیلت اور اس کے حکم کے بارے میں بہت زیادہ آیات آئی ہیں، اور انفاق کرنے والوں کے لیے بہت مقامات پر اجر بیان ہوا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت دلائی، اور اس حال کے بعد پیش آنے والے واقعات اور انسان کو پیش آنے والی ہولناکیوں کی طرف متوجہ کیا: "أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ"یعنی جب قبروں سے مردے نکالے جائیں گے "وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ"اور جو دلوں میں ہے وہ ظاہر کر دیا جائے گا۔ "أَفَلَا يَعْلَمُ" یہاں "ہمزہ" استفہامِ انکاری کے لیے ہے: کیا یہ انسان، جو اس قدر ناشکرا، حریص اور مال کی محبت میں مبتلا ہے، کیا وہ نہیں جانتا؟ "أَفَلَا" اور "فاء" اس پر عطف ہے جو سیاق سے مفہوم ہے، یعنی وہ برے کام کرتا ہے، ان صفات کا حامل ہے، تو کیا وہ نہیں جانتا کہ جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گی اور دلوں کا حال ظاہر ہو جائے گا؟ تو قبروں سے دفینے (لاشیں) اور دلوں سے دفینے (عقائد، اعمال، نیتیں) سب ظاہر ہو جائیں گے، جو کچھ انسان نے دل میں چھپایا، خواہشات، ارادے، نیتیں، عقائد، افکار—سب کچھ ظاہر ہو جائے گا، اللہ سے کچھ چھپا ہوا نہیں، پس انسان کو چاہیے کہ اپنے دل میں صرف خیر، ایمان، توکل، خوف، امید، محبت اور وہ اعمال رکھے جو اللہ کو پسند ہیں، کیونکہ دل کے اعمال جسمانی اعمال سے افضل ہیں۔

تفسیر الشیخ السعدی

"وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ"یعنی دلوں میں جو ایمان یا کفر، اور ان سے پیدا ہونے والے اعمال ہیں، سب ظاہر ہو جائیں گے۔ اسی لیے شیخ عبد الرحمن بن سعدی رحمہ اللہ نے کہا: انسان کو ہمیشہ خیر کی نیت کرنی چاہیے، اگر اسے عمل کرنے کا موقع مل جائے تو وہ عمل میں بھی نیکی پر رہے، اگر نہ ملے تو نیت پر بھی اسے اجر ملے گا۔

"بُعْثِرَ"یعنی بکھیر دیا گیا، کہتے ہیں: بعثرت المتاع یعنی میں نے سامان کو الٹ پلٹ دیا، یعنی نیچے کا اوپر کر دیا۔ "وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ"[الانفطار:4]یعنی قبریں اکھاڑ دی جائیں گی۔ "وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ"ابن

عباس وغیرہ نے کہا: یعنی جو کچھ دلوں میں چھپا تھا اسے ظاہر کر دیا جائے گا، یہ اکثر مفسرین کا قول ہے۔"حُصِّلَ "یعنی میز کیا گیا، دلوں میں جو خیر و شر چھپا تھا اسے الگ کیا گیا، اور اسے دل سے نکال کر ظاہر کر دیا گیا، "وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ" [یس:59] یعنی الگ ہو جاؤ، یہاں "حُصِّلَ" کا معنی "میز" یعنی الگ کرنا، ابن جریر نے کہا: "میز، بین، أبرز" یعنی ظاہر اور الگ کر دیا گیا۔

پس جنہوں نے "حُصِّلَ" کا معنی "میز" کیا، یہ "ابرز" کے معنی کے خلاف نہیں۔"إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَخَبِيرٌ" یعنی ان کا رب اس دن ان کے تمام اعمال کو خوب جاننے والا ہو گا، اور انہیں پورا بدلہ دے گا، کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہو گا۔

سورۃ العادیات (تفسیر السعدی)

﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ﴾ یعنی اپنے رب کے حق میں خیر کو روکنے والا ہے، انسان کی فطرت اور سرشت میں مالی و جسمانی حقوق کو روکنا ہے، سوائے اس کے کہ اللہ ہدایت دے۔

"تفسیر ابن عثیمین—ابن عثیمین (1421ھ)

"بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے" (العادیات:6)

رہی وہ بات جس پر قسم کھائی گئی ہے، تو وہ انسان ہے؛ چنانچہ فرمایا: "بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے" اور یہاں انسان سے مراد جنسِ انسان ہے؛ یعنی انسان کی جنس اگر ہدایت کی توفیق نہ پائے تو وہ اللہ عزوجل کی نعمت کا انکار کرنے والی ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: "اور اسے انسان نے اٹھایا، بے شک وہ بڑا ظالم، بڑا جاہل ہے" (الأحزاب: 72)۔ اور کہا گیا: یہاں انسان سے مراد کافر ہے، تو اس صورت میں یہ عام لفظ ہے جس سے خاص مراد لیا گیا ہے۔ اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس سے عموم مراد ہے اور یہ کہ انسان کی جنس، اگر اللہ کی ہدایت نہ ہوتی، تو اپنے رب کے لیے کنود (ناشکرا) ہوتی۔

اور "کنود" کا معنی ہے "کفور"؛ یعنی اللہ عزوجل کی نعمت کا انکار کرنے والا، اللہ عزوجل اسے رزق دیتا ہے تو وہ اسی رزق کے سبب سرکشی اور نفرت میں بڑھ جاتا ہے، کیونکہ بعض لوگ ایسے ہیں جو سرکش ہو جاتے ہیں جب وہ اپنے آپ کو اللہ سے بے نیاز سمجھتے ہیں، اور بنی آدم میں کتنی ہی بار مالداری نے فساد پیدا کیا ہے! پس وہ اللہ عزوجل کی

نعمت کا انکار کرنے والا ہے، اس کی نعمت کا انکار کرتا ہے، اس کا شکر ادا نہیں کرتا، اور نہ ہی اللہ کی اطاعت کرتا ہے؛ کیونکہ وہ اللہ کی نعمت کا ناشکرا ہے۔

1- "بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے"

"بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے" یعنی بڑا کفر کرنے والا اور انکار کرنے والا؛ "كَنَدَ النعمة" یعنی نعمت کا انکار کیا اور اس کا شکر ادا نہ کیا... اس سے مراد تمام انسان ہیں اس معنی میں کہ انسان کی طبیعت اسے اس طرف لے جاتی ہے؛ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے لطف اور توفیق سے بچالے۔[الآلوسی:15/445]

2- "اور بے شک وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے"

یعنی وہ مال سے بہت زیادہ محبت کرنے والا ہے، اور اسی محبت نے اسے اس پر واجب حقوق کو چھوڑنے پر آمادہ کیا؛ اس نے اپنی خواہش کو اپنے رب کے حق پر مقدم کیا؛ یہ سب اس لیے کہ اس کی نظر اسی دنیا تک محدود رہی اور وہ آخرت سے غافل ہو گیا۔[السعدی:933]

3- "کیا وہ نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ ہے نکال دیا جائے گا(9) اور جو کچھ سینوں میں ہے ظاہر کر دیا جائے گا"

اللہ سبحانہ نے قبروں اور سینوں کو جمع کیا... کیونکہ انسان کا سینہ اپنے اندر خیر و شر کو چھپاتا ہے، اور اس کی قبر اس کے جسم کو چھپاتی ہے؛ تو رب اس کے جسم کو قبر سے نکالے گا، اور اس کے راز کو اس کے سینے سے نکالے گا؛ پس اس کا جسم زمین پر ظاہر ہو گا اور اس کا باطن اس کے چہرے پر نمایاں ہو گا۔[ابن القیم:3/352-353][45]

1[45] . رواه مسلم، كتاب الإمارة، باب الخيل في نواصيها الخير إلى يوم القيامة، برقم (1872).

2. رواه البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، برقم (4198)، ومسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة خيبر، برقم (1365).

3. رواه مسلم، كتاب الصلاة، باب الإمساك عن الإغارة على قوم في دار الكفر إذا سمع فيهم الأذان، برقم (382).

4. رواه البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب الحرب خدعة، برقم (3029)، ومسلم، كتاب الجهاد

فتح القدیر اور احسن البیان سے چند نکات (سورۃ العادیات کے نکات)

1) موریات، ایراء سے ہے آگ نکالنے والے۔ قدح کے معنی ہیں۔ صک چلنے میں گھٹنوں یا ایڑیوں کا ٹکرانا، یا ٹاپ مارنا۔ اسی سے قدح بالزناد ہے۔ چقماق سے آگ نکالنا۔ یعنی گھوڑوں کی قسم جن کی ٹاپوں کی رگڑ سے پتھروں سے آگ نکلتی ہے جیسے چقماق سے نکلتی ہے (جو کہ ایک قسم کا پتھر ہے)

2) مغیرات، اَغار یغیر سے ہے، شب خون مارنے یا دھاوا بولنے والے۔ صبحا صبح کے وقت، عرب میں عام طور پر حملہ اسی وقت کیا جاتا تھا، شب خون تو مارتے ہیں، جو فوجی گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں، لیکن اس کی نسبت گھوڑوں کی طرف اس لئے کی ہے کہ دھاوا بولنے میں فوجیوں کے یہ بہت زیادہ کام آتے ہیں۔

اَثار، اڑانا۔ نقع، گرد و غبار۔ یعنی یہ گھوڑے جس وقت تیزی سے دوڑتے یا دھاوا بولتے ہیں تو اس جگہ پر گرد و غبار چھا جاتا ہے۔

3) یہ جواب قسم ہے۔ انسان سے مراد کافر، یعنی بعض افراد ہیں۔ کنود بمعنی کفور، ناشکرا۔

4) یعنی انسان خود بھی اپنی ناشکری کی گواہی دیتا ہے۔ بعض لشھید کا فاعل اللہ کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن امام شوکانی نے پہلے مفہوم کو راجح قرار دیا ہے، کیوں کہ مابعد کی آیات میں ضمیر کا مرجع انسان ہی ہے۔ اس لیے یہاں بھی انسان ہی ہونا زیادہ صحیح ہے۔

والسير، باب جواز الخداع في الحرب، برقم (1739).

5. رواه البخاري، كتاب الحيض، باب ترك الحائض الصوم، برقم (304)، وبرقم (1462)، في كتاب الزكاة، باب الزكاة على الأقارب، ومسلم، كتاب الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بنقص الطاعات، وبيان إطلاق لفظ الكفر على غير الكفر بالله ككفر النعمة والحقوق، برقم (1739).

6. رواه مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن أمره كله خير، برقم (2999).

الْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۝ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ۝ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ [سورة القارعة:1-11].

5) خَيْر ُ سے مراد مال ہے، اور ایک دوسرا مفہوم یہ ہے کہ نہایت حریص اور بخیل ہے جو مال کی شدید محبت کالازمی نتیجہ ہے۔

6) بعثر، نثر وبعث یعنی قبروں کے مردوں کوزندہ کرکے اٹھا کھڑا کر دیا جائے گا۔

7) حصل، میز وبین یعنی سینوں کی باتوں کو ظاہر اور کھول دیا جائے گا۔

8) یعنی جو رب ان کو قبروں سے نکال لے گا ان کے سینوں کے رازوں کو ظاہر کر دے گا اس کے متعلق ہر شخص جان سکتا ہے کہ وہ کتنا باخبر ہے؟ اور اس سے کوئی چیز مخفی نہیں پھر وہ ہر ایک کو اس کے عملوں کے مطابق اچھی یا بری جزا دے گا۔ یہ گویا ان اشخاص کو تنبیہ ہے جو رب کی نعمتیں تو استعمال کرتے ہیں لیکن اس کا شکر ادا کرنے کی بجائے، اسکی ناشکری کرتے ہیں۔ اسی طرح مال کی محبت میں گرفتار ہو کر مال کے وہ حقوق ادا نہیں کرتے جو اللہ نے اس میں دوسرے لوگوں کے رکھے ہیں۔

سورۃ القارعۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:"القارعة" قیامت کے ناموں میں سے ہے، جیسے "الحاقة"، "الطامة"، "الصاخة"، "الغاشية" وغیرہ۔ یہ سورت مکیہ ہے اور اس میں صرف ایک موضوع ہے: قیامت اور اس دن لوگوں کا حال۔ الْقَارِعَةُ ۞ مَا الْقَارِعَةُ "القارعہ" قیامت کا نام ہے، کہا گیا: اسے اس لیے کہا گیا کہ وہ اپنی ہولناکی سے دلوں کو دہلا دے گی، جیسا کہ بہت سے اہل علم نے کہا، اور یہی ابن جریر کا اختیار ہے۔

بعض نے کہا: اسے اس لیے کہا گیا کہ وہ اللہ کے دشمنوں کو عذاب سے دہلا دے گی۔ ہر بڑی مصیبت اور ہولناک واقعے کو "قارعة" کہا جاتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے: "فلاں پر قارعة نازل ہوئی" یا "قوم پر قوارع آئیں" وغیرہ۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی عظمت اور ہولناکی کو مزید اجاگر کرتے ہوئے فرمایا: وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ یعنی یہ استفہام تعظیم، تفخیم اور شدتِ ہول کے لیے ہے۔ پھر اس کی مزید وضاحت کی: يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ یعنی اس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے، انتشار، حیرت اور پریشانی میں ادھر ادھر

بھاگ رہے ہوں گے، جیسے پروانے روشنی کے گرد جمع ہو کر اس میں گر جاتے ہیں، اسی لیے اللہ نے دوسری جگہ فرمایا: "كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ" [القمر:7] یعنی وہ بکھرے ہوئے ٹڈیوں کی طرح ہوں گے۔

"الفراش" چھوٹا پرندہ ہے جو روشنی پر گرتا ہے، کبھی اسے بعوضہ (مچھر) وغیرہ بھی کہا گیا، یعنی ہر وہ چھوٹا پرندہ جو روشنی پر جمع ہو کر اس میں گر جائے۔اسی لیے "كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ" اور "كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ" دونوں میں یہ معنی ہے کہ لوگ ہولناکی کی وجہ سے بکھر جائیں گے۔

اضواء البیان سے سورۃ القارعہ کی تفسیر

جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے" (القارعہ:4)"

اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اور ان پر رحم فرمائے، اس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

"اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو قائم کریں گے، پھر کسی جان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہو گا، اور اگر وہ رائی کے دانے کے برابر بھی ہو گا تو ہم اسے لے آئیں گے، اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں" (الأنبیاء:47)

اس کے قول "فأمّه هاوية" کے معنی میں اختلاف ہوا ہے: کیا "أمّه" سے مراد اس کا ٹھکانہ ہے یعنی جہنم، اور "هاوية" اس کے ناموں میں سے ایک نام ہے؟ یا "أمّه" سے مراد اس کا سر ہے، اور "هاوية" گرنے (ہوی) سے ہے، پس اسے جہنم میں اوندھے منہ ڈالا جائے گا، اس حال میں کہ اس کا سر جہنم میں گرتا ہو گا۔

اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اور ان پر رحم فرمائے، اس کو "دفعِ ایہامِ اضطراب" میں بیان کیا ہے، اور یہ بعید نہیں کہ کوئی یہ کہے کہ دونوں اقوال میں کوئی تعارض نہیں۔

پس "اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہو گا"، یعنی وہ جہنم ہے، اور اسے اس میں اوندھا پھینکا جائے گا، اس حال میں کہ اس کا سر اس میں گرتا ہو گا، اللہ کی پناہ۔

اور "ہاویہ" کے معنی گہرائی اور سخت مصیبت کے بھی آتے ہیں، شاعر کا قول ہے:

❖ اور "ہاویہ" گرنے کی جگہ ہے۔

اور حدیث میں ہے:

"تم میں سے کوئی شخص ایک ایسا کلمہ کہتا ہے جسے وہ معمولی سمجھتا ہے، مگر وہ اس کے سبب ستر سال تک جہنم میں گرتا چلا جاتا ہے"

ہم اللہ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

اور "ہاویہ" کی تفسیر اس کے بعد آنے والی آیات سے کی گئی ہے:

- "اور تمہیں کیا معلوم وہ کیا ہے؟"
- "وہ دہکتی ہوئی آگ ہے" (القارعہ:10-11)

اور "ہاویہ" کی تفسیر اس طرح بھی کی گئی ہے کہ وہ جہنم کے سب سے نچلے درجوں میں سے ہے۔ اللہ کی پناہ۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی آیا ہے:

- "ہرگز نہیں! وہ ضرور حطمہ میں پھینک دیا جائے گا"
- "اور تمہیں کیا معلوم حطمہ کیا ہے؟"
- "وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے" (الھمزۃ:4-6)

اور "نبذ" کا معنی ہے پھینک دینا، جو اس بات کو ترجیح دیتا ہے جو ہم نے کہا کہ دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہیں: کہ "اس کی ماں (ٹھکانہ) ہاویہ ہے" یعنی جہنم، اور وہ اس میں اپنے سر کے بل گرتا ہے، اور یہ ہاویہ میں پھینکے جانے سے ہوتا ہے جو بہت گہری ہے، اور جسم کی عادت ہے کہ جب اسے کسی بلند جگہ سے دور پھینکا جائے تو اس کا بھاری حصہ پہلے نیچے پہنچتا ہے، اور انسان کے جسم کا سب سے بھاری حصہ اس کا سر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

مصنف نے "دفع ایہام الاضطراب عن آیات الکتاب" میں کہا:

- اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"اور جس کے ترازو ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا"

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ "ہاویہ" جہنم کا نام نہیں بلکہ اس کی صفت ہے، کیونکہ اس

میں تنوین کا آنا اس کے علم (نام) ہونے کے منافی ہے، اس لیے کہ اگر یہ جہنم کے ناموں میں سے ہوتا تو اس میں علم اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہونا لازم تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

❖ "اور تمہیں کیا معلوم وہ کیا ہے؟ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے" (القارعہ:10-11)

اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ "ہاویہ" جہنم کے ناموں میں سے ہے۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ یعنی پہاڑ دھنکے ہوئے اون کی طرح ہو جائیں گے، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، حسن، قتادہ، عطاء خراسانی، ضحاک، سدی سب نے کہا: "العھن" اون ہے۔ بعض نے کہا: رنگین اون، یعنی پہاڑ اپنی مضبوطی کھو کر بکھر جائیں گے، جیسے اون کو دھنک دیا جائے تو وہ بکھر جاتا ہے، پہاڑ بھی ایسے ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ سرے سے غائب ہو جائیں گے، جیسے اللہ نے دوسری جگہ فرمایا: وہ سراب بن جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے انجام کا ذکر کیا: فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ یعنی جس کے اعمال کا پلڑا بھاری ہو گا، یعنی جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی، فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ یعنی وہ جنت میں خوشگوار زندگی میں ہو گا۔

یہاں "موازین" سے مراد یا تو وزن کرنے کا آلہ ہے (جمع میزان)، یا پھر وزن کیے جانے والے اعمال، قیامت کے دن حقیقی موازین ہوں گے جن سے اعمال، رجسٹر اور خود لوگ تولے جائیں گے، جیسا کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ موٹا آدمی بھی اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر نہیں ہو گا، اور "بطاقہ" اور "سجلات" والی حدیث میں بھی "لا إله إلا الله" کا ایک پرچہ ساری برائیوں پر بھاری ہو گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال بھی تولے جائیں گے۔

نجات اور کامیابی اسی میں ہے کہ نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو، اسی لیے کہا گیا: "ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جس کی اکائیوں نے اس کی دہائیوں پر غلبہ پالیا" یعنی ایک گناہ اور دس نیکیاں، اگر پھر بھی گناہ بھاری ہوں تو وہ انسان بہت بڑا نقصان کرنے والا ہے۔ جس کے اعمال کا پلڑا بھاری ہو گا وہ جنت کی خوشگوار زندگی میں ہو گا، "راضية" یعنی ایسی زندگی جس سے وہ خود راضی ہو گا، بعض نے کہا: "راضية" یعنی خوش کرنے والی زندگی، یعنی وہ زندگی جو اپنے رہنے والے کو خوش کر دے، یا وہ زندگی جو اس کے لیے نرم اور آسان ہو گی، لیکن مشہور یہی ہے کہ "راضية" یعنی مرضیہ، یعنی وہ زندگی جس سے جنتی راضی ہوں گے۔

اور اس کا فرمان:

❖ "پس وہ ایک پسندیدہ زندگی میں ہو گا"

انہوں نے کہا: اس کا معنی ہے "پسند کی گئی (مرضیۃ)"، اور "راضیۃ" دراصل "مرضیۃ" ہے، جیسا کہ اس کے فرمان میں ہے:

❖ "اس دن کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے"

❖ "اپنی کوشش پر راضی ہوں گے" (الغاشیہ: 8-9)

❖ "راضیۃ" کو "عیشۃ" کی طرف منسوب کرنا اس اعتبار سے ہے کہ گویا وہی رضامندی کا فاعل ہے؛ کیونکہ "عیشۃ" کا لفظ جنت کی نعمتوں اور ان کے اسباب کو جامع ہے، وہ جنت والوں کے لیے راضی، مطیع اور نرم ہو گی، پس ان کے لیے نہریں فرمانبرداری کے ساتھ بہہ نکلیں گی، اور پھل ان کے قریب کر دیے جائیں گے، فرمانبرداری کے ساتھ، جیسا کہ اس کے فرمان میں ہے:

"اس کے پھل قریب ہوں گے" (الحاقہ: 23)

پس پہلا قول بلاغت میں اس معروف اسلوب پر ہے کہ محل کو ذکر کر کے حال (اس میں موجود چیز) مراد لی جائے، جیسا کہ اس کے فرمان میں ہے:

❖ "پس وہ اپنے مجلس والوں کو پکار لے" (العلق: 17)

اور "نادی" قوم کے اجتماع کی جگہ کو کہتے ہیں، یعنی وہ ایک دوسرے کو اس میں جمع ہونے کے لیے بلاتے ہیں۔

اور مراد وہ لوگ ہیں جو اس مجلس میں ہوتے ہیں، اور یہاں محل (عیشۃ) کو ذکر کر کے اس میں موجود چیز مراد لی گئی ہے۔

اور دوسرے قول کے مطابق یہ حقیقی اسناد ہے، یعنی رضامندی کو اس کی طرف منسوب کرنا جس سے وہ صادر ہوئی یا جس نے اسے قائم کیا۔ اور اس بات کا ذکر کرنا مناسب ہے کہ اسے بیانی اسلوب پر محمول کرنا دوسری آیت کی طرح درست نہیں؛ کیونکہ "عیشۃ" کسی اور چیز کا محل نہیں بلکہ خود ایک حال (کیفیت) ہے، اور حقیقی محل جنت ہے، جبکہ "عیشۃ" اس میں واقع ہے، اور یہ نعمتوں کے معانی کا نام ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا، پس اسناد کو

حقیقت پر محمول کرنا زیادہ درست ہے۔

اور احادیث وارد ہوئی ہیں کہ جنت اپنے اہل کو محسوس کرتی ہے اور نیک عمل پر خوش ہوتی ہے، جیسے کہ وہ رمضان میں آراستہ ہوتی اور خوش ہوتی ہے، اور یہ کہ اس کا جہنم کے ساتھ مکالمہ ہوا۔ اور ہر ایک اپنے اہل کے بارے میں اور ان پر اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ نے ہر ایک کو اس کے بھر دینے کا وعدہ کیا۔

اور جنت میں حوروں، ولدان اور فرشتوں کا اہلِ جنت کا استقبال کرنا رضامندی اور سلام کے ساتھ معروف ہے۔

اور اس کا فرمان:

"ان کے لیے اس میں پھل ہیں اور ان کے لیے وہ سب کچھ ہے جو وہ طلب کریں" (یس:57)

یعنی ان سے کوئی چیز تاخیر نہیں کرے گی۔

اور اس کا فرمان:

"اور اس کے داروغے ان سے کہیں گے: تم پر سلام ہو، تم پاکیزہ ہو، پس اس میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ رہنے کے لیے" (الزمر:73)

اور اس کا فرمان:

"ان میں نیچی نگاہ والی حوریں ہوں گی جنہیں ان سے پہلے کسی انسان یا جن نے ہاتھ نہیں لگایا" (الرحمن:56)

اور "قاصرات الطرف" اپنے شوہروں پر راضی ہونے کی وجہ سے ہیں۔ اور اسی میں سے ہے:

"حوریں جو خیموں میں روکی گئی ہیں" (الرحمن:72)

یعنی اپنے شوہروں کے لیے مخصوص ہیں۔

اور اس کا فرمان:

"اور ان پر اس کے سائے جھکے ہوئے ہوں گے اور اس کے پھل خوب جھکا دیے گئے ہوں گے" (الإنسان:14)

اور اسی طرح کی دیگر آیات، جو اس بات کا احساس دلاتی ہیں کہ جنت کی نعمتیں خود اہلِ جنت سے راضی

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

ہوں گی، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

"اور جس کے ترازو ہلکے ہوں گے "(القارعہ:8)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"اور جس کے ترازو ہلکے ہوں گے"

"تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہو گا"

وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ یعنی جس کے اعمال کا پلڑا ہلکا ہو گا، یعنی جس کی برائیاں زیادہ ہوں گی۔ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ کہا گیا: یعنی وہ اپنے سر کے بل جہنم میں گرے گا، "ام" سے مراد اس کا سر ہے، ابن عباس، عکرمہ، ابو صالح، قتادہ سب نے کہا: وہ اپنے سر کے بل جہنم میں گرے گا۔ اور کہا گیا: "ام" سے مراد وہ جگہ ہے جہاں وہ لوٹے گا، یعنی اس کا ٹھکانہ "ہاوِیَہ" (جہنم) ہو گی، ابن جریر نے کہا: "ہاوِیَہ" کو "ام" اس لیے کہا گیا کہ اس کا کوئی اور ٹھکانہ نہیں، ابن زید نے کہا: "ہاوِیَہ" جہنم ہے، یہ اس کی ماں اور پناہ گاہ ہے، جس کی طرف وہ لوٹے گا۔

پھر اللہ نے "ہاوِیَہ" کی وضاحت کی: وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ یعنی "ہاوِیَہ" شدید گرم آگ ہے۔ ابن کثیر نے "ہاوِیَہ" کی تفسیر میں دونوں معنی جمع کیے:

(1) سر کے بل جہنم میں گرنا

(2) اس کا ٹھکانہ جہنم ہونا

یہ سب معانی قریب قریب ہیں، اصل میں "ام" کا لفظ عربی میں مرکز، مرجع، جماعت، دین وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے، یعنی جس چیز کے گرد سب جمع ہوں اسے "ام" کہا جاتا ہے، اسی لیے سر کو "ام الرأس" کہا جاتا ہے، اسی طرح فوج کی جھنڈ کو "ام" کہا جاتا ہے، اسی طرح "ام القرآن" (سورۃ الفاتحہ) اور "ام" کا لفظ ہر اس چیز کے لیے آتا ہے جس کے گرد لوگ جمع ہوں یا جس کی طرف رجوع کریں، اسی لیے "ام" کا مفہوم یہاں مرکز یا پناہ گاہ کے طور پر ہے۔

اسی طرح "ام" کو قامت (قد)، جماعت، مرجع، رہنما، سب کے لیے بولا جاتا ہے، ہر وہ چیز جس کے گرد باقی چیزیں جمع ہوں، اسے "ام" کہا جاتا ہے، اسی لیے یہاں "ام" سے مراد یا تو سر ہے یا پناہ گاہ (جہنم) ہے، اور

دونوں معانی ایک ہی حقیقت کی طرف لوٹتے ہیں۔

اسی لیے ابن جریر کہتے ہیں: جس کی نیکیاں کمزور ہوں، اس کا ٹھکانہ "الهاوية" ہے، وہ اپنے سر کے بل جہنم میں گرتا ہے، انہوں نے دونوں معانی کو جمع کیا ہے، "أمه" یعنی اس کا سر، "هاوية" یعنی اس کا ٹھکانہ، دونوں معانی قریب قریب ہیں، ابن جریر اور ابن کثیر نے دونوں معانی کو یکجا کیا ہے، یہ دونوں معانی سلف کے اقوال کے گرد گھومتے ہیں، کیا یہ اس کا سر ہے جو گرتا ہے؟ یا اس کا ٹھکانہ جو ماں کی طرح ہے؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

اور آج بھی "الهاوية" کا استعمال گہرے گڑھے یا کھائی کے لیے ہوتا ہے، عرب کہتے ہیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان جو نیچی جگہ ہوتی ہے اسے "هاوية" کہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی نار — جسے ہم "جہنم" کہتے ہیں — بھی ایسی ہی ہے، اسی لیے لوگ کہتے ہیں کہ وہ اس میں کئی سالوں سے گر رہا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک پتھر جو جہنم میں گرایا گیا تھا، وہ ستر سال سے گر رہا ہے، پس "فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ" سے مراد وہی آگ ہے جس میں وہ گرتا ہے اور جس میں اس کا ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ یعنی اللہ کی بھڑکتی ہوئی آگ، یہ آگ بہت شدید اور تیز ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "انسانوں کی وہ آگ جو تم زمین پر جلاؤ، جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے"، صحابہ نے پوچھا: کیا یہ کافی ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ آگ جہنم کی آگ سے انیس حصے زیادہ شدت رکھتی ہے" یہ حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے۔

امام احمد سے بھی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جہنم کے سب سے کم عذاب والے کو دو ایسے جوتے دیے جائیں گے جن سے اس کا دماغ جلتا رہے گا"۔ صحیحین میں یہ بھی ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی کہ میں اپنے کچھ حصے کو کھا رہی ہوں، تو اللہ نے اسے سردی اور گرمی کی دو سانسیں دی ہیں، سردی کی شدت سردیوں میں اور گرمی کی شدت گرمیوں میں محسوس ہوتی ہے"، اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی بہت زیادہ ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو، کیونکہ شدید گرمی جہنم کی آگ کی تپش ہے۔

یہ بات واضح کرتی ہے کہ جہنم موجود ہے، یہ اس کی متعدد دلائل میں سے ایک ہے، نبی ﷺ نے اسے مسجد کی قبلہ میں دیکھا، اور حدیث میں بیان کیا کہ انہوں نے جہنم کے خازن مالک کو دیکھا، اور عمرو بن لحي الخزاعي کو

جہنم میں دیکھا، اور دوسرے لوگوں کو بھی، یہ داخلہ جزوی ہوتا ہے، مکمل داخلہ قیامت کے دن ہو گا، لیکن نبی ﷺ نے بتایا کہ ایک عورت کو جہنم میں داخل ہوتے دیکھا، یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ جہنم حقیقی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب اللہ نے جہنم اور جنت کو پیدا کیا، جب جبریل علیہ السلام جنت کو دیکھا تو کہا:"

یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ جنت اور جہنم موجود ہیں، نبی ﷺ نے جنت میں عمر بن خطاب کا محل دیکھا، اور جنت کی خوشبو سنی، اور بلال کے نعلوں کی آواز سنی، وغیرہ۔ اللہ ہمیں اور آپ کو ان سے بچائے۔ آمین۔

پہلے یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

"پس اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہو گا"

کے معنی میں علماء کے تین اقوال ہیں، ان میں سے دو میں کوئی اشکال نہیں، اور تیسرا وہ ہے جس میں مذکورہ اشکال ہے۔

پس وہ دو جن میں کوئی اشکال نہیں:

پہلا: اس کا معنی یہ ہے کہ "اس کے سر کی ماں (اصل)" ہاویہ میں ہو گی، یعنی جہنم کی گہرائی میں، کیونکہ اسے اس میں اوندھے منہ ڈالا جائے گا، اس حال میں کہ اس کا سر نیچے اور پاؤں اوپر ہوں گے، اور یہ قول قتادہ، ابو صالح، عکرمہ، کلبی وغیرہ سے مروی ہے، اور اس قول کے مطابق "اور تمہیں کیا معلوم وہ کیا ہے" میں ضمیر ایک محذوف کی طرف لوٹتی ہے جس پر سیاق دلالت کرتا ہے، یعنی "اس کے سر کی ماں ہاویہ میں ہے، ایک آگ میں"، "اور تمہیں کیا معلوم وہ کیا ہے؟ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے"۔

دوسرا: یہ عربوں کے اس قول سے ہے جب وہ کسی شخص کے لیے ہلاکت کی بددعا کرتے ہیں تو کہتے ہیں: "ہوت امہ" (اس کی ماں ہلاک ہو جائے)، کیونکہ جب وہ گرتا ہے یعنی ہلاک ہوتا ہے تو اس کی ماں بھی غم اور صدمے سے ہلاک ہو جاتی ہے، اور اسی معنی میں کعب بن سعد الغنوی کا قول ہے[46]

---

[46] -1.رواه البخاري، كتاب تفسير القرآن، باب أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ [سورة الكهف:105] الآية، برقم (4729)، ومسلم، في أوائل كتاب صفة القيامة والجنة

والنار، برقم (2785).

2. رواه الترمذي، أبواب الإيمان عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء فيمن يموت وهو يشهد أن لا إله إلا الله، برقم (2639)، وابن ماجه، كتاب الزهد، باب ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة، برقم (4300)، وأحمد في المسند، برقم (6994)، وقال محققوه: "إسناده قوي"، وصححه الألباني في صحيح الجامع، برقم (8095).

3. رواه أحمد في المسند، برقم (8658)، وقال محققوه: "حديث صحيح"، وقال الشيخ الألباني في كلامه على الحديث رقم (540): "وهذا إسناد رجاله ثقات رجال الشيخين غير أن الحسن مدلس وقد قيل: إنه لم يسمع من أبي هريرة" في سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها (78/2).

4. رواه مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب في شدة حر نار جهنم وبعد قعرها وما تأخذ من المعذبين، برقم (2844).

5. رواه البخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار، وأنها مخلوقة، برقم (3265)، ومسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في شدة حر نار جهنم وبعد قعرها وما تأخذ من المعذبين، برقم (2843).

6. المصدرالسابق.

7. رواه البخاري، كتاب الرقائق، باب صفة الجنة والنار، برقم (6562)، ومسلم، كتاب الإيمان، باب أهون أهل النار عذابا، برقم (212).

8. رواه البخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار، وأنها مخلوقة، برقم (3260)، ومسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر لمن يمضي إلى جماعة ويناله الحر في طريقه، برقم (617).

9. رواه البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، برقم (533)، ومسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر لمن يمضي إلى جماعة ويناله الحر في طريقه، برقم (615).

ASK ISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

10 . رواه البخاري، كتاب الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلاة، برقم (749) .

11 . رواه البخاري، كتاب التعبير، باب تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح، برقم (7047) .

12 . رواه البخاري، كتاب تفسير القرآن، باب مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلاَ سَائِبَةٍ وَلاَ وَصِيلَةٍ وَلاَ حَامٍ المائدة:١٠٣، برقم (4623)، ومسلم، كتاب الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف من أمر الجنة والنار، برقم (904) .

13 . رواه مسلم، كتاب الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف من أمر الجنة والنار، برقم (904) .

14 . رواه البخاري، كتاب بدء الخلق، باب خمس من الدواب فواسق، يقتلن في الحرم، برقم (3318)، ومسلم، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها سبقت غضبه، برقم (2619) .

15 . رواه أبو داود، كتاب السنة، باب في خلق الجنة والنار، برقم (4744)، والترمذي، أبواب صفة الجنة عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء حفت الجنة بالمكاره وحفت النار بالشهوات، برقم (2560)، والنسائي، كتاب الأيمان والنذور، باب الحلف بعزة الله تعالى، برقم (3763)، وحسنه الألباني في صحيح الجامع، برقم (5210) .

16 . رواه البخاري، كتاب أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي ، برقم (3679)، ومسلم، كتاب فضائل الصحابة -رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل عمر -رضي الله تعالى عنه، برقم (2394) .

17 . رواه البخاري، كتاب التهجد، باب فضل الطهور بالليل والنهار، وفضل الصلاة بعد الوضوء بالليل والنهار، برقم (1149)، وفي كتاب أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي ، برقم (3679)، ومسلم، كتاب فضائل الصحابة -رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل بلال ، برقم(2458).

فتح القدیر اور احسن البیان سے سورۃ القارعۃ کے نکات

1) یہ بھی قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے جسے اس سے قبل متعدد نام گزر چکے ہیں مثلاً اَلْحَاقَّۃ ، الطَّامَّۃ ، صَاخَّۃ، اَلْغَاشِیَۃ ، السَّاعَۃ، الْوَاقِعَۃ ، وغیرہ، اسےالْقَارِعَۃ ،اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنی ہولناکیوں سے دلوں کو بیدار اور اللہ کے دشمنوں کو عذاب سے خبردار کر دے گی، جیسے دروازہ کھٹکھٹانے والا کرتا ہے۔

2) فراش، مچھر اور شمع کے گرد منڈلانے والے پرندے وغیرہ۔ مبثوث، منتشر اور بکھرے ہوئے۔ یعنی قیامت والے دن انسان بھی پروانوں کی طرح پراگندہ اور بکھرے ہوئے ہوں گے۔

3) عھن، اس اون کو کہتے ہیں جو مختلف رنگوں کے ساتھ رنگی ہوئی ہو، منفوش، دھنی ہوئی۔ یہ پہاڑوں کی وہ کیفیت بیان کی گئی ہے جو قیامت والے دن انکی ہو گی۔ قرآن کریم میں پہاڑوں کی یہ کیفیت مختلف انداز میں بیان کی گئی ہے، جسکی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اب آگے ان دو فریقوں کا اجمالی ذکر کیا جارہا ہے جو قیامت والے دن اعمال کے اعتبار سے ہوں گے۔

4) موازین، میزان کی جمع ہے۔ ترازو، جس میں صحائف اعمال تولے جائیں گے۔ جیسا کہ اس کا ذکر سورۂ اَعراف۔ آیت ۸ سورۂ کہف (۱۰۵) اور سورۂ انبیاء (۴۷) میں بھی گزرا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں یہ میزان نہیں، موزون کی جمع ہے یعنی ایسے اعمال جن کی اللہ کے ہاں کوئی اہمیت اور خاص وزن ہو گا (فتح القدیر) لیکن پہلا مفہوم ہی راجح اور صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جن کی نیکیاں زیادہ ہوں گی تو وزن اعمال کے وقت ان کی نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

5) یعنی ایسی زندگی جس کو وہ صاحب زندگی پسند کرے گا۔

6) جس کی برائیاں نیکیوں پر غالب ہوں گی اور برائیوں کا پلڑا بھاری اور نیکیوں کا ہلکا ہو گا۔

7) ہاویہ جہنم کا نام ہے اس کو ہاویہ اس لیے کہتے ہیں کہ جہنمی اس کی گہرائی میں گرے گا۔ اور اس کو ام (ماں) سے اس لیے تعبیر کیا کہ جس طرح انسان کے لیے ماں، جائے پناہ ہوتی ہے اسی طرح جہنمیوں کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ بعض کہتے ہیں کہ ام کے معنی دماغ کے ہیں۔ جہنمی، جہنم میں سر کے بل ڈالے جائیں گے۔ (ابن

کثیر)

سورة التكاثر

یہ سورت مکی سورتوں میں سے ہے، اس کا نام سورۃ التکاثر ہے، اور اسے "ألهاكم" بھی کہا جاتا ہے۔ بعض صحابہ سے منقول ہے کہ وہ اسے "المقبرة" بھی کہتے تھے، اور اس کی وجہ "حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ" ہے، لیکن اس روایت کو اچھی طرح تحقیق کی ضرورت ہے۔

اس سورت کا مرکزی موضوع صرف ایک ہے:

دنیا کی زندگی اور اس کی زینت و آسائش میں مشغولیت، جو انسان کو اللہ کی یاد اور آخرت کی تیاری سے غافل کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تمہیں دنیا کی محبت، اس کی نعمتیں اور چمک دمک نے آخرت کی طلب اور اس کی کوشش سے غافل کر دیا، تک کہ تم پر موت آگئی اور تم قبروں کے مکین بن گئے۔

"أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ" "ألهاكم" یعنی تمہیں مشغول کر دیا۔ بعض اہل علم نے کہا: "لہو" دل کی غفلت ہے اور "لعب" جسمانی حرکت ہے۔ یہاں مشغولیت دل کی ہے، یعنی دنیا کی محبت دل میں گھر کر گئی اور انسان کو اللہ کی اطاعت اور آخرت کی تیاری سے غافل کر دیا۔

اس اعتبار سے یہ مشغولیت مذموم ہے۔ دنیا کی ضرورتیں انسان کے لیے ضروری ہیں، لیکن ان کا دل میں گھر کر جانا اور مقصدِ حیات بن جانا تباہ کن ہے

انسان کے پاس دنیا کم ہو یا زیادہ، اگر وہ دل میں ہے تو حرص اور بخل غالب آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" [الحشر:9] انسان چاہے مفلس ہو یا مالدار، دنیا کی فکر میں دن رات لگا رہتا ہے، کیسے حاصل کرے، کیسے جمع کرے، کیسے بڑھائے، مالدار ہے تو اس کی حفاظت اور اضافہ کی فکر میں رہتا ہے، بازار میں اتار چڑھاؤ سے پریشان رہتا ہے۔ یہی "ألهاكم التكاثر" کی ایک شکل ہے۔

اس کا معنی اس سے بھی وسیع ہے، جیسا کہ مفسرین نے کہا: یہ صرف مال پر ہی نہیں بلکہ ہر اس چیز پر لاگو ہوتا ہے جس میں لوگ ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور جو اللہ اور آخرت کی یاد سے غافل کر

دے۔ ابن جریر، ابن کثیر، ابن القیم وغیرہ سب نے یہی کہا ہے۔ ہر وہ چیز جس میں لوگ ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں اور جو اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت سے غافل کر دے، وہ "التکاثر" میں داخل ہے اور مذموم ہے۔

بعض علمائے حدیث نے ایک حدیث کے سو اسناد جمع کیے، اور اس پر بہت خوش ہوئے، پھر خواب میں کسی بڑے امام کو دیکھا جس نے کہا: "مجھے ڈر ہے کہ یہ بھی 'اَلھاکم التکاثر' میں داخل نہ ہو جائے "یعنی جب حدیث صحیح ہو جائے تو اس کے اسناد جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ علم میں بھی ہے۔

(سورۃ التکاثر کی تفسیر) أضواء البیان سے

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

- ❖ "تمہیں کثرت نے غافل کر دیا"
- ❖ "یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے"
- ❖ "اَلھاکم" یعنی: تمہیں مشغول کر دیا، اور "لھاہ" کا معنی ہے اسے بہلایا۔

اور اسی سے امرؤ القیس کا قول ہے:

اور "تکاثر" کا معنی ہے ایک دوسرے پر زیادہ ہونے کی کوشش کرنا۔ اور یہاں یہ ذکر نہیں کیا کہ کس چیز میں یہ کثرت تھی جس نے انہیں غافل کیا۔

ابن القیم نے کہا:

اس کا ذکر اس لیے چھوڑ دیا گیا، یا تو اس لیے کہ مذمت خود کثرت کی ہے نہ کہ اس چیز کی جس میں کثرت کی جا رہی ہے، یا اس لیے کہ اسے عام رکھا جائے۔ ختم ہوا۔

اور پہلی صورت سے ان کی مراد ہے: حرص اور لالچ کی مذمت۔

اور دوسری سے مراد یہ ہے کہ ہر اس چیز کو شامل ہو جائے جس میں کثرت کی جا سکتی ہے، جیسے مال، اولاد، جاہ، عمارتیں اور کھیتیاں۔

اور میں نے کسی مفسر کے ہاں اس آیت کی کوئی نظیر ذکر ہوتی نہیں پائی۔

لیکن سب نے اس کے سبب نزول کے ذکر پر اجمالاً اتفاق کیا ہے کہ دو قبیلوں نے اپنے آباء اور آباء واجداد

کے کارناموں پر فخر کیا، تو انہوں نے زندہ لوگوں کو گنا، پھر قبروں کی طرف گئے، اور ہر ایک نے اپنے مردوں کو بھی گنا جن پر وہ فخر کرتے تھے اور ان کی تعداد پر ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔

اور کہا گیا: یہ قریش میں بنی عبد مناف اور بنی سہم کے درمیان تھا۔

اور "تکاثر" کا معنی ہے ایک دوسرے پر زیادتی کی کوشش کرنا۔ اور یہاں یہ ذکر نہیں کیا کہ کس چیز میں وہ تکاثر تھا جس نے انہیں غافل کیا۔

ابن القیم نے کہا:

اس کا ذکر اس لیے چھوڑ دیا گیا، یا تو اس لیے کہ مذمت خود تکاثر کی ہے نہ کہ اس چیز کی جس میں تکاثر کیا جا رہا ہے، یا اس لیے کہ عموم مراد لیا جائے۔ ختم ہوا۔

اور پہلے معنی سے ان کی مراد ہے: حرص اور لالچ کی مذمت۔

اور دوسرے سے مراد یہ ہے کہ ہر اس چیز کو شامل ہو جائے جس میں تکاثر کیا جا سکتا ہے، جیسے مال، اولاد، جاہ، عمارتیں اور کھیتیاں۔

اور میں نے کسی مفسر کے ہاں اس آیت کی کوئی نظیر ذکر ہوتی نہیں پائی۔

لیکن وہ سب اجمالاً اس کے سبب نزول کے ذکر پر متفق ہیں کہ دو قبیلوں نے اپنے آباء اور آباء واجداد کے کارناموں پر فخر کیا، تو انہوں نے زندہ لوگوں کو شمار کیا، پھر قبروں کی طرف گئے، اور ہر ایک نے اپنے مردوں کو بھی شمار کیا جن پر وہ فخر کرتے تھے اور ان کی گنتی کے ذریعے ایک دوسرے پر برتری چاہتے تھے۔

اور کہا گیا: یہ قریش میں بنی عبد مناف اور بنی سہم کے درمیان تھا۔

اور کہا گیا: یہ انصار کے بارے میں ہے۔

اور کہا گیا: یہ یہود اور دیگر کے بارے میں ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تکاثر آباء کے مفاخر میں تھا۔

اور قرطبی نے کہا: آیت ان تمام چیزوں کو اور ان کے علاوہ کو بھی شامل ہے۔

اور صحیح حدیث کے سیاق میں ہے:

❖ "اگر ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں، اور اس کا منہ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھرے گی، اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے"

ثابت نے کہا: انس سے، انہوں نے اُبیّ سے روایت کیا: ہم اس کو قرآن میں سے سمجھتے تھے یہاں تک کہ نازل ہوئی: "تمہیں تکاثر نے غافل کر دیا"

اور گویا قرطبی اس کے ذریعے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ تکاثر مال میں بھی ہے۔

اور اللہ کی کتاب سے ایسی نصوص آئی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ تکاثر جس نے انہیں غافل کیا، اور جس کی وجہ سے اللہ نے ان کی مذمت کی یا انہیں اس سے ڈرایا، وہ سب چیزوں میں عام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

"جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل، تماشا، زینت، آپس میں فخر کرنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا ہے، اس بارش کی طرح جس کی پیداوار کاشتکاروں کو بھلی لگتی ہے، پھر وہ سوکھ جاتی ہے، پھر تم اسے زرد دیکھتے ہو، پھر وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے" یہاں تک کہ فرمایا: "اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں" (الحدید:20)

پس اس میں صراحت ہے کہ ان کے درمیان فخر اور تکاثر مال اور اولاد میں ہے۔

پھر اسی معنی میں دوسری نصوص بھی آئی ہیں، جیسے اس کا فرمان:

"اور دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا کے سوا کچھ نہیں، اور آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے" (الأنعام:32)

اور اس کا فرمان:

"اور یہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا کے سوا کچھ نہیں، اور بے شک آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے، کاش وہ جانتے" (العنكبوت:64)

اور چونکہ دنیا کی زندگی کی یہی حقیقت ہے، اس لیے اس سے ڈرایا گیا اور اس سے روکا گیا کہ وہ انہیں غافل کر دے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

"اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں، اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں" (المنافقون:9)

اور اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ مومنوں کے لیے اس سب سے بہتر ہے، اپنے اس فرمان میں:

"اور جب وہ کوئی تجارت یا تماشا دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں، کہہ دیجئے: جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشے اور تجارت سے بہتر ہے، اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے" (الجمعة:9)

اور اس بات کو ترجیح دینے والی چیزوں میں سے کہ تکاثر مال اور اولاد میں ہے، خود اسی سورت کے آخر میں اس کا آنا ہے:

"پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا" (التکاثر: 8)، کیونکہ اس کا سورت کے آغاز کے ساتھ مناسبت ہے۔

جیسا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ "نعمت" میں مال کا شامل ہونا بطورِ اوّلی داخل ہے۔

اور اس کا فرمان:

"یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے"

اس سے بعض لوگوں نے یہ لیا ہے کہ ان کا فخر انہیں قبروں تک لے گیا تاکہ وہ اپنے مردوں کے ذریعے کثرت ظاہر کریں، جیسا کہ اسبابِ نزول کی سابقہ روایات میں آیا ہے۔

اور "زرتم المقابر" میں صحیح بات یہ ہے کہ اس کا معنی ہے: تم مر گئے؛ کیونکہ مردہ قبر میں آنے والے مہمان کی طرح آتا ہے، اس لیے کہ اس کا وہاں ہونا عارضی ہوتا ہے۔

اور روایت کیا گیا ہے کہ ایک اعرابی نے یہ آیت سنی تو کہا: ربِّ کعبہ کی قسم! انہیں دوبارہ اٹھایا جائے گا، اس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: اس لیے کہ مہمان کو لازماً واپس جانا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

❖ "ہر گز نہیں! عنقریب تم جان لو گے"

❖ "پھر ہر گز نہیں! عنقریب تم جان لو گے"

"کلا" یہاں غفلت اور مذکورہ تکاثر سے روکنے کے لیے ہے، اور "عنقریب تم جان لو گے" یعنی اس معاملے کی حقیقت اور اس غفلت کے انجام کو، "پھر ہر گز نہیں! عنقریب تم جان لو گے" تاکید کے لیے تکرار ہے۔

اور کہا گیا: اس میں تکرار نہیں، اس روایت کی وجہ سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلی (جاننا) قبر میں ہے اور دوسری قیامت کے دن ہے، اور یہ معنی معقول ہے۔

اور بعض نے اس سے عذابِ قبر پر استدلال کیا ہے۔

اور قبر کے بارے میں حدیث کا صحیح ہونا معلوم ہے:

❖ "قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا"

اور اس میں سوال (منکر نکیر) بھی معلوم ہے، لیکن ان کا مقصود قرآن سے اس کا ماخذ بیان کرنا تھا۔

اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اور ان پر رحم فرمائے، سورۂ غافر کی تفسیر میں، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

❖ "اور آلِ فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا" (غافر:45)

قرآن سے عذابِ قبر کے اثبات کو بیان کیا ہے۔

اور اسی طرح اس کے معنی کی وضاحت سورۂ زخرف کے آخر میں اس کے فرمان:

❖ "پس ان سے درگزر کریں اور کہہ دیں سلام، عنقریب وہ جان لیں گے" (الزخرف:89)

کے تحت گزر چکی ہے۔

اور یہاں یہ زجر اور تنبیہ اس بات کے رد میں ہے جس پر وہ تکاثر میں مشغول تھے۔

اور قرآن سے عذابِ قبر کے اثبات کی سب سے صریح دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

"آگ کے سامنے انہیں صبح و شام پیش کیا جاتا ہے، اور جس دن قیامت قائم ہو گی (کہا جائے گا): آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو"

اس لیے کہ پہلا (عذاب) دنیا میں ہے اور دوسرا آخرت میں۔ (اختتام اقتباس أضواء البیان)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سورۃ التکاثر (تفسیر السعدی)

1) ﴿ألھاکم التکاثر﴾ اور اس میں جس چیز کی کثرت پر فخر کیا جائے، اس کا ذکر نہیں، تا کہ ہر وہ چیز شامل ہو جائے جس میں لوگ ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس میں اخلاص مقصود نہیں۔

2) ﴿حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ اللہ نے انہیں زائر کہا، مقیم نہیں، کیونکہ برزخ اصل میں اگلے گھر (آخرت) کی طرف گزر گاہ ہے۔

سورۃ التکاثر (تفسیر ابن العثیمین)

اس میں مال، قبیلہ، عزت، علم اور ہر اس چیز میں کثرت شامل ہے جس میں لوگ ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں۔

امام احمد سے کہا گیا: لوگ آپ کے لیے دعائیں کرتے ہیں، سرحدوں پر آپ کے نام پر تیر اندازی کرتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: "مجھے ڈر ہے کہ یہ استدراج (آزمائش) نہ ہو"۔ اصل چیز کثرت نہیں، اللہ فرماتا ہے: "وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ" [یوسف:103] "وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ" [الأنعام:116] اصل چیز حق پر ہونا ہے، نبی آتے تھے اور ان کے ساتھ کوئی نہ ہوتا، کسی کے ساتھ ایک یا دو ہوتے، یہ کوئی نقصان کی بات نہیں۔

بعض سلف جب ان کے پاس تین سے زیادہ لوگ آجاتے تو اٹھ جاتے،،

صحیح بخاری میں ہے: انس بن مالک، ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں: "ہم اسے قرآن کا حصہ سمجھتے تھے یہاں تک کہ 'ألھاکم التکاثر' نازل ہوئی" یعنی: "اگر ابن آدم کے پاس ایک وادی سونا ہو تو وہ دوسری چاہے گا..." یعنی اگر اس کے پاس دو وادیاں ہوں تو تیسری چاہے گا، یہ آیت منسوخ التلاوت ہے، لیکن اس کا معنی باقی ہے۔

امام احمد نے عبداللہ بن الشخیر سے روایت کیا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ فرما رہے تھے: "ألھاکم التکاثر" ابن آدم کہتا ہے: "میرا مال! میرا مال!" حالانکہ تمہارے مال میں سے صرف وہی ہے جو

تم نے کھایا اور فنا کیا، یا پہنا اور پرانا کیا، یا صدقہ دیا اور آگے بھیج دیا، باقی سب تو تمہارے وارثوں کے لیے ہے۔(مسلم، ترمذی، نسائی میں بھی ہے)

مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے: "بندہ کہتا ہے: میرا مال! حالانکہ اس کے مال میں سے صرف تین چیزیں ہیں: جو کھایا اور فنا کیا، یا پہنا اور پرانا کیا، یا صدقہ دیا اور آگے بھیج دیا، باقی سب تو لوگوں کے لیے ہے"۔

بخاری میں انس بن مالک سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں: اس کے اہل، اس کا مال اور اس کا عمل، دو واپس آجاتے ہیں اور ایک رہ جاتا ہے، اہل اور مال واپس آجاتے ہیں عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے" (مسلم، ترمذی، نسائی میں بھی ہے)

امام احمد نے انس سے روایت کیا: نبی ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس میں دو چیزیں باقی رہتی ہیں: حرص اور امید" (بخاری و مسلم)

1-"تمہیں کثرت نے غافل کر دیا"

یہ خبر ہے جس سے وعظ اور ملامت مقصود ہے، اور "أَلْهَاكُم" کا معنی ہے: تمہیں مشغول کر دیا، اور "التکاثر" کا معنی ہے: مال اور اولاد کی کثرت پر فخر کرنا، اور یہ کہ یہ لوگ کہیں: "ہم زیادہ ہیں"، اور وہ کہیں: "ہم زیادہ ہیں"۔ اور جب نبی ﷺ نے اسے پڑھا تو فرمایا: "ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال۔ حالانکہ تیرے مال میں سے تیرے لیے وہی ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا، یا پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا"۔[ابن جزی: 605/2]

2"تمہیں کثرت نے غافل کر دیا"

اور اس چیز کا ذکر نہیں کیا جس میں تکاثر کیا گیا؛ تاکہ ہر اس چیز کو شامل ہو جائے جس میں لوگ تکاثر کرتے اور فخر کرتے ہیں، جیسے: مال، اولاد، مددگار، لشکر، خدم، جاہ، اور اس کے علاوہ، جن کے ذریعے ہر ایک دوسرے پر بڑھنا چاہتا ہے، اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص مقصود نہیں ہوتا۔[السعدی:933]

3"یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے"

قتادہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: "وہ کہتے تھے: ہم فلاں قبیلے سے زیادہ ہیں، اور ہم فلاں سے زیادہ

تعداد میں ہیں، اور وہ روز بروز کم ہوتے گئے یہاں تک کہ آخر کار سب کے سب اہلِ قبور ہو گئے"۔ [القرطبی: 22/449-450]

4 "پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا"

یعنی نعمتوں کے شکر کے بارے میں؛ پس بندے سے اللہ کی نعمتوں کے شکر کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جائے گا۔ [ابن تیمیہ: 7/178]

سوال: بندہ نعمتوں کی محاسبہ سے کیسے بچ سکتا ہے؟

5 وقفہ 'زائر' 'احلام' اس آیت کے ساتھ: "یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے"۔

"یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے" سے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ زائر کو لازماً اپنے وطن لوٹنا ہوتا ہے، اور قبریں دائمی رہائش کی جگہ نہیں ہیں، اور اسی طرح بعض اعراب سے نقل کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک قاری کو یہ پڑھتے سنا: "تمہیں کثرت نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے" تو اس نے کہا: "اللہ کی قسم! زائر مقیم نہیں ہوتا، اللہ کی قسم! ہم ضرور دوبارہ اٹھائے جائیں گے"، کیونکہ زائر جیسا کہ معروف ہے، زیارت کرتا ہے اور واپس لوٹتا ہے، تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ضرور اٹھائے جائیں گے۔ اور یہ ہی حق ہے۔ اور اس سے ہم جانتے ہیں کہ جو بعض لوگ آج کل اخبارات وغیرہ میں کہتے ہیں کہ جب کوئی مر جاتا ہے: "وہ اپنے آخری ٹھکانے کی طرف منتقل ہو گیا"، تو یہ۔

یعنی انسان کے مال میں سے صرف وہی اس کا ہے جو اس نے آخرت کے لیے صدقہ کیا، یا دنیا میں کھایا یا پہنا، باقی اس کا نہیں، وہ اس مال کا محافظ ہے اور اس سے حساب لیا جائے گا کہ کہاں سے کمایا، اللہ کا حق ادا کیا یا نہیں، اور کہاں خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: "كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ" حسن بصری نے کہا: یہ وعید کے بعد وعید ہے۔

مجاہد نے کہا:

"کلا" ردع اور زجر کا کلمہ ہے، یعنی تمہارا یہ تکاثر اور فخر غلط ہے، "كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ" تم جان لوگے جب مر جاؤگے اور قبروں میں چلے جاؤگے کہ یہ سب کچھ بے کار تھا، حقائق سامنے آجائیں گے اور معلوم

ہو جائے گا کہ آخرت کے لیے عمل کرنا ہی اصل چیز ہے۔

ضحاک نے کہا:

"كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ"یعنی اے کفار!"ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ"یعنی اے ایمان والو!بعض سلف اور دیگر علماء کہتے ہیں: یہ خطاب کفار کے لیے ہے کیونکہ آخر میں فرمایا:"لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ"لیکن یہ ضروری نہیں، ظاہر یہی ہے کہ خطاب سب کے لیے ہے، کیونکہ اکثر لوگ اسی تکاثر میں مبتلا ہیں، اور "جحیم" کو دیکھنا داخل ہونے کو لازم نہیں کرتا، اللہ فرماتا ہے:"وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا" [مریم:71]

ابن جریر نے کہا:

یہاں"كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ"اس لیے دہرایا گیا کہ عرب جب کسی چیز کی شدت بیان کرنا چاہتے ہیں تو اسے دو بار دہراتے ہیں، جیسے کہتے ہیں:"انظروا انظرو"یا"صبر کرو، صبر کرو"یعنی تمہیں ضرور اس کا انجام معلوم ہو جائے گا۔ اس میں یہ کہنا ضروری نہیں کہ پہلی مرتبہ موت پر اور دوسری مرتبہ برزخ میں مراد ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ"یعنی: اگر تم حق علم رکھتے، تو تمہیں"التکاثر"(دنیا میں بڑھ چڑھ کر آگے نکلنے کی دوڑ) آخرت کی طلب سے غافل نہ کرتی، یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچتے۔

یعنی "كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ"علمِ مجرد(صرف جاننا) انسان کو عمل پر آمادہ نہیں کرتا۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"میں نے موت سے زیادہ کسی یقین کو شک سے مشابہ نہیں پایا"یعنی انسان جانتا ہے کہ وہ مرے گا، آخرت پر ایمان رکھتا ہے، حساب کتاب پر یقین رکھتا ہے، لیکن عمل اور حال اس علم کے مطابق نہیں ہوتا، یہ سب یقین کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ جب یقین کمزور ہو تو انسان عمل کی طرف نہیں بڑھتا۔ اسی لیے دنیا میں اگر کسی کو نفع بخش کاروبار کی پیشکش ہو تو فوراً اس میں پیسہ لگا دیتا ہے، چاہے قرض لینا پڑے، لیکن جب صدقہ کی بات ہو تو ٹال مٹول، حساب کتاب، اور کبھی بہت کم دیتا ہے یا دیتا ہی نہیں۔ حالانکہ

صدقہ کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھتا ہے "كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ"[البقرة:261] یہ نفع تو دنیا کی کسی تجارت میں نہیں، پھر بھی انسان اس میں ہزار بار سوچتا ہے کیونکہ یقین کمزور ہے، ورنہ یہی اصل نفع بخش تجارت ہے۔

پھر فرمایا: "لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ" یہ ایک محذوف قسم کا جواب ہے، گویا اللہ فرماتا ہے: "قسم ہے، تم ضرور جہنم کو دیکھو گے" یہ "لام" جوابِ قسم میں ہے، اور اس کا تعلق پچھلے جملے سے نہیں، یعنی یہ نہیں کہ "علم الیقین" کا مطلب یہ ہے کہ تم جہنم کو دیکھو گے، بلکہ مطلب یہ ہے: اگر تم علم الیقین رکھتے تو تمہیں تکاثر غافل نہ کرتا، پھر اللہ نے قسم کھائی: "قسم ہے، تم ضرور جہنم کو دیکھو گے" اس لیے دونوں جملے الگ الگ ہیں۔

یہ پچھلے وعید کی تفسیر ہے "كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ" یہ اس حال کی وعید ہے اور وہ جہنم کا دیکھنا ہے جس کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ جب وہ ایک بار سانس لے گی تو ہر مقرب فرشتہ اور نبی گھٹنوں کے بل گر جائے گا اس کی ہیبت اور عظمت سے اور ہولناک مناظر دیکھ کر۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: "ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ" یعنی اس دن تم سے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں — صحت، امن، رزق اور ہر نعمت — کے شکر کے بارے میں سوال ہو گا کہ تم نے ان نعمتوں کو شکر اور عبادت کے ذریعے کیسے قبول کیا۔

ابن جریر نے روایت کیا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے تھے تو نبی ﷺ آئے اور پوچھا: "تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟" انہوں نے کہا: "اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، ہمیں گھروں سے صرف بھوک نے نکالا" آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے بھی بھوک کے سوا کچھ نہیں نکالا" پھر وہ ایک انصاری کے گھر گئے اس نے ان کی مہمان نوازی کیا اور کھجور اور گوشت پیش کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن تم سے اس نعمت کے بارے میں سوال ہو گا کہ تمہیں بھوک نے گھروں سے نکالا اور تم اس نعمت سے سیر ہو کر واپس جا رہے ہو یہ بھی نعمت ہے" (مسلم میں بھی یہ حدیث ہے)

صحیح بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ میں ابن عباس سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو نعمتیں

ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ دھوکے میں ہیں: صحت اور فراغت "یعنی اکثر لوگ ان نعمتوں کا شکر نہیں کرتے اور ان کا حق ادا نہیں کرتے جو شخص ان نعمتوں کا حق ادا نہیں کرتا وہ دھوکے میں ہے۔

امام احمد نے ابو ہریرہ سے روایت کیا: نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ قیامت کے دن فرمائے گا: "اے ابن آدم! میں نے تمہیں گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار کیا عورتیں عطا کیں تمہیں سرداری دی تو تم نے ان نعمتوں کا شکر کہاں کیا؟"

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ "یعنی تم جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھوگے اور فرمایا: "ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ "یعنی اس دن تم سے ہر نعمت کے بارے میں سوال ہو گا جیسے کہ حدیث میں آیا کہ نبی ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم نے بھوک کی حالت میں کھانا کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن تم سے اس نعمت کے بارے میں سوال ہو گا" اسی طرح ٹھنڈا پانی، جیسا کہ حدیث میں آیا "سب سے پہلے جس نعمت کے بارے میں سوال ہو گا وہ ٹھنڈا پانی ہے" اور دیگر نعمتیں: سواری، رہائش، ٹھنڈی ہوا، آرام دہ نیند، نرم بستر یہ سب نعمتیں ہیں اور ان سب کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کہاں سے حاصل کیں اور کہاں خرچ کیں کیا اسراف کیا کیا فخر کیا کیا گناہ میں خرچ کیا یہ سب سوال ہوں گے اور انسان سے چار چیزوں کے بارے میں سوال ہو گا جن میں سے ایک مال کے بارے میں ہے کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

ابن القیم نے اس سورت کے بارے میں کہا: "اس سورت میں وعدہ، وعید اور شدید تنبیہ ہے اور یہ کافی نصیحت ہے 'أَلْهَاكُمُ' یعنی تمہیں ایسی چیز نے مشغول کر دیا جس میں تم معذور نہیں کیونکہ 'لہو' اصل میں کسی چیز سے غافل ہونا ہے اگر یہ قصداً ہو تو انسان قابلِ مواخذہ ہے اگر غیر ارادی ہو تو معذور ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: 'اس کپڑے نے مجھے نماز سے غافل کر دیا' تو یہ معذوری ہے"۔ یعنی مشغولیت کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جس پر انسان پکڑا جائے گا اور ایک وہ جس پر نہیں پکڑا جائے گا یہ سورت اس مشغولیت کے بارے میں ہے جس پر انسان پکڑا جائے گا۔

یہ بھی نسیان کی ایک قسم ہے اور حدیث میں آیا: "فلان ﷺ بچے سے غافل ہو گیا" یعنی اس سے بے خبر ہو گیا "لَهَا بالشيء" یعنی اس میں مشغول ہو جانا "لَهَا عنه" یعنی اس سے ہٹ جانا "لہو" دل کے لیے ہے "لعب" جسم کے لیے اسی لیے دونوں کو اکٹھالایا جاتا ہے "أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ" اس میں زیادہ مذمت ہے کیونکہ انسان کبھی جسم سے مشغول ہوتا ہے لیکن دل اس سے غافل نہیں ہوتا "لہو" دل کی غفلت اور اعراض ہے "التکاثر" تفاعل کے وزن پر ہے یعنی ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش اور اللہ نے متکاثر (جس چیز میں بڑھاوا ہے) کو ذکر نہیں کیا تاکہ اس میں عموم ہو۔

"أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ" یعنی اللہ نے متکاثر (جس چیز میں لوگ بڑھ چڑھ کر آگے نکلتے ہیں) کو ذکر نہیں کیا تاکہ اس میں عموم ہو چاہے مال ہو، اولاد ہو، قبیلہ ہو، متابعین کی تعداد ہو، کتب ہو یا کوئی اور چیز جس میں لوگ دنیا کے لیے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور جو اللہ اور آخرت سے غافل کر دے وہ سب اس میں داخل ہے۔

ابن القیم نے کہا:

"ہر وہ چیز جس میں بندہ دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرے اور وہ اللہ اور رسول کی اطاعت نہ ہو یا آخرت میں نفع نہ دے وہ 'التکاثر' میں داخل ہے"۔

یہاں تک کہ وہ اعمال بھی جو بظاہر اللہ کی اطاعت میں کثرت ہیں لیکن نیت فاسد ہو یا عمل غیر مشروع ہو تو وہ بھی "التکاثر" میں داخل ہے جیسے بار بار حج کرنا اور اس پر فخر کرنا کہ میں نے تیس سال سے حج کیا یہ اصل میں "التکاثر" ہے اللہ نے فرمایا: "لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا" [الملک:2] یعنی کون زیادہ اچھا عمل کرتا ہے نہ کہ کون زیادہ عمل کرتا ہے۔

ابن القیم فرماتے ہیں:

"اللہ نے بتایا کہ 'التکاثر' نے دنیا والوں کو اللہ اور آخرت سے غافل کر دیا یہاں تک کہ موت آگئی اور وہ قبروں کے مکین بن گئے اور وہ اس غفلت سے بیدار نہ ہوئے اللہ نے 'زیارۃ' (حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ) کہا یعنی قبروں میں ہمیشہ رہنا نہیں بلکہ عارضی قیام ہے اور اسی لیے اعرابی نے کہا: 'زائر کو جانا ہی ہوتا

ہے'اور عمر بن عبد العزیز نے بھی یہی کہا تو اگر برزخ عارضی قیام ہے تو دنیا کی زندگی تو اس سے بھی زیادہ عارضی ہے"۔

ابن القیم نے کہا:

"اللہ نے متکاثر (جس چیز میں لوگ بڑھ چڑھ کر آگے نکلتے ہیں) کو معین نہیں کیا کیونکہ مذموم اصل میں 'التکاثر' ہے نہ کہ متکاثر بہ چاہے مال ہو، وجاہت ہو، غلام ہو، زمین ہو، علم ہو جو اللہ کے لیے نہ ہو یا ایسا عمل جو اللہ کے قریب نہ کرے وہ سب اس میں داخل ہے"۔

علم جو اللہ کی رضا کے لیے نہ ہو، دیکھو! حالانکہ علم اصل میں اللہ اور آخرت کے قریب کرتا ہے، لیکن اگر اس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو تو انسان کہتا ہے: میں نے اتنا اور اتنا حفظ کیا ہے۔

اور ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

"یا ایسا عمل جو اللہ کے قریب نہ کرے، یہ سب وہ تکاثر ہے جو اللہ اور آخرت سے غافل کر دیتا ہے۔"

اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: "میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ 'ألهاكم التكاثر' پڑھ رہے تھے، آپ نے فرمایا:

ابن آدم کہتا ہے: میرا مال! میرا مال! حالانکہ تمہارے مال میں سے صرف وہی ہے جو تم نے صدقہ دیا اور آگے بھیج دیا، یا جو کھایا اور فنا کر دیا، یا جو پہنا اور پرانا کر دیا۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو تکاثر میں مشغول رہے، سخت وعید سنائی کہ جب وہ دیکھیں گے کہ ان کا تکاثر (دنیاوی بڑھاوا) فضول اور بے فائدہ ہو گیا، اور انہیں معلوم ہو گا کہ جس دنیا پر وہ فخر کرتے رہے وہ تو سراسر دھوکہ اور فریب تھی، اور ان کا تکاثر ان کے لیے وبال جان بن گیا، جیسا کہ ان کے جیسے لوگوں کے ساتھ ہوا، اور اللہ کی طرف سے وہ کچھ سامنے آگیا جس کا انہوں نے کبھی حساب نہ کیا تھا، اور ان کا تکاثر جو انہیں اللہ اور آخرت سے غافل کر گیا ان کے عذاب کا سب سے بڑا سبب بن گیا، پس وہ دنیا میں بھی اس تکاثر سے عذاب میں رہے، پھر برزخ میں بھی، اور پھر قیامت کے دن بھی اس سے عذاب پائیں گے، پس ان کا تکاثر ان کے لیے ہلاکت کا باعث بن گیا، اور وہ دنیا میں سب سے کم لوگوں میں سے ہو گئے، اور دنیا میں عزت کے باوجود آخرت میں سب سے نیچوں میں شمار ہوئے،

تو یہ کیسا تکاثر ہے جو سب سے بھاری بوجھ اور سب سے بڑی غربت کا سبب بنا،

اس کا مالک جب پردہ ہٹے گا تو کہے گا:

"يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي "[الفجر:24]کاش میں نے اپنی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا اور اللہ کی اطاعت میں عمل کیا ہوتا"رَبِّ ارْجِعُونِ ۞ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا"[المؤمنون:99،100]یہ ایک ایسی بات ہے جو وہ کہے گا مگر اس کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ واپسی مانگے گا مگر اسے جواب نہیں ملے گا۔

دیکھو! پہلے وہ "رب" کہہ کر اپنے رب سے فریاد کرے گا، پھر فرشتوں سے کہے گا جنہیں اس کے رب کے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا گیا"ارجعون" پھر واپسی کی وجہ بیان کرے گا کہ میں مال، عزت، طاقت، اسباب سب چھوڑ آیا ہوں اب واپس جاؤں تو نیک عمل کروں تو اس سے کہا جائے گا:"کلا" اب واپسی کا کوئی راستہ نہیں تمہیں جتنا وقت ملا تھا وہ کافی تھا"مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ"[فاطر:37]یعنی نصیحت لینے کا وقت تھا۔

اور چونکہ اللہ کریم اور رحیم ہے اس لیے وہ فریاد کرنے والے کی سنتا ہے اور مہلت دیتا ہے لیکن یہاں اس غافل کے سوال کو ایک بے حقیقت بات قرار دیا گیا کہ اس کی فطرت ہی ایسی ہے کہ اگر واپس بھیج دیا جائے تو بھی وہ نیک عمل نہ کرے یہ صرف زبان کی بات ہے دل میں کوئی حقیقت نہیں اور اگر واپس بھیج دیا جائے تو پھر وہی غلطیاں دہرائے گا جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

"وَلَوْ تَرَى إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۞ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ"[الأنعام:27،28]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:"كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ"اس کا جواب محذوف ہے جس کی طرف پچھلی آیات اشارہ کرتی ہیں یعنی اگر تمہارے پاس علم الیقین ہوتا تو تمہیں تکاثر غافل نہ کرتا یہ تکاثر اور اس سے غفلت اس لیے ہے کہ تمہارے پاس علم الیقین نہیں اور علم الیقین وہ علم ہے جو دل میں اس طرح راسخ ہو جائے کہ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہ رہے اگر یہ علم دل میں آ جائے تو اس کا اثر لازمی ہے صرف یہ جان لینا کہ کوئی چیز بری ہے یا اس کے

انجام برے ہیں کافی نہیں جب علم الیقین ہو تو اس سے بچنا لازمی ہو جاتا ہے اور جب "عین الیقین" (آنکھوں سے دیکھنا) ہو تو پھر اس سے بچنا اور بھی زیادہ لازم ہے جیسا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اہل بدر کے بارے میں کہا: "ہم اور وہ بدر کی طرف اپنے انجام کی طرف جا رہے تھے اگر انہیں علم الیقین ہوتا تو وہ نہ جاتے"

اور اللہ کا فرمان:

"كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ" کہا گیا: یہ علم کے وقوع کی تاکید ہے جیسے: "كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ" [النبأ:4،5] اور کہا گیا: پہلا علم موت کے وقت اور دوسرا قبر میں یہ حسن اور مقاتل کا قول ہے اور عطا نے ابن عباس سے بھی یہی نقل کیا۔

ابن قیم نے اس کو ترجیح دی کیونکہ اصول ہے کہ تاسیس (نیا معنی) تاکید پر مقدم ہے۔

ابن قیم نے کہا: "اس قول کی صحت پر کئی دلائل ہیں:

پہلا:

نیا فائدہ اور تاسیس اصل ہے اور یہاں یہ ممکن ہے اور معنی بھی عظیم ہے اور فصاحت میں بھی کوئی خلل نہیں

دوسرا:

"ثم" دونوں علموں کے درمیان زمانے اور مرتبے میں تاخیر کو ظاہر کرتی ہے

تیسرا:

یہ قول حقیقت کے مطابق ہے کیونکہ مرنے والا موت کے وقت حقیقت کو جان لیتا ہے پھر قبر میں اور اس کے بعد اسے ایک اور علم الیقین حاصل ہوتا ہے جو پہلے سے زیادہ ہے

چوتھا:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہاور دیگر سلف نے اس آیت سے عذاب قبر مراد لیا ترمذی نے روایت کیا: علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "ہم عذاب قبر میں شک کرتے تھے یہاں تک کہ 'ألهاكم التكاثر' نازل ہوئی" واحدی نے کہا: "كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ" کا مطلب ہے: قبر میں۔

پانچواں:

یہ اس کے بعد کے جملے سے بھی مطابقت رکھتا ہے "لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ" یہ دوسری رویت پہلی سے مختلف ہے پہلی مطلق دوسری "عین الیقین" کے ساتھ مقید پہلی پہلے دوسری اس کے بعد پھر سورت کے آخر میں قسم اور تاکید کے ساتھ نعمت کے سوال کا ذکر ہر انسان سے اس کی دنیا کی نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کیا وہ حلال سے حاصل کی اور کہاں خرچ کی

پہلا سوال

حصول کے بارے میں دوسرا خرچ کے بارے میں جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے عطاء بن ابی رباح، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن ابن آدم کے قدم نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا جائے:

اس کی عمر کہاں گزاری اس کی جوانی کہاں کھپائی اس کا مال کہاں سے کمایا کہاں خرچ کیا اور اس نے اپنے علم پر کیا عمل کیا"

اسی طرح ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن بندے کے قدم نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے اس کی عمر اور اس کے علم اور اس کے مال اور اس کے خرچ کے بارے میں نہ پوچھا جائے" ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے پہلے جس نعمت کے بارے میں بندے سے سوال ہو گا وہ یہ ہو گا: کیا ہم نے تمہیں صحت نہیں دی اور ٹھنڈا پانی نہیں پلایا؟"

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی "لتسألن يومئذ عن النعيم" تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کس نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا جبکہ ہمارے پاس صرف کھجور اور پانی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یقینا ایسا ہو گا" اور ابو ہریرہ نے بھی اسی طرح بیان کیا کہ ہمارے پاس صرف کھجور اور پانی تھا اور دشمن سامنے تھا اور تلواریں کندھوں پر تھیں آپ ﷺ نے فرمایا: "یقینا ایسا ہو گا" یعنی نعمت ہو گی یا اس سے مراد یہ ہے کہ اس نعمت کے بارے میں سوال ہو گا چاہے وہ کھجور اور پانی ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا کہ آپ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے رطب، گوشت اور ٹھنڈا پانی کھایا اور فرمایا: "یہ اس نعمت میں سے ہے جس کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہو گا" یعنی اس نعمت کے شکر اور حق کے بارے میں سوال ہو گا۔

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "قیامت کے دن بندے کو لایا جائے گا گویا وہ بکری کا بچہ ہے اللہ فرمائے گا: میں نے تمہیں دیا نعمتیں دیں کیا کیا؟ وہ کہے گا: یارب! میں نے جمع کیا اور بڑھایا اور سب چھوڑ کر آ گیا مجھے واپس بھیج میں سب لے آؤں اگر واپس بھیجا جائے تو کوئی خیر نہیں کرے گا اور اسے جہنم میں بھیج دیا جائے گا"

اور ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "قیامت کے دن بندے کو لایا جائے گا اللہ فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں سننے اور دیکھنے کی طاقت نہیں دی مال، اولاد، جانور، کھیت اور تمہیں سرداری دی کیا تمہیں یقین تھا کہ تم مجھ سے ملو گے؟ وہ کہے گا: نہیں اللہ فرمائے گا: آج میں بھی تمہیں بھول جاؤں گا جیسے تم نے مجھے بھلا دیا تھا" ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

بعض مفسرین نے کہا:

یہ خطاب صرف کفار کے لیے ہے اور وہی نعمت کے بارے میں پوچھے جائیں گے حسن اور مقاتل نے بھی یہی کہا واحدی نے بھی اسی کو اختیار کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ ابو ہیثم بن تیہان کے گھر میں جو کھانا کھایا اس کے بارے میں بھی سوال ہو گا؟ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "یہ صرف کفار کے لیے ہے" پھر یہ آیت پڑھی "وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ" [سبأ:17] واحدی نے کہا: ظاہر بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ پوری سورت مشرکین سے خطاب اور ان کے لیے وعید ہے اور معنی بھی یہی ہے کہ کفار نے نعمت کا حق ادا نہیں کیا بلکہ شرک کیا اور غیر اللہ کی عبادت کی اس لیے ان سے نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور شکر نہ کرنے پر عذاب ہو گا یہی مقاتل اور حسن کا قول ہے کہ "نعمت کے بارے میں صرف اہلِ جہنم سے سوال ہو گا"۔

میں کہتا ہوں:

نہ تو لفظ میں، نہ صحیح سنت میں، اور نہ ہی عقل کی دلیل میں کوئی ایسی بات ہے جو اس خطاب کو صرف کفار کے ساتھ خاص کرے۔ بلکہ ظاہرِ لفظ، صریح سنت اور عقلی اعتبار سب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ خطاب ہر اس شخص کے لیے عام ہے جسے "التکاثر" (دنیا میں بڑھ چڑھ کر آگے نکلنے کی دوڑ) نے غافل کر دیا ہو۔ اس خطاب کو صرف بعض لوگوں کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس پر نبی ﷺ کا وہ فرمان بھی دلیل ہے جو آپ نے اس سورت کی تلاوت کے وقت فرمایا: "ابن آدم کہتا ہے: میرا مال! میرا مال! حالانکہ تمہارے مال میں سے صرف وہی ہے جو تم نے صدقہ دیا اور آگے بھیج دیا، یا جو کھایا اور فنا کر دیا، یا جو پہنا اور پرانا کر دیا۔" (یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے) یہ کہنے والا کبھی مسلمان ہوتا ہے، کبھی کافر۔

اس پر وہ احادیث بھی دلالت کرتی ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں اور صحابہ نے نبی ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا اور سب نے اس خطاب کو عام سمجھا حتیٰ کہ انہوں نے کہا: "ہم کس نعمت کے بارے میں پوچھے جائیں گے، جبکہ ہمارے پاس صرف دو سیاہ چیزیں (کھجور اور پانی) ہیں؟" اگر خطاب صرف کفار کے لیے خاص ہوتا تو نبی ﷺ انہیں اس کی وضاحت کر دیتے اور فرماتے: "یہ تمہارے لیے نہیں، یہ کفار کے لیے ہے" مگر آپ ﷺ نے ان کے فہمِ عموم کو برقرار رکھا اور قرآن انہی پر نازل ہوا اور آپ ﷺ نے ان کے اس عمومی فہم پر انہیں برقرار رکھا۔

رہا وہ حدیث جس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے استدلال کیا گیا تو وہ حدیث صحیح نہیں بلکہ اس واقعے کی صحیح حدیث اس کے بطلان کی گواہ ہے اور ہم وہ حدیث اس کے الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں: صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "رسول اللہ ﷺ ایک دن یا ایک رات باہر نکلے تو آپ کو ابو بکر اور عمر ملے آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہیں گھروں سے کس چیز نے نکالا؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! بھوک آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے بھی وہی چیز نکال لائی اٹھو پھر وہ ایک انصاری کے گھر گئے وہ گھر میں نہ تھا اس کی بیوی نے کہا: خوش آمدید آپ ﷺ نے پوچھا: فلاں کہاں ہے؟ اس نے کہا: پانی لینے گیا ہے پھر وہ انصاری آیا اور کہا: آج میرے مہمانوں سے زیادہ عزت والا کوئی نہیں اس نے کھجوریں اور گوشت پیش کیا اور بکری ذبح کی سب نے کھایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت کے دن تم سے اس نعمت کے بارے میں سوال ہو گا تمہیں گھروں سے بھوک نے نکالا پھر تم اس نعمت

سے سیر ہو کر واپس گئے" (یہ حدیث صحیح ہے اور خطاب کے عموم پر صریح دلیل ہے کہ یہ صرف کفار کے ساتھ خاص نہیں)

اسی طرح عملی زندگی بھی اس کی تردید کرتی ہے کہ "التکاثر" کی غفلت مسلمانوں میں بھی بہت عام ہے بلکہ اکثر مسلمان اسی میں مبتلا ہیں اور قرآن کا خطاب ہر اس شخص کے لیے عام ہے جس تک وہ پہنچے۔ آخرت کی سعادت کے اسباب میں "التکاثر" وہ ہے جو اللہ اور اس کی نعمتوں کی یاد دلاتا ہے اور اس کا انجام دائمی کثرت اور نعمت ہے ایسا شخص جب کسی کو اپنے سے زیادہ نیک، علم والا یا عمل میں آگے دیکھتا ہے تو اسے پیچھے رہنا گوارا نہیں ہوتا اور اگر کسی نیکی میں پیچھے رہ جائے تو کسی اور نیکی میں آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے یہ تکاثر مذموم نہیں بلکہ یہ حقیقی مقابلہ اور خیرات میں سبقت ہے جیسا کہ اوس اور خزرج کے صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک دوسرے سے سبقت لیتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کا معاملہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ ابو بکر ہمیشہ آگے ہیں تو کہا: "اللہ کی قسم! اب میں کسی چیز میں تجھ سے سبقت نہیں کروں گا" دیکھو! اللہ نے جب انسان کو اس کی آخری منزل (موت) تک پہنچایا تو اسے "زائر" (مہمان) قرار دیا یعنی وہ قبروں میں مستقل رہنے والا نہیں بلکہ کچھ وقت کے لیے رکھا گیا ہے اور اس کے بعد آخرت کی اصل منزل ہے تو جب آخری منزل پر بھی وہ "زائر" ہے تو دنیا میں تو وہ اور بھی زیادہ مسافر ہے یعنی دنیا عبوری راستہ ہے اس کے بعد برزخ کی عارضی قیام گاہ اور پھر آخرت کی اصل منزل پس یہاں تین مرحلے ہیں: دنیا میں سفر، اس کے بعد قبروں کی عارضی زیارت اور پھر آخرت کا مستقل ٹھکانہ۔

ہاں، یعنی دنیا گزر گاہ ہے برزخ عارضی قیام اور آخرت اصل ٹھکانہ ہے۔ ابن جریر رحمہ اللہ نے فرمایا: "ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ" یعنی اللہ تعالیٰ تم سے دنیا کی نعمتوں کے بارے میں پوچھے گا کہ تم نے ان میں کیا کیا؟ کہاں سے حاصل کیا؟ کہاں خرچ کیا؟ اور ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

قتادہ نے کہا:

اللہ ہر بندے سے اس کی نعمتوں اور اس کے حق کے بارے میں سوال کرے گا اور اس نعمت کے دو قسم کے سوال ہیں: ایک وہ نعمت جو حلال طریقے سے لی اور حق میں خرچ کی تو اس کے شکر کے بارے میں

پوچھا جائے گا اور دوسری وہ نعمت جو ناجائز طریقے سے لی یا غلط جگہ خرچ کی تو اس کے حصول اور خرچ دونوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔[47] (8

---

[47] .1رواه البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب الحراسة في الغزو في سبيل الله، برقم(2886).

2.رواه البخاري، كتاب الرقائق، باب ما يتقى من فتنة المال، برقم (٦٤٣٦)، ومسلم، كتاب الزكاة، باب لو أن لابن آدم واديين لابتغى ثالثا، برقم(1048).

3.انظر: تاريخ الإسلام، للإمام الذهبي(18/76).

4.رواه البخاري، كتاب الطب، باب من اكتوى أو كوى غيره، وفضل من لم يكتو، برقم(5705)، ومسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، برقم(220).

5.رواه البخاري، كتاب الرقائق، باب ما يتقى من فتنة المال، برقم(6439)، ومسلم، كتاب الزكاة، باب لو أن لابن آدم واديين لابتغى ثالثا، برقم(1048).

6.رواه مسلم في أوائل كتاب الزهد والرقائق، برقم(2958)،والترمذي، أبواب الزهد عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في الزهادة في الدنيا، برقم (2342)، والنسائي، كتاب الوصايا، باب الكراهية في تأخير الوصية، برقم (3613)، وأحمد في المسند، برقم (16305).

7. رواه مسلم في أوائل كتاب الزهد والرقائق، برقم (2959).

8. رواه البخاري، كتاب الرقائق، باب سكرات الموت، برقم (6514)، ومسلم في أوائل كتاب الزهد والرقائق، برقم (2960).

9. رواه أحمد في المسند، برقم (12142)، ومسلم، كتاب الزكاة، باب كراهة الحرص على الدنيا، برقم (1047).

10. رواه ابن جرير في تفسيره "جامع البيان" (24/606)، ومسلم، كتاب الأشربة، باب جواز استتباعه غيره إلى دار من يثق برضاه بذلك، وبتحققه تحققا تاما، واستحباب الاجتماع على الطعام، برقم (2038).

11. رواه البخاري، كتاب الرقائق، باب لا عيش إلا عيش الآخرة، برقم (6412).

12. رواه أحمد في المسند، برقم (10378)، وقال محققوه: "إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير حماد بن سلمة، فمن رجال مسلم".

13. رواه الترمذي، أبواب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ومن سورة ألهاكم التكاثر، برقم (3358)، وابن حبان في صحيحه، برقم (7364)، وصححه الألباني في صحيح الجامع، برقم (2022).

14. رواه البزار في مسنده، برقم (2640)، والطبراني في الأوسط، برقم (4710)، وصححه الألباني في صحيح الجامع، برقم (7301).

15. رواه البخاري، كتاب الصلاة، باب إذا صلى في ثوب له أعلام ونظر إلى علمها، برقم (373)، ومسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب كراهة الصلاة في ثوب له أعلام، برقم (556).

16. الفوائد لابن القيم (ص:30).

17. المصدر السابق.

18. المصدر السابق.

19. عدة الصابرين وذخيرة الشاكرين (ص:183).

20. المصدر السابق.

21. المصدر السابق (ص:183،184).

22. المصدر السابق (ص: 184-188).

23. رواه الترمذي، أبواب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ومن سورة ألهاكم التكاثر، برقم (3355).

24. رواه الطبراني في المعجم الكبير، برقم (9772)، وصححه الألباني بشواهده في السلسلة الصحيحة، برقم (946).

25. رواه الترمذي، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب في القيامة، برقم

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(2417)، والبزار في مسنده، برقم (1435).

26. رواه الترمذي، أبواب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ومن سورة ألهاكم التكاثر، برقم (3358)، وصححه الألباني في صحيح الجامع، برقم (2022).

27. رواه الترمذي، أبواب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ومن سورة ألهاكم التكاثر، برقم (3356).

28. رواه الترمذي، أبواب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ومن سورة ألهاكم التكاثر، برقم (3357)، وأحمد في المسند، برقم (1405)، وقال محققوه: "إسناده حسن".

29. رواه أحمد في المسند، برقم (١٤٦٣٧)، وقال محققوه: "إسناده صحيح على شرط مسلم"، وصححه الألباني في التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان، برقم (3402).

30. رواه الترمذي، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في العرض، برقم (2427)، وضعفه الألباني في ضعيف الجامع، برقم (6413).

31. رواه الترمذي، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في العرض، برقم (٢٤٢٨)، وصححه الألباني في صحيح الجامع، برقم (7997).

32. عدة الصابرين (ص:188-190).

33. رواه مسلم في أوائل كتاب الزهد والرقائق، برقم (2958).

34. رواه مسلم، كتاب الأشربة، باب جواز استتباعه غيره إلى دار من يثق برضاه بذلك، وبتحققه تحققا تاما، واستحباب الاجتماع على الطعام، برقم (2038).

35. رواه أبو داود، كتاب الزكاة، باب في الرخصة في ذلك، برقم (1678)، والحاكم في المستدرك، برقم (1510)، وقال: "هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه"، وقال الألباني: "إسناده حسن، وهو على شرط مسلم"، صحيح أبي داود، برقم (1473).

36. عدة الصابرين (ص: 188-194).

37. إغاثة اللهفان من مصايد الشيطان (1/84).

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

سورۃ التکاثر کے بعض نکات

1) الھیٰ یلھی کے معنی ہیں، غافل کر دینا۔ تکاثر، زیادتی کی خواہش۔ یہ یہ عام ہے، مال، اولاد، اعوان و انصار اور خاندان و قبیلہ وغیرہ سب کو شامل ہے۔ ہر وہ چیز، جس کی کثرت انسان کو محبوب ہو اور کثرت کے حصول کی کوشش و خواش اسے اللہ کے احکام اور آخرت سے غافل کر دے۔ یہاں اللہ تعالیٰ انسان کی اس کمزوری کو بیان کر رہا ہے۔ جس میں انسانوں کی اکثریت ہر دور میں مبتلا رہی ہے۔

2) اس کا مطلب ہے کہ حصول کی خاطر محنت کرتے کرتے تمہیں موت آگئی اور تم قبروں میں جا پہنچے۔

3) یعنی تم جن تکاثر و تفاخر میں ہو، یہ صحیح نہیں۔

4) اس کا انجام عنقریب تم جان لو گے، یہ بطور تاکید دو مرتبہ فرمایا۔

5) مطلب یہ ہے کہ اگر تم اس غفلت کا انجام اسطرح یقینی طور پر جان لو جس طرح دنیا کی کسی دیکھی بھالی چیز کا تم یقین کرتے ہو تو تم یقیناً تکاثر و تفاخر میں مبتلا نہ ہو۔

6) یہ قسم مخذوف کا جواب ہے یعنی اللہ کی قسم تم جہنم ضرور دیکھو گے یعنی اس کی سزا بھگتو گے

7) پہلا دیکھنا دور سے ہو گا یہ دیکھنا قریب سے ہو گا، اسی لیے اسے عین الیقین (جس کا یقین مشاہدہ عین سے حاصل ہو) کہا گیا۔

8) یہ سوال ان نعمتوں کے بارے میں ہو گا، جو اللہ نے دنیا میں عطا کی ہوں گی جیسے آنکھ، کان، دل، دماغ، امن اور صحت، مال و دولت اور اولاد وغیرہ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ سوال صرف کافروں سے ہو گا بعض کہتے ہیں کہ ہر ایک سے ہو گا۔ بعض سوال مستلزم عذاب نہیں۔ جنہوں نے ان نعمتوں کا استعمال اللہ کے حکم کے مطابق کیا ہو گا وہ عذاب سے محفوظ ہوں گے اور جنہوں نے کفران نعمت کا ارتکاب کیا ہو گا وہ دھر لیے جائیں گے۔

9)

(سورۃ العصر) تفسیر ابن کثیر سے بعض نکات

امام حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: سورۃ العصر کی تفسیر، اور یہ مکی سورت ہے

ذکر کیا گیا ہے کہ عمرو بن العاص مسیلمہ کذاب کے پاس وفد کے طور پر گیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو چکے تھے اور عمرو ابھی ایمان نہیں لایا تھا۔

مسیلمہ نے اس سے پوچھا: تمہارے صاحب (یعنی محمد ﷺ) پر اس مدت میں کیا نازل ہوا؟ عمرو نے کہا: ان پر ایک مختصر اور بلیغ سورت نازل ہوئی ہے۔ مسیلمہ نے کہا: وہ کیا ہے؟ عمرو نے کہا:

"وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ"

تو مسیلمہ نے تھوڑی دیر سوچا اور کہا: مجھ پر بھی ایسی ہی سورت نازل ہوئی ہے۔ عمرو نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ مسیلمہ نے کہا: "یاوبر یاوبر، انما أنت أذنان وصدر، وسائرك حفر نقر" پھر پوچھا: عمرو! تمہاری کیا رائے ہے؟ عمرو نے کہا: اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ میں جانتا ہوں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔

ابو بکر الخرائطی نے اپنی کتاب "مساوئ الأخلاق" کے دوسرے حصے میں اس جیسی یا قریب المعنی روایت سند کے ساتھ بیان کی ہے۔ "الوبر" ایک جانور ہے جو بلی سے مشابہ ہے، اس کا سب سے بڑا حصہ اس کے کان اور سینہ ہیں، باقی بدن بدصورت ہے۔ مسیلمہ نے اس قسم کے ہذیان سے قرآن کا مقابلہ کرنا چاہا، لیکن وہ اس زمانے کے بت پرست کو بھی قائل نہ کر سکا۔

طبرانی نے عبد اللہ بن حفص سے روایت کیا: صحابہ میں سے دو جب بھی ملتے، تو ایک دوسرے کو سورۃ العصر سنائے بغیر جدا نہ ہوتے، پھر ایک دوسرے کو سلام کرتے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: "اگر لوگ اس سورت پر غور کریں تو یہ ان کے لیے کافی ہے۔"

تفسیر ابن العثیمین

اللہ عزو جل فرماتا ہے: "زمانے کی قسم (1) بے شک انسان خسارے میں ہے" (العصر: 1-2)، تو "عصر" سے کیا مراد ہے؟

کہا گیا:

"عصر" سے مراد دن کا آخری حصہ ہے؛ کیونکہ دن کا آخری حصہ افضل ہوتا ہے، اور نمازِ عصر کو "صلاۃ الوسطی" کہا جاتا ہے؛ یعنی سب سے افضل، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسی نام سے پکارا۔

اور کہا گیا: "عصر" سے مراد زمانہ ہے، اور یہی زیادہ صحیح ہے کہ "عصر" سے مراد زمانہ ہے۔ اللہ نے اس کی قسم کھائی اس لیے کہ اس میں حالات کے اختلاف، معاملات کے اتار چڑھاؤ، اور لوگوں کے درمیان دنوں کی گردش واقع ہوتی ہے، اور اس کے علاوہ بھی وہ سب کچھ جو موجودہ زمانے میں دیکھا جاتا ہے اور گزشتہ زمانوں کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ پس "عصر" وہ زمانہ ہے جس میں مخلوق زندگی گزارتی ہے، اور اس کے اوقات مختلف ہوتے ہیں: سختی اور آسانی، جنگ اور امن، صحت اور بیماری، نیک عمل اور برے عمل، اور اس کے علاوہ وہ سب کچھ جو سب کے لیے معلوم ہے۔

اللہ نے اس کی قسم کس چیز پر کھائی؟ اس کے اس فرمان پر: "بے شک انسان خسارے میں ہے"، اور یہاں انسان عام ہے؛ کیونکہ اس سے مراد جنس ہے، اور اس بات کی علامت کہ "انسان" سے عموم مراد ہے یہ ہے کہ اس کی جگہ "ہر" کا لفظ رکھا جاسکتا ہے، یعنی اگر کہا جائے: "ہر انسان خسارے میں ہے" تو یہی معنی ہوگا۔

اور آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ نے قسم کھا کر انسان کے حال پر خبر دی کہ وہ خسارے میں ہے؛ یعنی نقصان اور کمی میں، اپنے تمام احوال میں دنیا اور آخرت میں، سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا۔

اور یہ جملہ تین تاکیدوں کے ساتھ آیا ہے: پہلی قسم، دوسری "إنّ"، اور تیسری لام۔ اور فرمایا: "لَفِي خُسْرٍ" تاکہ یہ "لَخَاسِرٌ" سے زیادہ بلیغ ہو؛ کیونکہ "فی" کا معنی ظرفیت ہے، گویا انسان خسارے میں ڈوبا ہوا ہے اور خسارہ اسے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

"سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی" (العصر: 3)، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا جو ان چار صفات سے متصف ہیں:

پہلی صفت: ایمان، جس میں کوئی شک اور تردد نہ ہو — کس پر؟ ان چیزوں پر جنہیں رسول صلی اللہ علیہ

وسلم نے بیان فرمایا جب جبریل نے آپ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: "یہ کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر ایمان لاؤ، اور تقدیر پر ایمان لاؤ اس کے خیر اور شر سمیت"۔

اور اس حدیث کی شرح طویل ہے، اگر ہم اس پر یہاں گفتگو کریں، لیکن ہم اس پر کئی مقامات پر بات کر چکے ہیں۔ پس جو لوگ ان چھ اصولوں پر ایمان رکھتے ہیں وہ مومن ہیں، لیکن لازم ہے کہ یہ ایمان ایسا ہو جس میں کوئی شک اور تردد نہ ہو؛ یعنی تم ان چیزوں پر اس طرح ایمان رکھو گویا تم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔

اور اس مقام پر لوگ تین قسموں میں ہیں:

- ❖ پہلی قسم: خالص مومن، جس کا ایمان بغیر کسی شک اور تردد کے ہو۔
- ❖ دوسری قسم: کافر، انکار کرنے والا۔
- ❖ تیسری قسم: شک میں پڑا ہوا۔

تو ان تینوں میں سے نجات پانے والا کون ہے؟ نجات پانے والا پہلی قسم ہے، جو بغیر تردد کے ایمان رکھتا ہے، اللہ پر ایمان رکھتا ہے: اس کے وجود پر، اس کے ناموں پر، اس کی صفات پر، اس کی الوہیت اور ربوبیت پر، اور دیگر ان صفات پر جو رب جل وعلا کے بارے میں معلوم ہیں۔

اور فرشتوں پر ایمان رکھتا ہے، جو ایک غیبی مخلوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں نور سے پیدا کیا اور انہیں مختلف کاموں پر مامور کیا، جن میں سے کچھ ہمیں معلوم ہیں اور کچھ معلوم نہیں۔ پس جبریل علیہ السلام وحی پر مامور ہیں، وہ اللہ کی طرف سے انبیاء اور رسولوں تک وحی لاتے ہیں، اور میکائیل بارش اور نباتات پر مامور ہیں، یعنی اللہ نے انہیں بارش اور اس سے متعلق امور اور نباتات پر مقرر کیا ہے، اور اسرافیل صور پھونکنے پر مامور ہیں، اور مالک جہنم پر، اور رضوان جنت پر مامور ہیں، اور بعض فرشتے ایسے ہیں جن کے نہ ہم نام جانتے ہیں اور نہ ان کے کام، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث میں آیا ہے کہ "آسمان میں چار انگلیوں کی جگہ بھی ایسی نہیں مگر وہاں کوئی فرشتہ کھڑا، رکوع یا سجدہ میں اللہ کی عبادت کر رہا ہے"۔

اسی طرح ہم ان کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں جو اللہ نے رسولوں پر نازل کیں، اور ہم رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں؛

جن کا ذکر اللہ نے کیا ہم ان پر تفصیلاً ایمان رکھتے ہیں، اور جن کا ذکر نہیں کیا ہم ان پر اجمالاً ایمان رکھتے ہیں؛ کیونکہ اللہ نے تمام رسولوں کے حالات بیان نہیں کیے، جیسا کہ فرمایا: "ان میں سے کچھ کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کیے اور کچھ کے نہیں کیے" (غافر:78)

اور آخرت کا دن وہ دن ہے جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے، جب لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے جزا کے لیے "ننگے پاؤں، ننگے بدن، غیر مختون، اور خالی ہاتھ"؛ "ننگے پاؤں" یعنی جن کے پاؤں میں جوتے نہیں ہوں گے، "ننگے بدن" یعنی جن کے پاس کپڑے نہیں ہوں گے، "غُرْل" یعنی جن کا ختنہ نہیں ہوا ہوگا، اور "بُهْم" یعنی جن کے پاس کوئی مال نہیں ہوگا۔ وہ اسی حالت میں جمع کیے جائیں گے۔

اور جب نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے بتایا کہ وہ ننگے ہوں گے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ! مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: "معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا" یعنی اس سے کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھیں؛ کیونکہ ہر شخص اپنے حال میں مشغول ہوگا۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کہا: اور آخرت کے دن پر ایمان میں یہ بھی شامل ہے کہ ہر اس چیز پر ایمان رکھا جائے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے بعد کے بارے میں خبر دی، پس لازم ہے کہ تم عذابِ قبر پر ایمان رکھو؛ یعنی اس آزمائش پر جو میت کو دفن کے بعد پیش آتی ہے جب اس کے ساتھی واپس چلے جاتے ہیں، تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے اس کے رب، اس کے دین اور اس کے نبی کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

اور یہ بھی ایمان رکھو کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا؛ یعنی اس میں یا تو عذاب ہے یا ثواب۔ اور یہ بھی ایمان رکھو جنت اور جہنم پر، اور ہر وہ چیز جو آخرت سے متعلق ہے، وہ اس قول میں داخل ہے: اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانا۔

اور تقدیر سے مراد اللہ کا ہر چیز کو مقدر کرنا ہے؛ یعنی لازم ہے کہ تم ایمان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو مقدر کیا ہے، جیسا کہ: "اللہ نے قلم کو پیدا کیا اور اس سے کہا: لکھ۔ اس نے کہا: کیا لکھوں؟ فرمایا: قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے لکھ"۔ تو اس وقت جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب لکھ دیا گیا۔

پس "جو ایمان لائے" میں ایمان سے مراد کیا ہے؟ ان چھ اصولوں پر ایمان جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان

فرمائے۔

اور "نیک عمل کیے" کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے نیک اعمال کیے جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، صلہ رحمی، اور دیگر اعمال؛ وہ صرف دل کے ایمان پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ عمل بھی کرتے ہیں۔

اور "صالحات" وہ اعمال ہیں جن میں دو چیزیں ہوں: پہلی اخلاص للہ، اور دوسری رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع؛ کیونکہ اگر عمل خالص اللہ کے لیے نہ ہو تو وہ مردود ہے، جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے: "میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں"۔

پس اگر تم لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھو، یا صدقہ کرو، یا علم حاصل کرو، یا صلہ رحمی کرو، تو یہ عمل مردود ہے اگرچہ بظاہر نیک ہو۔

اسی طرح اتباع: اگر تم نے کوئی ایسا عمل کیا جو رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے نہیں کیا اور اسے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا، اگرچہ تم مخلص ہو، تب بھی وہ قبول نہیں ہوگا؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین کے مطابق نہیں تو وہ مردود ہے"۔

پس عمل صالح وہ ہے جو دو اوصاف کو جمع کرے: اخلاص للہ، اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع۔

"اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی" یعنی وہ ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے ہیں، اور حق سے مراد شریعت ہے؛ یعنی جب کوئی کسی کو واجب میں کوتاہی کرتے دیکھتا ہے تو اسے نصیحت کرتا ہے: اے بھائی! اپنا فائدہ کرو، واجب ادا کرو۔ اور اگر اسے حرام کام کرتے دیکھتا ہے تو کہتا ہے: اے بھائی! حرام سے بچو۔ پس وہ صرف اپنی اصلاح پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ دوسروں کی بھی اصلاح کرتے ہیں۔

"اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی" اور صبر کا معنی ہے نفس کو اس چیز سے روکنا جو مناسب نہیں، اور علماء نے اسے تین قسموں میں تقسیم کیا ہے: اللہ کی اطاعت پر صبر، اللہ کی نافرمانی سے صبر، اور اللہ کی تقدیر پر صبر۔

اطاعت پر صبر: بہت سے لوگ نمازِ جماعت میں سستی کرتے ہیں، مسجد نہیں جاتے، کہتے ہیں گھر میں پڑھ لیں گے؛ ہم کہتے ہیں: اپنے نفس کو روکو، اسے پابند کرو کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

اسی طرح بعض لوگ زکوٰۃ کی کثرت دیکھ کر بخل کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں: اپنے نفس کو مجبور کرو کہ زکوٰۃ ادا کرے۔

اسی طرح باقی عبادات میں بھی، کیونکہ عبادات اکثر لوگوں پر بھاری ہوتی ہیں، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "اور بے شک یہ بھاری ہے مگر خشوع کرنے والوں پر نہیں" (البقرہ:45)

اسی طرح معصیت سے صبر: بعض لوگ حرام کمائیوں کی طرف مائل ہوتے ہیں، جیسے سود، دھوکہ، جھوٹ وغیرہ؛ ہم کہتے ہیں: اپنے نفس کو روکو، حرام سے بچو۔

اور بعض لوگ عورتوں کی طرف نظر ڈالنے میں مبتلا ہوتے ہیں، ہم کہتے ہیں: اپنے نفس کو روکو۔

اور تقدیر پر صبر:

انسان بیمار ہوتا ہے، مال کا نقصان ہوتا ہے، پیاروں کا انتقال ہوتا ہے، تو وہ گھبرا جاتا ہے؛ ہم کہتے ہیں: صبر کرو، یہ اللہ کا فیصلہ ہے، جزع و فزع کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

پس صبر کی تین قسمیں ہیں: اطاعت پر، معصیت سے، اور تقدیر پر۔

اور یہ لوگوں کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے: بعض کے لیے اطاعت مشکل ہوتی ہے، بعض کے لیے معصیت چھوڑنا مشکل ہوتا ہے، اور بعض کے لیے مصیبت پر صبر مشکل ہوتا ہے، یہاں تک کہ بعض لوگ دین سے پھر جاتے ہیں — اللہ کی پناہ۔

پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ نے قسم، "إِنَّ"، اور لام کے ساتھ تاکید کی کہ تمام انسان خسارے میں ہیں، بلکہ خسارے میں گھرے ہوئے ہیں، سوائے ان کے جو ان چار صفات سے متصف ہوں: ایمان، عمل صالح، حق کی وصیت، اور صبر کی وصیت۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر اللہ اپنے بندوں پر صرف یہی سورت نازل کرتا تو ان کے لیے کافی ہوتی؛ یعنی نصیحت کے اعتبار سے کافی ہوتی، تشریع کے اعتبار سے نہیں، کیونکہ اس میں احکام کی تفصیل نہیں، لیکن نصیحت کے لیے کافی ہے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو کامیاب اور نجات پانے والوں میں شامل فرمائے۔ (طویل

اقتباس ختم ہوا تفسیر ابن عثیمین سے)

(تفسیر) أضواء البیان

"بے شک انسان خسارے میں ہے" یہ قسم کا جواب ہے، اور "خسر" کے معنی کے بارے میں کہا گیا ہے: نقصان، کہا گیا: کمی، کہا گیا: سزا، کہا گیا: ہلاکت، اور یہ سب معانی قریب قریب ہیں۔

اور خسر اور خسران کی اصل، کفر اور کفران کی طرح، اصل سرمایہ میں کمی ہے۔ اور یہاں خسارے کی نوعیت کو بیان نہیں کیا بلکہ مطلق رکھا تاکہ عموم شامل ہو جائے، اور ظرفیت کا حرف لایا تاکہ یہ بتائے کہ انسان خسارے میں ڈوبا ہوا ہے اور وہ اسے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

اور اگر ہم دو چیزوں کو دیکھیں: مستثنیٰ اور اس سے پہلے والی سورت، تو یہ عموم واضح ہو جاتا ہے؛ کیونکہ مستثنیٰ کا مفہوم چار امور کو شامل ہے:

- ❖ ایمان کا نہ ہونا (جو کفر ہے)،
- ❖ عمل صالح کا نہ ہونا (جو عمل فاسد ہے)،
- ❖ حق کی وصیت نہ کرنا (یا بالکل نہ کرنا یا باطل کی وصیت کرنا)،

اور صبر کی وصیت نہ کرنا (یا بالکل نہ کرنا یا گھبراہٹ اور بے صبری اختیار کرنا)۔

اور اس سے پہلے والی سورت میں انسان کا مال اور اولاد میں تکاثر کے ذریعے مشغول ہونا ہے، غرض یہ کہ وہ اس میں بڑھنا چاہتا ہے، اور اس کا الٹ مال اور اولاد کا ضائع ہونا ہے، جو خسارہ ہے۔

پس اس بنا پر خسارہ دین میں بھی ہوتا ہے ایمان کے اعتبار سے (کفر کی وجہ سے)، اور اسلام میں بھی (عمل کے چھوڑنے کی وجہ سے)، اگرچہ اصطلاح میں ایمان اس کو بھی شامل ہوتا ہے، اور باطل میں مشغول ہونا اور حق کو چھوڑ دینا، اور گھبراہٹ و بے صبری میں مبتلا ہونا۔

اور اس کے نتیجے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنا، جس میں بندے کی مصلحت، کامیابی اور اس کے دین و دنیا کی اصلاح ہے۔ اور ان سب پر قرآن میں دلائل موجود ہیں، جنہیں ہم اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں:

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

پس کفر کے ذریعے خسارہ، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا اور تم یقیناً خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے" (الزمر:65)

اور اس کا فرمان:

"بے شک وہ لوگ خسارے میں پڑ گئے جنہوں نے اللہ سے ملاقات کو جھٹلایا"

یعنی اس لیے کہ انہوں نے اس ملاقات کے لیے عمل نہیں کیا اور اپنا معاملہ دنیا کی زندگی تک محدود رکھا، پس انہوں نے اپنے آپ کو اور آخرت میں اپنے حصے کو ضائع کر دیا۔

اور عمل چھوڑنے کے ذریعے خسارہ، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"اور جس کے ترازو ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا" (الأعراف: 9)

کیونکہ ترازو اعمال کے پیمانے ہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا:

"پس جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا" (الزلزلہ:7)

اور اسی کی مثل:

"اور جو اللہ کے سوا شیطان کو دوست بنائے تو وہ کھلے خسارے میں پڑ گیا" (النساء:119)

کیونکہ وہ شیطان کے گروہ میں شامل ہو گا:

"خبردار! بے شک شیطان کا گروہ ہی خسارہ پانے والا ہے" (المجادلۃ:19)

یعنی اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کرنے کی وجہ سے۔

اور حق کی وصیت چھوڑنے کے ذریعے خسارہ، کیونکہ حق کے بعد گمراہی کے سوا کچھ نہیں، اور حق مکمل اسلام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا" (آل عمران:85)

اور صبر کی وصیت چھوڑنے اور گھبراہٹ و بے صبری میں پڑنے کے ذریعے خسارہ، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ کی عبادت کنارے پر کرتے ہیں، اگر اسے کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو اس سے مطمئن ہو جاتا ہے، اور اگر اسے کوئی آزمائش پہنچتی ہے تو منہ کے بل پلٹ جاتا ہے، اس نے دنیا اور آخرت دونوں کو کھو دیا، یہی کھلا خسارہ ہے" (الحج: 11) اقتباس ختم

سورۃ العصر کی تفسیر

یہ سورت العصر ہے، جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ مکی سورت ہے، یہ جمہور کا قول ہے، اور بعض سلف جیسے قتادہ اور مقاتل نے کہا کہ یہ مدنی ہے۔

اس سورت کا موضوع صرف ایک ہے:

اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے خسارے کا ذکر کیا سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا یعنی: "الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ" یہ اثر جو عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے وہ مکہ میں تھے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔

وہ زمانہ جس میں بنی آدم کی حرکات (نیکی و بدی) واقع ہوتی ہیں۔ مالک نے زید بن اسلم سے نقل کیا: یہ "عشی" (دوپہر کے بعد شام تک کا وقت) ہے، لیکن مشہور پہلا قول ہے۔

سورۃ العصر (تفسیر السعدی)

1) ایمان بغیر علم کے نہیں ہو سکتا، ایمان علم کی شاخ ہے اور اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

2) سورت کے پہلے دو امور سے انسان اپنی ذات کو مکمل کرتا ہے، اور آخری دو سے دوسروں کو مکمل کرتا ہے، اور ان چاروں کی تکمیل سے انسان خسارے سے بچ جاتا ہے اور عظیم کامیابی حاصل کرتا ہے۔

ابن کثیر کہتے ہیں:

"العصر: وہ زمانہ جس میں بنی آدم کی حرکات واقع ہوتی ہیں" یعنی یہ ایک ظرف ہے، اور اس سے مراد "دھر" (زمانہ) ہے، یعنی زمانہ مطلق، اسے مخصوص وقت کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا۔

بعض نے کہا:

"العصر" سے مراد سال ہے، اور سال کو بھی "دھر" کہا جاتا ہے، لیکن قسم "عصر" کی اس لیے ہے کہ یہ زمانہ ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے کہا اگر ہم اس کو مقسم علیہ (جس پر قسم کھائی گئی) کے ساتھ جوڑنا چاہیں تو"إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ"یعنی انسان خسارے میں ہے اس کا تعلق زمانے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ایک "رأس المال" (سرمایہ) دیا ہے اور وہ اس کی سانسیں ہیں اور اسے حکم دیا کہ وہ اس سے تجارت کرے یہاں تک کہ اپنے رب سے جا ملے کچھ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں نیک اعمال کرتے ہیں اور جنت میں داخل ہوتے ہیں کچھ لوگ اسے ضائع کرتے ہیں اور جہنم میں جاتے ہیں اور جنت والے جہنمیوں کے مکانات کے وارث ہوں گے اور جہنمی جنتیوں کے یہ سب سے بڑا "تغابن" ہے۔

1- ﴿زمانے کی قسم (1) بے شک انسان خسارے میں ہے (2) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی﴾

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر لوگ اس سورت میں غور کر لیں تو یہ ان کے لیے کافی ہو جائے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ مراتب چار ہیں، جن کے مکمل ہونے سے انسان کو کمال حاصل ہوتا ہے:

1) پہلا: حق کی معرفت۔
2) دوسرا: اس پر عمل۔
3) تیسرا: اسے اس شخص کو سکھانا جو نہیں جانتا۔
4) چوتھا: اس کے سیکھنے، اس پر عمل کرنے اور اسے سکھانے پر صبر کرنا۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ان چاروں مراتب کا ذکر فرمایا۔[ابن القیم: 3/365]

2) ﴿سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی﴾

3) "الصالحات" میں "ال" جنس کے لیے ہے جس سے استغراق مراد ہے؛ یعنی انہوں نے تمام نیک اعمال کیے جن کا انہیں دین میں حکم دیا گیا تھا۔ اور نیک اعمال میں برائیوں کو چھوڑنا بھی شامل ہے۔[ابن عاشور: 30/532]

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

﴿سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی﴾

پہلے دو امور سے انسان اپنی اصلاح کرتا ہے، اور آخری دو امور سے دوسروں کی اصلاح کرتا ہے، اور ان چاروں کی تکمیل سے انسان خسارے سے بچ جاتا ہے اور عظیم کامیابی حاصل کرتا ہے۔[السعدی:934]

4) ﴿اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی﴾

یعنی مصیبتوں، تقدیروں، اور ان لوگوں کی اذیت پر صبر کرنا جو انہیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی وجہ سے تکلیف دیتے ہیں۔[ابن کثیر:4/551]

ابن کثیر کہتے ہیں:

"العصر وہ زمانہ ہے جس میں بنی آدم کی حرکات واقع ہوتی ہیں "اگر ہم کہیں کہ یہ "دھر" ہے تو اس میں عبرتیں، رات دن کا آنا جانا، اندھیرا اور روشنی اللہ کی قدرت کی دلیل ہے یہی وہ زمانہ ہے جس میں لوگ عمل کرتے ہیں کوئی اللہ کے قریب ہوتا ہے کوئی غافل رہتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ دھوکے میں ہیں: صحت اور فراغت "اسی اعتبار سے۔

کچھ نے اسے خاص معنی میں لیا: یعنی "عشی" جیسا کہ زید بن اسلم سے نقل کیا اور قتادہ و حسن نے بھی یہی کہا "عشی" وہ وقت ہے جو عصر کے بعد غروب تک ہے یا زوال کے بعد غروب تک اسی لیے "صلاتین "(ظہر و عصر) کو "صلاتی العشی" کہا جاتا ہے۔

ابن جریر نے دونوں کو جمع کیا یہ اچھا قول ہے کہ "عصر" زمانہ بھی ہے اور مخصوص وقت بھی اور یہ وقت عظیم ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى"[البقرۃ:238]اور یہ "صلاۃ العصر" ہے۔

اسی طرح اللہ نے فرمایا: "تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ"[المائدۃ:106]اور ترجیح یہ ہے کہ اس سے مراد "صلاۃ العصر" ہے کیونکہ عصر کے بعد قسم اور قسم کی عظمت ہے۔

اسی طرح حدیث میں ہے کہ جو شخص عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے اس کی بڑی وعید ہے پس "عصر"

کا وقت عام او قات سے مختلف ہے اور یہ بھی قسم میں شامل ہے اللہ بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر قسم کھائی: "إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ "یعنی انسان نقصان اور ہلاکت میں ہے "إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ "یعنی ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا جو دل سے ایمان لائے اور بدن سے نیک عمل کیے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: "إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ "یعنی "خسارہ اور ہلاکت میں "بعض نے کہا: "شر میں "جیسا کہ ابن زید نے کہا بعض نے کہا: "عقوبت میں "اصل میں "خسران "نقصان اور اصل سرمایہ کے زیاں کو کہتے ہیں یہ لفظ تجارت میں استعمال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو مختلف مقامات پر استعمال کیا جیسے: "أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَى فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ "[البقرۃ:16] "إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ" [التوبة:111] "فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ" [التوبة:111] "ذَلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ "[التغابن:9] "غبن" بھی تجارت میں نقصان کو کہتے ہیں تو یہ سب اللہ کے ساتھ معاملے میں بیان ہوا ہے۔ اسی طرح "خسارہ "نقصان کو کہتے ہیں اگر انسان نے سو کی چیز خریدی اور پچاس میں بیچ دی تو نقصان ہوا یا سو کی چیز خریدی اور وہ ضائع ہو گئی تو بھی نقصان ہوا یعنی اصل سرمایہ بھی گیا تو دنیا میں لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں اگر وہ اللہ کے لیے نہ ہو تو وہ نقصان میں ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی سانسیں، وقت اور دولت اللہ کی رضا کے بجائے کسی اور میں ضائع کر دی اور اگر وہ جان لیتے کہ ہر لمحہ تسبیح، تہلیل، تکبیر یا کسی نیک عمل میں لگا سکتے ہیں تو وہ ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتے اسی لیے بعض سلف جب کوئی ان کا وقت ضائع کرتا تو کہتا: "سورج کو روک لو "یعنی وقت اتنا قیمتی ہے کہ ہر لمحہ اللہ کی یاد یا نیکی میں لگایا جا سکتا ہے۔

"وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ "یعنی نیکیوں پر عمل کرنا اور برائیوں سے بچنا۔ "وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ "یعنی مصیبتوں، تقدیر اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والوں کی ایذا پر صبر کرنا۔ یہ سورۃ العصر کی تفسیر کا اختتام ہے اور اللہ ہی کے لیے حمد و شکر ہے۔

"إِنَّ الْإِنسَانَ "یعنی انسان کی جنس یہ قرآن میں بہت جگہ آیا ہے جیسے:

"إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝ إِلَّا الْمُصَلِّينَ "[المعارج:19-22] اس کی نظائر بہت ہیں تو مراد انسان کی جنس ہے۔

پھر اللہ نے ان لوگوں کی صفات بیان کیں جنہیں خسارے سے مستثنیٰ کیا"إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ"یعنی ایمان اور عمل دونوں ضروری ہیں اور تیسری صفت "تواصی بالحق"یعنی صرف ایمان کافی نہیں بلکہ عمل بھی لازم ہے اور پھر حق کی تلقین بھی۔

اور "تواصی" تفاعل کے باب سے ماخوذ ہے،اور اصل میں یہ دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان ہوتا ہے۔ حق چونکہ بھاری چیز ہے،اس لیے اس پر عمل کے لیے تواصی(ایک دوسرے کو نصیحت)اور عمل کی پاسداری ضروری ہے،اور یہ کہ لوگ ایک دوسرے کو سیدھا کریں،ایک دوسرے کو نصیحت کریں،ایک دوسرے کی کمی کو پورا کریں۔

اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی شامل ہے،تواصی بالحق ضروری ہے،اور انسان اس وقت تک ایمان کو مکمل نہیں کرتا جب تک اس میں یہ وصف نہ ہو؛اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ"[آل عمران:110]پس اللہ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ایمان باللہ پر مقدم کیا کیونکہ یہ اس امت کی سب سے بڑی خصوصیات اور امتیازات میں سے ہے۔

اور جب اہل کتاب کا ذکر کیا تو فرمایا:

"لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۝ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ"[آل عمران:113-114]

تو یہاں ایمان پہلے ذکر کیا، پھر امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ وہ بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں لیکن یہ ان کی سب سے بڑی خصوصیت نہیں، جبکہ اس امت کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے اس لیے اسے ایمان پر مقدم کیا کیونکہ ایمان میں تو سب شریک ہیں لیکن امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں یہ امت ممتاز ہے۔

اسی طرح لعنت کے بارے میں فرمایا:

"لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ

بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ"[المائدۃ:78-79]اور احبار و رہبان کے بارے میں فرمایا:"لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ"[المائدۃ:63]پھر فرمایا:"لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ" [المائدۃ:63]یعنی یہ سب سے بری بات ہے کہ ربانیین، احبار اور رہبان اس سے غافل رہیں۔

یہ سب تواصی بالحق میں داخل ہے: اہل علم کا باہمی نصیحت کرنا، دعاۃ کا باہمی نصیحت کرنا، امت کے طبقات میں نصیحت، خطاکرنے والے کی اصلاح، اس کی مدد کرنا، ترک یا تشہیر ایمان والوں کا طریقہ نہیں۔

"وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ"

یعنی طاعات بجالانا، محرمات سے بچنا، یعنی جو کچھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آیا اس میں ایمان بھی داخل ہے اور اس سے نکلنے والی تمام شاخیں بھی۔

"وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ"

یعنی مصیبتوں اور تقدیر پر صبر، ان لوگوں کی ایذا پر صبر جو انہیں نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ تواصی بالصبر اس سے بھی وسیع ہے: اللہ کی اطاعت پر صبر، گناہوں اور شہوات سے بچنے پر صبر، تقدیر کی تلخیاں برداشت کرنے پر صبر، یہ سب صبر میں داخل ہے اور اس پر تواصی کی ضرورت ہے کیونکہ یہ بھاری اور مشکل کام ہے انسان کچھ وقت عبادت کرتا ہے پھر سست ہو جاتا ہے اس لیے تواصی، تعاہد اور باہمی مضبوطی کی ضرورت ہے تاکہ سب مل کر آگے بڑھیں اسی طرح گناہوں سے بچنے میں بھی تواصی چاہیے ورنہ شہوات اور شیطان غالب آجاتے ہیں اور تقدیر کی تلخیاں تو ظاہر ہی ہیں۔

یہی وہ سورت ہے جس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:"اگر اللہ نے صرف یہی سورت نازل کی ہوتی تو لوگوں کے لیے کافی ہوتی"اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں فلاح، نجات، سعادت اور اصلاح کا مکمل راستہ بیان کر دیا اگر ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر ہو تو یہ تمام شرائع ایمان کو شامل ہے اور اس میں چار اصول جمع ہیں:

"إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ"اس میں علم اور عمل کی ضرورت اور"وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ "اس میں دعوت اور صبر کی ضرور تبعض علماء کہتے ہیں:

"إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا" علم پر دلالت کرتا ہے "وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ" عمل پر اور "تواصی بالحق" دعوت پر "تواصی بالصبر" صبر پر اور یہ سب کچھ اس سورت میں جمع ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے اس بارے میں فرمایا:

"امام شافعی نے کہا: اگر لوگ اس سورت پر غور کریں تو یہ کافی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کمال کے چار مراتب ہیں اور ان کے مکمل ہونے سے انسان کو کمال ملتا ہے:

(1) حق کو جاننا

(2) اس پر عمل کرنا

(3) جو نہیں جانتا اسے سکھانا

(4) سیکھنے، عمل کرنے اور سکھانے پر صبر کرنا

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ چاروں مراتب بیان کیے اور "عصر" کی قسم کھائی کہ ہر انسان خسارے میں ہے سوائے ان کے جو ایمان لائے، عمل صالح کیا، ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی یہی کمال کی انتہا ہے کہ انسان خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل کرے علمی کمال ایمان سے عملی کمال عمل صالح سے دوسروں کی تکمیل تعلیم اور صبر سے یہ سورت اپنی اختصار کے باوجود قرآن کی جامع ترین سورت ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ اس کی کتاب ہر چیز کے لیے کافی، ہر بیماری کا علاج اور ہر خیر کی طرف رہنمائی ہے۔"

ابن قیم نے کہا:

"اللہ نے صرف حق کو جاننے اور اس پر صبر کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ لازم کیا کہ ایک دوسرے کو اس کی وصیت بھی کریں اور اس کی طرف رہنمائی کریں اور اس پر ابھاریں اور جب باقی سب خسارے میں ہیں تو معلوم ہوا کہ گناہ اور معصیت دل کی بصیرت کو اندھا کر دیتی ہے حق کو پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے اور قوت و عزم کمزور ہو جاتا ہے حتیٰ کہ دل میں باطل کو حق اور حق کو باطل سمجھنے کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کا سفر اللہ اور آخرت کی طرف سے ہٹ کر دنیا کی طرف ہو جاتا ہے اور اگر گناہوں کی سزا صرف یہی ہوتی

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

تو بھی ان سے بچنا لازم تھا اللہ ہی مدد گار ہے۔"

ابن قیم نے کہا:

"اللہ نے انسان کو دو قسموں میں تقسیم کیا: خسارے والا اور فائدے والا فائدے والا وہ ہے جو خود کو ایمان اور عمل صالح سے فائدہ دے اور دوسروں کو حق اور صبر کی وصیت کر کے فائدہ دے اس سورت میں دونوں نصیحتیں، دونوں تکمیلیں اور دونوں قوتوں کا کمال جمع ہے

نصیحت:

اپنے لیے اور بھائی کے لیے

تکمیل:

اپنے اور بھائی کی علمی قوت کا کمال ایمان سے عملی قوت کا کمال عمل صالح سے اور یہ سب صبر سے مکمل ہوتا ہے یوں یہ چھ چیزیں ہو گئیں تین اپنے لیے تین دوسروں کے لیے یہی مکمل کامیابی ہے اور جو اس سے محروم رہا اسے نقصان ہوا اللہ ہی مدد گار ہے۔"

ابن قیم نے کہا:

"اللہ نے عصر کی قسم کھائی اور اکثر مفسرین کے نزدیک عصر سے مراد زمانہ (دھر) ہے اور عربی میں دہر کو عصر کہا جاتا ہے شاعر نے کہا:

ولن يلبثَ العصران يومٌ وليلةٌ

إذا طلبا أنْ يُدرِكا ما تيمّما

یعنی دن اور رات عصران ہیں اللہ نے عصر کی قسم اس لیے کھائی کہ اس میں عبرت اور نشانی ہے رات دن کا آنا جانا، دن اور رات کا بدلنا گرمی سردی زندگی اور سکون سب اللہ کی قدرت کی نشانی ہے اور انسان کے اعمال کا وقت بھی یہی ہے پس اللہ نے اس پر قسم کھائی کہ انسان کے اعمال کا انجام بھی اسی میں ہے اور جیسے اللہ نے آغاز میں قدرت دکھائی ویسے ہی انجام میں بھی اور جیسے اس نے زمانہ اور اعمال پیدا کیے ویسے ہی جزا و سزا بھی دے گا اور نیک

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

وبد کو برابر نہ کرے گا بلکہ انسان خسارے میں ہے سوائے اس کے جس پر اللہ نے رحم کیا اور اسے ایمان، عمل صالح اور دوسروں کو اس کی وصیت کی توفیق دی یہی سورۃ التین میں "ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ" کے استثناء کی طرح ہے

کہاں "إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ" اور یہاں "إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ" تواصی زائد ہے کیونکہ یہ دوسروں کو ایمان اور عمل کی تلقین ہے جو خود پر عمل کرنے کے بعد دوسروں کو تلقین کرنا ایک زائد درجہ ہے اور یہ کبھی فرض عین، کبھی فرض کفایہ، کبھی مستحب ہوتا ہے تواصی بالحق میں واجب اور مستحب دونوں داخل ہیں تواصی بالصبر میں واجب اور مستحب دونوں داخل ہیں جو صرف اپنے لیے عمل کرے اور دوسروں کو نہ بتائے وہ بھی خسارے سے بچا لیکن جو دوسروں کو بھی تلقین کرے اسے زیادہ فائدہ ہوگا اور جو اس سے محروم رہا اسے نقصان ہوگا اور خسارہ مطلق اور غیر مطلق میں فرق ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا:

"ہم نے بہت سے قیراط (ثواب) ضائع کر دیے" یہ بھی ایک طرح کا نقصان ہے اور یہ بھی خسارہ ہے اور اس سورت میں "وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ" امامت فی الدین کی طرف رہنمائی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ" [السجدة:24] یعنی صبر اور یقین سے دین میں امامت ملتی ہے اور صبر کی دو قسمیں ہیں:

ایک تقدیر (مصیبت) پر دوسری شریعت پر اور شریعت پر صبر بھی دو طرح ہے: اوامر پر صبر اور نواہی سے بچنے پر صبر تقدیر پر صبر مومن و کافر سب کرتے ہیں لیکن اس پر ثواب نہیں جب تک ایمان اور نیت نہ ہو اور جتنا یقین مضبوط ہوگا اتنا ہی صبر بھی مضبوط ہوگا اللہ نے فرمایا: "فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ" [الروم:60] یعنی صبر کرو اور بے یقین لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ کیونکہ یقین نہ ہو تو صبر نہیں ہوتا اور جو صبر میں کمزور ہو وہ ہلکا اور کمزور ہو جاتا ہے یقین والا صابر اور مضبوط

ہو تا ہے اور بے یقین ہلکا، کمزور، خواہشات کے پیچھے چلنے والا اللہ ہی مدد گار ہے۔[48]

سورۃ العصر کے بعض نکات

1) ازمانے سے مراد، شب وروز کی یہ گردش اور ان کا ادل بدل کر آنا ہے، رات آتی ہے تو اندھیرا چھا جاتا ہے اور دن طلوع ہوتا ہے تو ہر چیز روشن ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں کبھی رات لمبی، دن چھوٹا اور کبھی دن لمبا، رات چھوٹی ہو جاتی ہے یہی مرور ایام، زمانہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کاریگری پر دلالت کرتا ہے۔

---

[48]1 . أخرجه البخاري، كتاب الرقاق، باب: لا عيش إلا عيش الآخرة، رقم: (6412).

2 . أخرجه البخاري، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ۝ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ [سورة القيامة:22،23]، رقم: (7446)، بلفظ: عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر إليهم: رجل حلف على سلعة لقد أعطى بها أكثر مما أعطى وهو كاذب، ورجل حلف على يمين كاذبة بعد العصر ليقتطع بها مال امرئ مسلم، ورجل منع فضل ماء فيقول الله يوم القيامة: اليوم أمنعك فضلي كما منعت فضل ما لم تعمل يداك.

3.مفتاح دار السعادة ومنشور ولاية العلم والإرادة (1/56،57).

4.الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي (ص:93،94).

5 . لم أجده في كُتب ابن القيم.

6.التبيان في أقسام القرآن (ص:83،84).

7 . المصدر السابق (ص:84-86).

8 . أخرجه البخاري، كتاب التوحيد، باب قول الله -تبارك وتعالى: قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى [سورة الإسراء:110]، رقم: (7377)، ومسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، رقم: (923).

9.التبيان في أقسام القرآن (ص:87،88).

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

اسی لیے رب نے اس کی قسم کھائی ہے۔ یہ پہلے بتلایا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے قسم کھا سکتا ہے لیکن انسانوں کے لیے اللہ کی قسم کے علاوہ کسی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔

2) یہ جواب قسم ہے۔ انسان کا خسارہ اور ہلاکت واضح ہے کہ جب تک وہ زندہ رہتا ہے، اس کے شب و روز سخت محنت کرتے ہوئے گزرتے ہیں، پھر جب موت سے ہمکنار ہوتا ہے تو موت کے بعد آرام اور راحت نہیں ہوتی، بلکہ وہ جہنم کا ایندھن بنتا ہے۔

ہاں اس خسارے سے وہ لوگ محفوظ ہیں جو ایمان اور عمل صالح کے جامع ہیں، کیوں کہ ان کی زندگی چاہے جیسی بھی گزری ہو، موت کے بعد وہ بہر حال ابدی نعمتوں اور جنت کی پر آسائش زندگی سے بہرہ ور ہوں گے۔ آگے اہل ایمان کی مزید صفات کا تذکرہ ہے۔

یعنی اللہ کی شریعت کی پابندی اور محرمات و معاصی سے اجتناب کی تلقین۔

3) یعنی مصائب و آلام پر صبر، احکام و فرائض شریعت پر عمل کرنے میں صبر، معاصی سے اجتناب پر صبر، لذات و خواہشات کی قربانی پر صبر، صبر بھی اگرچہ تواصی بالحق میں شامل ہے، تاہم اسے خصوصیت سے الگ ذکر کیا گیا، جس سے اس کا شرف و فضل اور خصال حق میں اس کا ممتاز ہونا واضح ہے۔

(تفسیر) سورۃ الہمزہ

اس سورت کا نام "سورۃ الہمزہ" ہے اور یہ مکی سورت ہے، اس کا مشہور نام "ویل لکل ہمزۃ" ہے، اور اسے اختصاراً "الہمزہ" بھی کہا جاتا ہے، جبکہ بعض نے اسے "الحطمہ" بھی کہا ہے۔

شیخ نواب صدیق حسن خان کی تفسیر سے

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ٱلَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى ٱلْأَفْـِٔدَةِ﴾ (الھمزۃ:7) کے بارے میں صدیق حسن خان قنوجی کا بیان (فتح البیان) یوں ہے:

"(جو دلوں تک جا پہنچے گی) یعنی اس کی گرمی دلوں تک خالص طور پر پہنچے گی، پس وہ انہیں ڈھانپ لے گی اور گھیر لے گی۔ اور دلوں کا ذکر خاص طور پر اس حال میں کیا گیا کہ وہ آگ ان کے تمام جسموں کو گھیرے گی؛ اس لیے کہ دل ہی بگڑی ہوئی عقیدوں، خبیث نیتوں اور برے اعمال کے سرچشمہ کا محل

ہیں۔ یا اس وجہ سے کہ جب درد دل تک پہنچتا ہے تو صاحبِ دل مر جاتا ہے، کیونکہ فؤاد جسم کی سب سے لطیف چیز ہے اور ادنیٰ تکلیف سے بھی سب سے زیادہ درد محسوس کرتا ہے؛ یعنی وہ ایسی حالت میں ہوں گے جیسے مر رہے ہوں، حالانکہ وہ نہیں مریں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿نہ وہ اس میں مرے گا اور نہ جیئے گا﴾۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ معنی یہ ہے کہ وہ (آگ) جانتی ہو گی کہ ہر ایک شخص کتنا عذاب مستحق ہے، اور یہ اللہ کی طرف سے اس کو دی گئی علامتوں کے ذریعے ہو گا۔"

دوسری تفاسیر سے

1- ﴿جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا﴾

مقصود اللہ کی اطاعت کے راستے میں مال خرچ نہ کرنے پر مذمت ہے۔[القرطبی:22/471]

2- ﴿وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا﴾

یعنی وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ باقی رکھے گا، پس وہ اس مال کو ایسے پسند کرتا ہے جیسے ہمیشہ زندہ رہنے کو پسند کیا جاتا ہے، اور خواہشات اور فانی لذتوں میں پھیل جاتا ہے، ایسے شخص کی طرح جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ نہیں مرے گا۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دائمی زندگی کا فائدہ صرف وہی اعمال دیتے ہیں جو آخرت میں سعادت کا سبب بنتے ہیں۔[البقاعی:22/245]

3- ﴿جو دلوں تک جا پہنچتی ہے﴾

دلوں کو خاص طور پر ذکر کیا حالانکہ وہ ان کے تمام جسموں کو گھیر لیتی ہے؛ کیونکہ دل فاسد عقائد کا مرکز ہیں، یا اس لیے کہ جب درد وہاں پہنچتا ہے تو انسان مر جاتا ہے؛ یعنی وہ ایسی حالت میں ہوں گے جیسے مر رہے ہوں حالانکہ وہ مریں گے نہیں۔[الشوکانی:5/494]

4- ﴿کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا﴾

اللہ عزوجل نے اس ہاتھی کو کعبہ سے روک دیا، حالانکہ آخری زمانے میں ایک حبشی شخص کو اس پر مسلط کیا جائے گا جو اسے پتھر پتھر کر کے گرا دے گا یہاں تک کہ وہ زمین کے برابر ہو جائے گا، کیونکہ اصحابِ فیل کا واقعہ نبی محمد ﷺ کی بعثت کا مقدمہ تھا جس میں بیت اللہ کی تعظیم ہو گی۔ لیکن آخری زمانے میں

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

جب اہلِ بیت اس کی بے حرمتی کریں گے اور اس میں ظلم کے ساتھ الحاد کریں گے، اور اس کی قدر نہ کریں گے، تو اللہ ان پر ایسے شخص کو مسلط کر دے گا جو اسے گرا دے گا یہاں تک کہ زمین پر اس کا نام و نشان باقی نہ رہے...(تفسیر جزء عم لابن عثیمین رحمہ اللہ)"

سورۃ الھمزۃ (تفسیر السعدی)

1) ﴿هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ ہماز: جو لوگوں پر عیب لگاتا ہے اور اشارے و حرکات سے طعن کرتا ہے، لماز: جو زبان سے عیب لگاتا ہے۔

2) بخل عمر کو گھٹا دیتا ہے اور گھر برباد کرتا ہے، جبکہ نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔

سورۃ الھمزۃ (تفسیر العثیمین)

1) ﴿ویل﴾ وعید کا لفظ ہے۔

2) ﴿لكل همزة لمزة﴾ ہمز فعل سے ہے اور لمز زبان سے۔ ہمز فعل سے مراد یہ ہے کہ کسی پر عمل سے مذاق اڑایا جائے، جیسے چہرہ بگاڑنا، تیوری چڑھانا، ہاتھ سے اشارہ کرنا وغیرہ۔

3) مالدار اگر سخاوت اور فیاضی سے نہ پہچانے جائیں تو وہ بدنام ہو جاتے ہیں، لوگ کہتے ہیں: فلاں سے زیادہ کنجوس کوئی نہیں، اور مجالس میں اس کی برائی کی جاتی ہے۔

اَضواء البیان سے اقتباس

﴿وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا﴾ (الھمزۃ:3)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ باقی رکھے گا"

یہی وہ گمان ہے جس پر اس کی مذمت کی گئی ہے اور جس پر وعید نازل ہوئی ہے؛ کیونکہ اس نے قیامت کا انکار کیا، جیسا کہ سورۂ کہف میں باغ والے نے کہا:

"اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا جبکہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا تھا، اس نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ یہ کبھی ختم ہو گا"

"اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم ہو گی" (الکھف:35-36)

(اختتام اقتباس أضواء البیان سے)

اس سورت کا مرکزی موضوع ایک بری اور بدنصیب صفت ہے جو بعض خسارہ پانے والوں میں پائی جاتی ہے، اور وہ ہے:

ہمز (عیب جوئی، طعنہ زنی) اور لمز (لوگوں پر عیب نکالنا) اور اس کے ساتھ مال کی حرص، بخل، جمع کرنا اور اس کی حفاظت میں مشغول رہنا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو جہنم میں ڈالنے کی وعید سنائی ہے۔ "الهماز": زبان سے عیب نکالنے والا، "اللمّاز": عمل سے (اشارے، حرکات) سے عیب نکالنے والا، یعنی وہ لوگوں کو حقیر جانتا ہے اور ان میں عیب نکالتا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ" [القلم:11]

ابن عباس نے کہا:

"ہمزہ لمزہ" یعنی طعنے دینے والا، عیب نکالنے والا۔

مجاہد نے کہا:

"ہمزہ" ہاتھ اور آنکھ سے، "لمزہ" زبان سے۔ "الَّذِي جَمَعَ مَالا وَعَدَّدَهُ" یعنی اس نے مال کو جمع کیا، ایک کے اوپر ایک رکھا، اور اس کی گنتی کی، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "وَجَمَعَ فَأَوْعَى" [المعارج:18] (سدی اور ابن جریر)

محمد بن کعب نے کہا:

اس کا مال دن بھر اسے مشغول رکھتا ہے، ادھر سے ادھر، اور جب رات آتی ہے تو وہ مردہ لاش کی طرح سو جاتا ہے۔ "يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ" یعنی وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا، "كَلَّا" یعنی معاملہ ایسا نہیں نہ جیسا اس نے سمجھا۔ "وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ" یعنی زبانی عیب جوئی کرنے والا، عملی عیب نکالنے والا، لوگوں کو حقیر جاننے والا،

ابن عباس نے کہا:

طعنے دینے والا، عیب نکالنے والا

مجاہد:

ہمزہ ہاتھ اور آنکھ سے، لمزہ زبان سے (ابن کثیر کے برعکس ترتیب)

علماء نے اس بارے میں کئی اقوال ذکر کیے ہیں، لیکن اگر ان سب کو دیکھیں تو ان سب میں ایک مشترک صفت ہے: "غیبت" یعنی لوگوں کی برائی بیان کرنا چاہے وہ ہمزہ ہو یا لمزہ بعض نے کہا: "ہمزہ لمزہ" دونوں ایک ہی معنی میں ہیں یعنی جو لوگوں کی غیبت کرے اور یہ مبالغے کا صیغہ ہے یعنی بہت زیادہ عیب جوئی کرنے والا۔

اکثر سلف نے دونوں میں فرق کیا ہے اور اہل لغت نے بھی کچھ نے کہا: "ہمزہ" وہ ہے جو سامنے عیب نکالے "لمزہ" وہ ہے جو پیٹھ پیچھے عیب نکالے نبی ﷺ نے غیبت کی تشریح کی: "اپنے بھائی کا ذکر اس بات سے کرنا جو اسے ناگوار ہو" (بغیر اس کے کہ وہ سامنے ہو یا پیچھے) اصل مادہ غیبت پر دلالت کرتا ہے اسی لیے بعض نے کہا: "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ" [الإسراء:36] یعنی غیبت کیونکہ "تقف" قفا (پیٹھ) سے ہے تو جو سامنے عیب نکالے وہ ہمز اور جو پیچھے عیب نکالے وہ لمزہ اور یہ غیبت کی مشہور تعریف ہے۔ بعض نے اس کے برعکس کہا۔

جیسے قتادہ:

"لمزہ" وہ ہے جو سامنے عیب نکالے "ہمزہ" وہ ہے جو پیچھے عیب نکالے اور قتادہ و مجاہد سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ "ہمزہ" وہ ہے جو لوگوں کے نسب میں عیب نکالے ان کے بارے میں بات کرے اور مجاہد سے یہ بھی مروی ہے کہ "ہمزہ" وہ ہے جو ہاتھ سے عیب نکالے یعنی اشارے سے مثلاً کسی کو چھوٹا کہنے کے لیے ہاتھ سے اشارہ کرنا یا آنکھ، ابرو، ہونٹ، چہرے سے اشارہ یہ سب عملی عیب جوئی ہے۔

سفیان ثوری نے کہا:

"ہمزہ" زبان سے "لمزہ" آنکھ سے یعنی آنکھ سے اشارہ کرنا جیسے کسی کو حقیر سمجھنا یا اس کی طرف اشارہ کرنا کہ یہ بے وقوف ہے یا اس سے کچھ نہ لو وغیرہ۔

بعض نے کہا:

"ہمزہ" وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کو بدزبانی سے ایذا دے اور یہ بھی سلف سے منقول ہے کہ جو سامنے عیب نکالے اور "لمزہ" وہ ہے جو ہاتھ، ابرو، سر یا آنکھ سے اشارہ کرے۔

ابن عباس نے کہا:

"یہ چغل خور ہے جو لوگوں میں تفرقہ ڈالتا ہے اور بھائیوں میں دشمنی ڈالتا ہے"۔

ابن جریر نے کہا:

"یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو لوگوں کی غیبت کرتا ہے اور انہیں ناراض کرتا ہے یعنی ان کے سامنے ایسی بات کرتا ہے جو انہیں بری لگے یا ان کے پیچھے ایسی بات کرتا ہے جو ان کی برائی ہو"۔

بعض نے کہا:

"ہمز" لوگوں پر اشارہ سے عیب نکالنا چاہے ہاتھ ہو یا کچھ اور اور "لمز" لوگوں پر طعن کرنا جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ" [التوبة:79] یعنی جب کوئی زیادہ صدقہ لاتا تو کہتے: یہ ریاکار ہے اور جب کم لاتا تو کہتے: اللہ اس کے صدقے سے بے نیاز ہے تو یہ "لمز" ہے۔

شاعر نے کہا:

"تُدلي بودٍّ إذا لاقيتَني كذبًا
وإنْ أغبْ فأنت الهامزُ اللمزة"

اور

"إذا لقيتُك عن سُخط تكاشرني
وإنْ تغيبتُ كنتَ الهامزَ اللمزة"

اصل یہ ہے کہ "تاسیس" (نیا معنی) "تاکید" (تکرار) پر مقدم ہے یعنی "ہمز" اور "لمز" الگ الگ ہیں اگرچہ قریب المعنی ہیں لیکن دونوں میں فرق ہے اگر کہا جائے:

"ہمزہ" وہ ہے جو عمل یا اشارہ سے عیب نکالے اور "لمزہ" وہ ہے جو کسی بھی طرح عیب نکالے تو بھی درست ہے "هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ" [القلم:11] یہاں "نمیمہ" (چغل خوری) کا بھی ذکر ہے اور "لمزہ" کسی بھی طرح عیب نکالنے والا چاہے شکل، نسب، عمل یا کسی اور چیز میں ہو۔ یہاں "وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ

لُمَزَۃٍ"

ابن جریر نے کہا:

"ویل" جہنم کی ایک وادی ہے اور بعض نے کہا: یہ صرف وعید کا لفظ ہے اللہ نے ایسے لوگوں کو جو بہت زیادہ ہمز ولمز کرتے ہیں لوگوں میں عیب نکالتے ہیں ان کی غلطیاں تلاش کرتے ہیں ان کی عزتوں پر حملہ کرتے ہیں اور خاص طور پر اہلِ علم، دعاۃ، اور نیک لوگوں کی عزتیں اچھالتے ہیں ان کے لیے "ویل" (تباہی) ہے اور پھر "ویل" اور جو شخص ہمز ولمز کو اپنا پیشہ بنالے اس کے لیے "بئس الزاد إلى المعاد أعراض العباد" یعنی لوگوں کی عزتوں کو نشانہ بنانا سب سے برا توشہ ہے ایسا شخص نہ دنیا میں کامیاب ہوتا ہے نہ آخرت میں دنیا میں بھی ذلت آخرت میں بھی خسارہ یہ شخص اللہ کے حضور نیک عمل کے بغیر بلکہ گناہوں کے ساتھ پیش ہوگا اور یہ بہت بڑی وعید ہے خاص طور پر وہ لوگ جو یہ سب دین داری کے نام پر کرتے ہیں یہ سب سے برا ہے اور کوئی ان سے محفوظ نہیں رہتا۔ یہ لوگ اہلِ ایمان، نیک لوگوں، علماء، طلبہ، دعاۃ سب کی عزتوں پر حملہ کرتے ہیں اور اللہ فرماتا ہے: "جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں" تو یہ شخص خود کو بڑی مصیبت میں ڈال دیتا ہے یہ سب بیکار اور فاسد عمل ہے نہ دنیا میں فائدہ نہ آخرت میں یہ مفلسوں کا کام ہے ایسے شخص کا نہ کوئی نیک عمل ہوتا ہے نہ قیام اللیل نہ روزہ نہ تقویٰ دن میں بیکار رات کو مردہ اور باقی وقت سوشل میڈیا پر نیک لوگوں، مصلحین، عباد اور متقین کی عزتوں پر حملے یہ سب سے برا کام ہے۔

ایسے لوگوں کے پاس کوئی فائدہ مند منصوبہ نہیں نہ لوگوں کے لیے نہ معاشرے کے لیے ان کے پاس صرف عیب جوئی کالا دل تیز زبان اللہ کے نیک بندوں کو کاٹنے والی ایسے لوگوں سے بچنا چاہیے کچھ لوگ خاص طور پر ایسے اکاؤنٹس بناتے ہیں تاکہ نیک لوگوں کی عزتیں اچھالیں کچھ لبرل ہیں کچھ دین داری کے نام پر دونوں اس قبیح صفت میں شریک ہیں اللہ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

ابن عباس نے کہا:

یہ چغل خور ہے لوگوں میں تفرقہ ڈالتا ہے بھائیوں میں دشمنی ڈالتا ہے کوئی اس سے محفوظ نہیں یہ سب

سے بڑی شیطانی چال ہے اللہ ہی مدد گار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: "الَّذِي جَمَعَ مَالا وَعَدَّدَهُ" یعنی: اس نے مال کو جمع کیا، ایک کے اوپر ایک رکھا، اور اس کی گنتی کی، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "وَجَمَعَ فَأَوْعَى" [المعارج:18] یہ قول سدی اور ابن جریر کا ہے۔

"الَّذِي جَمَعَ مَالا وَعَدَّدَهُ" یہ وہ متواتر قراءت ہے جس پر ہم اور جمہور قراء تلاوت کرتے ہیں، اور ابن عامر، حمزہ اور کسائی کی ایک اور متواتر قراءت ہے: "الَّذِي جَمَّعَ مَالا وَعَدَّدَهُ" ہم جانتے ہیں کہ تشدید تکثیر کے لیے ہے، اور مبنی میں زیادتی معنی میں زیادتی کے لیے ہے۔ "الَّذِي جَمَّعَ مَالا وَعَدَّدَهُ" یعنی اس نے مال کو اکٹھا کیا اور اسے گنا، کیوں؟ یہاں کہا: اس نے مال کو ایک کے اوپر ایک جمع کیا اور اس کی گنتی کی جیسا کہ سدی اور ابن جریر نے کہا: یعنی اس نے جمع کیا اور اللہ کا حق ادا نہ کیا، اس مال میں سے اللہ کا حق نہ نکالا، اس لیے وہ مال کی حرص میں اس کی گنتی میں مشغول رہتا ہے، بار بار اس کی گنتی کرتا ہے، یہ "عدده" اسی کثرت پر دلالت کرتا ہے، وہ اس مال کے ضائع ہونے کے خوف سے بار بار گنتا ہے۔

بعض نے کہا:

اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے اس مال کا ذکر بار بار کرتا ہے، بعض (ضحاک) نے کہا: اس نے اسے اپنے وارثوں کے لیے جمع کیا، اور سدی نے کہا: اس نے اس کی گنتی کی، اور یہی اکثر کا قول ہے اور یہ اس قول کے مخالف نہیں جس نے کہا: بار بار گنتا رہا کیونکہ وہ اسی لیے گنتا ہے، اور یہ لفظی مادہ تکثیر پر دلالت کرتا ہے، بعض نے کہا: اس نے اسے زمانے کی آفات کے لیے جمع کیا۔

اور اقرب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے بہت زیادہ گنا، یہ اس کی حرص اور بخل پر دلالت کرتا ہے کہ کہیں اس کا مال ضائع نہ ہو جائے، اللہ ہی مدد گار ہے۔ "الَّذِي جَمَعَ مَالا وَعَدَّدَهُ" یہ مذموم صفت ہے، مال جمع کرنے کی حرص اور اس میں اللہ کا حق ادا نہ کرنا۔

محمد بن کعب نے کہا:

"جَمَعَ مَالا وَعَدَّدَهُ" اس کا مال دن بھر اسے مشغول رکھتا ہے، یہاں سے وہاں، اور جب رات آتی ہے

تو مردہ لاش کی طرح سو جاتا ہے۔ "يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ" یعنی وہ گمان کرتا ہے کہ مال جمع کرنے سے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا، "كَلَّا" یعنی معاملہ ایسا نہیں نہ جیسا اس نے گمان کیا اور نہ جیسا اس نے سمجھا۔

"كَلَّا" یہاں ردع اور زجر کے لیے ہے یعنی معاملہ اس کے خیال کے مطابق نہیں وہ سمجھتا ہے کہ مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا یعنی وہ اس زندگی میں باقی رہے گا بعض اہل علم نے کہا: اس میں عمل صالح کی طرف اشارہ ہے کہ اصل میں وہی باقی رہتا ہے اور اسی سے اچھا ذکر باقی رہتا ہے

"يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ" پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ" یعنی یہ جو مال جمع کرتا اور گنتا رہا اسے "الحطمة" میں پھینک دیا جائے گا اور "الحطمة" جہنم کے ناموں میں سے ایک ہے۔

"كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ" یہ محذوف قسم کا جواب ہے یعنی "واللہ! ضرور پھینکا جائے گا" یہ واحد متواتر قراءت ہے لیکن یہاں کیا پھینکا جائے گا؟ مالدار شخص یا اس کا مال؟ غیر متواتر قراءت میں ہے: "لَيُنْبَذانِّ فِي الْحُطَمَةِ" یعنی مال اور اس کا مالک اور ایک اور قراءت: "لَيُنْبَذُنّ فِي الْحُطَمَةِ" یعنی وہ اور اس جیسے سب اور ایک اور قراءت: "لَنَنبِذَنّهُ فِي الْحُطَمَةِ" یہ قراءت متواتر قراءت کی تفسیر ہے یعنی "كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ" کس کو پھینکا جائے گا؟ یہ دوسری قراءت بتاتی ہے کہ مال کا مالک اور "الحطمة" آگ ہے اسے "الحطمة" اس لیے کہا گیا کہ وہ جو کچھ اس میں ڈالا جائے اسے توڑ پھوڑ دیتی ہے۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا: "وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الأَفْئِدَةِ" ثابت البنانی نے کہا: یہ آگ انہیں دلوں تک جلا دیتی ہے اور وہ زندہ ہوتے ہیں پھر کہتا ہے: عذاب ان تک پہنچ گیا پھر روتا ہے۔ یعنی عذاب ان کے دلوں تک پہنچ گی دنیا میں جلنے کے درجے پہلا، دوسرا، تیسرا لیکن یہ اس سے بھی زیادہ ہے یہ آگ دل تک پہنچ جاتی ہے اور دل کو جلا دیتی ہے۔

محمد بن کعب نے کہا:

یہ آگ جسم کے ہر حصے کو کھا جاتی ہے یہاں تک کہ جب دل تک پہنچتی ہے تو پھر جسم کی طرف پلٹ جاتی

ہے۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا:

"تطلع على الأفئدة" یعنی اس کا درد اور تپش دلوں تک پہنچتی ہے یہی ثابت البنانی کا قول ہے یعنی اس کی تپش دلوں تک پہنچتی ہے صرف جلد نہیں جلتی بلکہ دل تک پہنچ جاتی ہے اور دلوں پر آگ کی لپٹ چڑھ جاتی ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اور قرآن کے ظاہر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اللہ بہتر جانتا ہے۔

بعض اہل علم نے کہا:

خصوصیت دل کی اس لیے بیان کی کہ دل ہی وہ جگہ ہے جہاں عقائد فاسدہ ہوتے ہیں جنہوں نے ان لوگوں کو اللہ کی نافرمانی میں مبتلا کی یا اس لیے کہ جب آگ دل تک پہنچ جائے تو موت یقینی ہے لیکن یہاں وہ نہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں یعنی عذاب کی انتہا اور بعض نے کہا: "تطلع على الأفئدة" یعنی آگ کو اللہ نے یہ علم دیا کہ ہر ایک کو اس کے مطابق عذاب دے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن مشہور یہی ہے کہ اس کی تپش اور لپٹ دلوں تک پہنچتی ہے۔ "إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ" یعنی یہ آگ ان پر بند کر دی جائے گی جیسا کہ سورۃ البلد میں بیان ہوا۔ "فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ"

عطیہ عوفی نے کہا:

لوہے کے ستون سدی نے کہا: آگ کے ستون عوفی نے ابن عباس سے نقل کیا: انہیں ستونوں میں داخل کیا جائے گا پھر ان پر ستون ڈال دیے جائیں گے اور ان کی گردنوں میں زنجیریں ہوں گی اور ان سے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔ یہ سورۃ "وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ" کی تفسیر کا اختتام ہے۔

یعنی یہ آگ ـــ اللہ ہمیں اور آپ کو اور سب مسلمانوں کو اس سے بچائے ـــ اتنی شدید ہے کہ دلوں تک پہنچ جاتی ہے اور وہ اس میں قید ہیں نہ نکل سکتے ہیں آگ ان پر بند ہے دروازے بند ہیں نہ نکل سکتے ہیں اگر انسان اس کا تصور کرے کہ وہ کسی بند کمرے میں ہو اور آگ بھڑک رہی ہو اور وہ باہر نہ نکل سکے تو اس کا کرب ناقابل بیان ہے۔

"إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ" "فی عمد ممددة" پچھلے جملے سے متعلق ہے یعنی وہ ان

ستونوں میں ہوں گے کچھ سلف نے کہا: ان ستونوں میں جکڑے ہوں گے تاکہ عذاب اور زیادہ ہو یا ان ستونوں سے دروازے بند ہوں گے تاکہ نہ کھل سکیں یا وہ ان ستونوں کے اندر ہوں گے جیسے آج کل پائپ ہوتے ہیں اور ان میں آگ بھڑک رہی ہو یہ عذاب کی شدت کی انتہا ہے یا ان ستونوں سے دروازے بند ہوں گے مسلم میں ہے۔[49]

سورۃ الھمزۃ کے بعض نکات

1) ھمزۃ اور لمزۃ، بعض کے نزدیک ہم معنی ہیں بعض اس میں کچھ فرق کرتے ہیں۔ ھمزۃ وہ شخص ہے جو روبرو برائی کرے اور لمزۃ وہ جو پیٹھ پیچھے غیبت کرے۔ بعض اس کے برعکس معنی کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں ھمز، آنکھوں اور ہاتھوں کے اشارے سے برائی کرنا ہے اور لمز زبان سے۔

2) اس سے مراد مال جمع کرتا ہے اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتا۔ ورنہ مطلق مال جمع کرکے رکھنا مذموم نہیں ہے۔ یہ مذموم اس وقت ہے جب اس میں زکوۃ اور انفاق فی سبیل اللہ نہ کا اہتمام نہ ہو۔

3) اخلدہ کا زیادہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا" یعنی یہ مال، جسے وہ جمع کرکے رکھتا ہے، اس کی عمر میں اضافہ کر دے گا اور اسے مرنے نہیں دے گا

4) یعنی معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا اس کا وہم اور گمان ہے۔

5) ایسا بخیل شخص حطمہ میں پھینک دیا جائے گا یہ بھی جہنم کا ایک نام ہے، توڑ پھوڑ دینے والی ہے۔

6) یہ استفہام اس کی ہولناکی کے بیان کے لیے ہے، یعنی وہ ایسی آگ ہوگی کہ تمہاری عقلیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور تمہارا فہم وشعور اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

7) یعنی اس کی حرارت دل تک پہنچ جائے گی۔ اگرچہ دنیا کی آگ کے اندر بھی یہ خاصیت ہے کہ وہ دل تک پہنچ جائے لیکن وہ پہنچتی نہیں کیوں کہ انسان کی موت اس سے پہلے ہی ہو جاتی ہے لیکن جہنم کی آگ دلوں تک پہنچے گی لیکن موت نہ آئے گی۔ باوجود آرزو کے۔

---

[49] کتاب البر والصلة والآداب باب تحريم الغيبت حدیث نمبر(2589)

رواه البخاري، كتاب الرقاق، باب التواضع، برقم (6502).

8) مؤصدۃ جہنم کے دروازے اور راستے بند کر دیئے جائیں گے تاکہ کوئی باہر نہ نکل سکے اور انہیں لوہے کی میخوں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا، جو لمبے لمبے ستونوں کی طرح ہوں گی، بعض کے نزدیک عمد سے مراد بیڑیاں یا طوق ہیں اور بعض کے نزدیک ستون ہیں جن میں انہیں عذاب دیا جائے گا۔(فتح القدیر)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

گیارھواں حصہ

(سورۃ سے حاصل ہونے والے اسباق)

گیارھواں حصہ (سورۃ سے حاصل ہونے والے اسباق)

آخر میں، ہم ہر سورۃ سے سیکھے جانے والے اسباق پر گفتگو کریں گے۔ یہ اسباق—جو کل چار ہزار سے زائد ہیں— عملی نوعیت کے ہیں اور ہمیں قرآن کی تعلیمات کو اپنی روزمرہ زندگی میں نافذ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ اسباق ارشد بشیر مدنی کی کتاب "اہداف واسباق قرآن" سے لیے گئے ہیں۔

ان گیارہ حصوں کے ذریعے، اس سلسلے کا مقصد ہمیں قرآن سے بامعنی طور پر جوڑنا ہے۔ یہ روایتی علم کو جدید بصیرت کے ساتھ یکجا کرتا ہے، جو ہمیں اس کے لازوال پیغام پر غور وفکر کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ سفر ہمیں ترغیب دینے، تعلیم دینے اور اللہ کے قریب کرنے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔

100۔ سورۃ العادیات		
ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑے	Those Who Runs	AL-AADIYAAT
مقام نزول: مکہ		

بعض موضوعات

- ❖ انسان اپنے رب کی نعمتوں کا ناشکرا، اور مال سے شدید محبت کرنے والا، اور اپنی آخرت کو بھول جانے والا ہے اور ان پر اللہ کی قسم کا تذکرہ (1-11)

بعض اسباق

- ❖ اس سورت میں جہاد پر ابھارا گیا اور اس کی رغبت دلائی گئی اور جب ایسا موقع آجائے تو ہر قسم کی تیاری اچھے طریقہ سے کرنے کا حکم دیا گیا۔
- ❖ مال کی محبت انسان کی فطرت میں سے ہے اور ایک مسلمان اپنی ضروریات کی تکمیل، دینی مقاصد اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے حلال وحرام کی تمیز کرتے ہوئے کمائے۔ لیکن اگر انسان مال کا ہی بندہ بن جائے اور حلال وحرام کی تمیز نہ کرے تو وہ مال اس کو اللہ کا ناشکرا بنادے گا۔
- ❖ بعث بعد الموت اور ثواب وعذاب کے عقیدہ کو ثابت کیا گیا ہے۔

❖ اللہ تعالیٰ کا ان صفات کے ساتھ گھوڑوں کی قسم کھانا ان کی اہمیت کو واضح کرتا ہے، اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گھوڑوں کو ان نکات پر تربیت دی جائے کہ وہ ہر اعتبار سے لڑائی کے دوران دشمنوں کی صفوں میں گھسنے کے قابل رہیں۔

مناسبت / لطائف التفسیر

❖ سورۃ الزلزال میں قیامت اور حساب و کتاب کا ذکر ہے جب کہ سورۃ العادیات میں آخرت کی تیاری سے غفلت کی وجوہات بتائی گئی ہیں جیسے: الشح (لالچ)، حب الخیر (حرص) وغیرہ۔[50]

آیات اور حدیث

آیت 1:

قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ إِنَّ ٱلۡإِنسَـٰنَ لِرَبِّهِۦ لَكَنُودٞ ﴿٦﴾ ﴾العاديات

ترجمہ: یقیناً انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

آیت 2:

قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ وَإِنَّهُۥ لِحُبِّ ٱلۡخَيۡرِ لَشَدِيدٌ ﴿٨﴾ ﴾العاديات

ترجمہ: یہ مال کی محبت میں بھی بڑا سخت ہے۔

حدیث:

لو أنَّ لابنِ آدمَ واديًا من ذهبٍ أحبَّ أن يكونَ له واديان ، ولن يملأَ فاه إلَّا التُّرابُ ، ويتوبُ اللهُ على من تاب .[51]

---

[50] مزید تفصیل کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (الغفلة .. مفهومها، وخطرها، وعلاماتها، وأسبابها، وعلاجها:سعيد بن علي بن وهف القحطاني)

[51](صحيح البخاري:6439)

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ اگر کسی آدمی کے پاس سونے کی ایک وادی ہو، تو وہ چاہے گا، کہ دو ہو تیں، اور اس کے منہ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے، اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول کرلیتا ہے۔

101۔ سورۃ القارعۃ		
AL-QAARIAH	The Striking Hour	کھڑ کھڑا دینے والی
مقام نزول: مکہ		

بعض موضوعات

❖ قیامت کے دن کی ہولناکیاں اور اس دن لوگوں کی حالات کا تذکرہ (1-11)

بعض اسباق

❖ عقیدہ بعث بعد الموت (مرنے کے بعد دوبارہ قیامت کے لیے جی اٹھنے) کو ثابت کیا گیا ہے۔

❖ قیامت کے ہولناک مناظر کا نقشہ کھینچا گیا کہ قیامت کے دن صور کی آواز سے لوگوں کے دل دہل جائیں گے، ایک بے ہوشی کی کیفیت طاری ہوگی اور اللہ کے نیک بندے اس سے امن میں ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

❖ اعمال وزن کیے جائیں گے چاہے وہ نیک ہوں یا بد۔ انہی کا بدلہ دیا جائے گا۔ جن کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ کامیاب ہوں گے اور جن کی برائیاں زیادہ ہوں گی ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور اس میں سخت عذاب دیا جائے گا۔

❖ اعمال گرچہ کہ جسم نہیں ہیں لیکن وزن کیے جائیں گے اور قرآن مجید میں اس کا ذکر کئی جگہ کیا گیا ہے۔

❖ نار حامیہ ۔۔۔ سخت بھڑکتی ہوئی آگ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی آگ آخرت کی آگ کے مقابلے میں بہت ہی کم حیثیت رکھتی ہے جیسے رسول ﷺ نے فرمایا: نارُكم هذِه ، الَّتي يوقِدُ

ابنُ آدمَ ، جزءٌ من سبعينَ جزءًا مِن حرِّ جَهنَّم---[52]

مناسبت / لطائف التفسیر

❖ سورۃ القارعہ آخرت کے نامہ اعمال کا تصور پیش کرتی ہے جب کہ سورۃ التکاثر میں اسی نامہ اعمال کی اور آخرت کی یاد دہانی سے غفلت اور لاپرواہی کا ذکر ہے: الھاکم التکاثر۔

❖ یہاں جہنم کی آگ کو "ام" کہا گیا۔ ام کہتے ہیں ماں کو جہاں بچہ پناہ لیتا ہے، اسی طرح کافروں کی پناہ لینے کی جگہ آگ ہو گی۔

آیات اور حدیث

آیت 1:

قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَٰزِينُهُۥ ﴿٦﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَٰزِينُهُۥ ﴿٨﴾ فَأُمُّهُۥ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌۢ ﴿١١﴾ ﴾القارعة

ترجمہ:

پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے۔ وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہو گا۔ اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔ وہ تند و تیز آگ (ہے)۔

حدیث:

أتدرونَ ما المُفلِسُ ؟ . قالوا المفلِسُ فينا يا رسولَ اللَّهِ من لاَ درْهمَ لَهُ ولاَ متاعَ . قالَ رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليْهِ وسلَّمَ : المفلسُ من أمَّتي من يأتي يومَ القيامةِ بصلاتِهِ وصيامِهِ وزَكاتِهِ ، ويأتي قد شتمَ هذا ، وقذفَ هذا ، وأَكلَ مالَ هذا ، وسفَكَ دمَ هذا ، وضربَ هذا ، فيقعدُ فيقتَصُّ هذا من حسناتِهِ ، وَهذا من حسناتِهِ

---

[52] (صحیح مسلم:2843)

، فإن فنِيَت حسناتُهُ قبلَ أن يُقتصَّ ما عليْهِ منَ الخطايا أُخِذَ من خطاياهم فطُرِحَ عليْهِ ، ثمَّ طُرِحَ في النَّارِ .[53]

ترجمہ:

تم لوگ جانتے ہو مفلس کون ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس مال و متاع نہ ہو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ اور زکوۃ لے کے آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہو گی کسی پر بہتان لگایا ہو گا کسی کا مال غصب کیا ہو گا کسی کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا ہو گا لہذا ان برائیوں کے بدلے میں اس کی نیکیاں مظلوموں میں تقسیم کر دی جائیں گی یہاں تک کہ اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی لیکن اس کا ظلم ابھی باقی ہو گا چنانچہ مظلوموں کے گناہوں کا بوجھ اس پر لادھ دیا جائے گا اور پھر جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

102۔سورۃ التکاثر		
زیادتی	The Pilling up of Emulous Desire	AT-TAKAASUR
مقام نزول:مکہ		

بعض موضوعات

- ❖ دنیا میں لمبی امیدیں اور قیامت کے دن جہنم سے لوگوں کو ڈرانے کا تذکرہ(1-8)

بعض اسباق

- ❖ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کو پس پشت ڈال کر اللہ کا ناشکرا بن کر صرف مال جمع کرنے اور مال کو بڑھانے کی فکر میں پڑے رہنے سے منع کیا گیا ہے۔
- ❖ قبر کے عذاب کو ثابت کیا گیا اور اس کی تاکید کی گئی کلا سوف تعلمون۔۔ کی تفسیر کرتے ہوئے ابن عباس

---

[53] (صحيح الترمذي:2418)

نے فرمایا جب تم پر قبر میں اللہ کا عذاب اترے گا تب تمھیں عذاب قبر کی حقیقت معلوم ہو گی۔

❖ ثم کلا سوف تعلمون۔۔۔ آخرت میں جب تم کو عذاب دیا جائے گا تب تمہیں معلوم ہو گا کہ عذاب قبر اور جہنم کا عذاب کیسا ہے۔

❖ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کو واضح کیا گیا اور تاکید کے ساتھ قیامت کے دن حساب و کتاب کو ثابت کیا گیا۔

❖ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم۔۔۔ نعمتوں کا سوال لوگوں سے ضرور بالضرور کیا جائے گا، جس نے ان کا صحیح استعمال کیا اور اللہ کی شکر گزاری کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے ان نعمتوں کی ناقدری کی، ان کا غلط استعمال کیا اور ناشکری کی وہ آدمی ناکام ہوا۔

❖ ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ ایک مومن سے سوال نعمتوں کے بارے میں اس لیے ہو گا تاکہ اس کی عزت میں اضافہ ہو اور کافر سے اس لیے ہو گا کہ اس کی ذلت میں اضافہ ہو۔

❖ اس میں "مقابر" قبروں کا ذکر آیا ہے اور قبروں کی زیارت آدمی کے دل سے سختی کو ختم کرتی ہے، اس کو اپنی موت اور آخرت یاد آتی ہے۔

❖ اس میں مال کی جس زیادتی سے منع کیا گیا ہے اس سے وہ زیادتی مراد ہے جو انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہو۔

❖ ایک بات یاد دلائی جارہی ہے کہ ہر نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔[54]، قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ ٱلنَّعِيمِ ﴿٨﴾ ﴾التکاثر

آیات اور حدیث

آیت 1:

قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ أَلْهَىٰكُمُ ٱلتَّكَاثُرُ ﴿١﴾ حَتَّىٰ زُرْتُمُ ٱلْمَقَابِرَ ﴿٢﴾ ﴾التکاثر

[54] (مزید تفصیل کے لیے تفسیر ابن کثیر ج8/ ص475)

ترجمہ:

زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے۔

آیت 2:

قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ ٱلنَّعِيمِ ۝٨ ﴾التكاثر

ترجمہ:

پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔

حدیث:

نِعمتان مغبونٌ فيهما كثيرٌ من النَّاسِ : الصِّحَّةُ والفراغُ. [55]

ترجمہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے (ایک) تندرستی (دوسری) خوش حالی۔

103۔ سورۃ العصر		
زمانہ	The Time	AL-ASR
مقام نزول: مکہ		

بعض موضوعات

- ❖ کافروں کا حال (1-2)
- ❖ مومنوں کا حال (3)

بعض اسباق

- ❖ اللہ نے عصر کی قسم کھائی جو اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کے معنی زمانہ اور وقت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا زمانہ کی

[55] (صحيح البخاري: 6412)

قسم کھانا، زمانہ کی اہمیت و فضیلت کو واضح کرتا ہے۔

❖ خسارے سے بچنے کے لیے چار باتوں کو اپنانا ہر آدمی کے لیے ضروری ہے 1۔ ایمان 2۔ عمل صالح 3۔ حق کی وصیت کرنا 4۔ صبر کی وصیت کرنا، اور یہ چار اعمال اپنی جگہ خسارے سے نکالنے کا ذریعہ بھی ہیں اور جنت میں اعلیٰ درجات پانے کا ذریعہ بھی۔

مناسبت / لطائف التفسیر

❖ سورۃ العصر میں کامیاب انسان کے چار اصول بتائے گئے جب کہ سورہ ھمزہ میں ناکام انسان کی علامات بتائی گئیں ہیں۔[56]

❖ یہ مکی سورت ہے دیکھنے میں چھوٹی ہے لیکن معنی کا سمندر اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

❖ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر اللہ سورۃ العصر کے سوا کوئی اور سورت نازل نہ کرتا تو یہی ایک سورت کافی تھی۔ کیونکہ اسلام کی بنیاد چار چیزوں پر قائم ہے: ایمان، عمل صالح، حق کی وصیت اور صبر کی تلقین۔[57]

آیات اور حدیث

آیت:

قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿وَٱلۡعَصۡرِ ۝١ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَفِي خُسۡرٍ ۝٢ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَتَوَاصَوۡاْ بِٱلۡحَقِّ وَتَوَاصَوۡاْ بِٱلصَّبۡرِ ۝٣﴾العصر

ترجمہ:

قسم ہے زمانہ کی۔ بیشک (بالیقین) انسان سر تا سر نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

---

[56] مزید تفصیل کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (الفوز العظيم والخسران المبين في ضوء الكتاب والسنة: سعيد بن علي بن وهف القحطاني)

[57](مزید تفصیل کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں-أركان الإسلام في ضوء الكتاب والسنة:سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الأصول الثلاثة: محمد بن عبد الوهاب)

اور نیک عمل کیے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

حدیث:

إنَّ اللَّهَ قالَ : إذا ابتليتُ عبدي بحبيبتَيهِ فصبرَ ، عوَّضتُه منهُما الجنَّةَ . يريدُ : عينيهِ .[58]

ترجمہ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں یعنی دو آنکھوں کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کے عوض اس کو جنت عطا کرتا ہوں۔

104۔ سورۃ الھمزۃ		
چغلی کرنا	The Slanderer	AL-HUMAZAH
مقام نزول: مکہ		

بعض موضوعات

- ❖ لوگوں کو طعنہ دینے والے کو قیامت کے دن وعید سنائی گئی (1-9)

بعض اسباق

- ❖ قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے کا عقیدہ بیان کیا گیا۔
- ❖ غیبت، چغلی اور عیب ٹٹولنے سے روکا گیا کہ جو بھی ایسا کرے گا اس کے لیے دنیا وآخرت میں بڑی رسوائی اور سخت ترین عذاب ہے۔
- ❖ بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا غیبت کرنے والا ہو۔[59]
- ❖ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا مال ہمیشہ رہے گا؟ یا یہ مال ان کو باقی رکھے گا؟ وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کا ٹھکانہ جہنم کی

[58] (صحيح البخاري:5653)

[59] (مزید تفصیل کے لیے تفسیر ابن کثیر ج8/ ص481)

آگ ہو گی جو کبھی نہ بجھے گی۔ وہ ایسی آگ ہو گی جو دلوں تک پہنچے گی اور ہڈیوں کو جلا ڈالے گی۔[60]

- ❖ دین کو چھوڑ کر مال کے نشے میں مست رہنے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کیونکہ یہ نشہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ تک پہنچا دے گا۔ یہ سکون کا ذریعہ نہیں بلکہ ہر قسم کے سکون و اطمینان کے چھن جانے کا ذریعہ بن جائے گا۔
- ❖ اللتی تطلع علی الافئدة۔۔۔ کے ذریعہ عذاب کی شدت و ہولناکی کو واضح کیا گیا کہ اس آگ سے جسم کے ساتھ دل بھی لپیٹ میں آئے گا۔
- ❖ بھلائی کا حکم دیا گیا اور برائی سے روکا گیا، اس طرح آدمی کو اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرنا چاہیے جو اپنے لیے پسند کرتا ہو، کوئی بھی اپنی عیب جوئی، چغلی اور غیبت کو پسند نہیں کرتا تو دوسروں کے لیے بھی اس کو پسند نہ کرے اور اس معاملہ میں کسی کا ساتھ نہ دے۔

آیات اور حدیث

آیت:

قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ ٱلَّذِى جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُۥ ﴿٢﴾ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُۥٓ أَخْلَدَهُۥ ﴿٣﴾ ﴾ الهمزة

ترجمہ:

جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جائے ۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا ۔

حدیث:

يقول العبدُ مالي مالي إنما له من مالِه ثلاثٌ ما أكل فأَفْنى أو لبِس فأبْلى أو أعطى فاقْتَنى وما سِوى ذلك فهو ذاهبٌ وتارِكُه للناسِ[61]

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

[60] (مزید تفصیل کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں -وصف النار وأسباب دخولها وما ينجي منها: عبد الله بن جار الله بن إبراهيم الجار الله)

[61] (صحیح مسلم:2959)

ترجمہ:

بندہ کہتا ہے میرا مال حالانکہ اس کے مال میں سے اس کی صرف تین چیزیں ہے جو کھایا اور ختم کر لیا جو پہنا اور پرانا کر لیا جو اس نے اللہ کے راستہ میں دیا یہ اس نے آخرت کے لیے جمع کر لیا اس کے علاوہ تو صرف جانے والا اور لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔

عمومی معلومات

مختلف مباحث وعناوینِ سورہ پر سیر حاصل معلومات اور سورۃ سے متعلق مخالف اسلام اسرائیلیات پر رد وموضوع اَحادیث وغیر منجبر ضعیف اَحادیث پر رد اور رد باطل عقائد و نظریات وشبہات در لغت واسلامی موضوعات اور اسی طرح جدید ریسرچ پر مبنی شبہات کا تفصیلی رد۔

سورۃ العادیات

(ابن کثیر نے جن اسانید کو ضعیف کہا)

48-حديث ابن عباس رضى الله عنهما

عربی متن:

((بعث رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خيلا فأشهرت شهرًا لا يأتيه منها خبر، فنزلت: ﴿وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا . . .﴾))

← یہ ایک غریب حدیث ہے، جس میں غزوہ اور سورہ العادیات کے نزول کا سبب بیان ہوا۔

ترجمہ:

"رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی دستہ بھیجا جو ایک ماہ تک لوٹے بغیر رہا، ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا . . .﴾ یعنی جن کے سموں سے آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں، جنہوں نے صبح کی وقت حملہ کیا..."

49-حديث أبي أمامة رضى الله عنه

عربی متن:

﴿إِنَّ الإنْسَانَ لِرَبّهِ لَكَنُودٌ﴾ قال: "الكفور الذي يأكل وحده، ويضرب عبده، ويمنع رفده".

- ← اس حدیث کی سند ضعیف ہے، کیونکہ اس میں جعفر بن الزبیر ہے جو متروک ہے؛
- ← بعض روایات میں یہ موقوف شکل میں بھی آیا ہے۔

ترجمہ:

"یہ وہ ناشکرا انسان ہے جو اکیلا کھاتا ہے، اپنے غلام کو مارتا ہے، اور کسی کو مہمان نوازی نہیں دیتا۔"

سورة التكاثر

50-حديث على رضى الله عنه

عربی متن:

((ما زلنا نشك في عذاب القبر حتى نزلت: ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۞ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾))

- ← ترمذی نے اس کو غریب کہا، اور البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا۔

ترجمہ:

"ہم قبر کے عذاب میں شک کرتے رہے یہاں تک کہ ﴿حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ نازل ہوئی۔"

51-حدیث ابن عباس اور عمر رضی اللہ عنہما

عربی متن:

(. . . خرج رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عند الظهيرة، فوجد أبا بكر، ثم عمر . . .

فذهبوا حضرت أبو الهیثم کے پاس... اس نے کھجوریں توڑ کر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: "حسبك يا

أبا الهيثم"))

ترجمہ:

"نبی کریم ﷺ ایک دن دوپہر کو نکلے اور ابو بکر کو مسجد میں پایا... پھر عمر آ گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیوں آئے؟ سب نے بھوک کی شکایت کی۔ آپ ﷺ ولد ابوالہیثم کے گھر گئے، اس نے خوشی سے کھجوروں کے خوشے لا کر پیش کیے، آپ ﷺ نے فرمایا: 'بس کرو اے ابوالہیثم!' پھر انہیں سایہ اور کھانے دیا، یہ پورا واقعہ سورۃ التکاثر کے آخری آیات سے منسلک کیا گیا۔"

ختم شد (ابن کثیر نے جن اسانید کو ضعیف کہا)

بارہواں حصہ

(عمومی معلومات)

1. عمومی معلومات و مقاصد و موضوعات

سورۃ العادیات

❖ مکی سورت ہے۔

❖ نام کی وجہ: ابتدائی آیت "والعادیات" سے۔

❖ موضوعات:

- اللہ تعالیٰ کا گھوڑوں کی قسم کھانا (جہاد اور مجاہدین کی عظمت)
- انسان کی ناشکری، مال کی محبت اور حرص۔
- قیامت اور حساب کی یاد دہانی، دلوں کے راز ظاہر ہونے کا تذکرہ۔

❖ مقاصد:

- انسان کو اعمال صالحہ کی طرف ابھارنا۔
- دنیا کی محبت سے بچنے، آخرت کی تیاری کی تلقین

سورۃ القارعۃ

❖ مکی سورت ہے

❖ نام کی وجہ: "القارعۃ" قیامت کے ناموں میں سے ہے، دلوں کو دہلا دینے والی

❖ موضوعات:

- قیامت کے مناظر: لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح، پہاڑ اون کی طرح۔
- اعمال کا وزن: نیک لوگ جنت میں، بدکار جہنم میں۔

❖ مقاصد:

- بعث و جزا کا اثبات۔
- انسان کی کمزوری، دنیا کی فانی حیثیت، آخرت کی تیاری کی تلقین

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سورۃ التکاثر

- ❖ مکی سورت ہے۔
- ❖ نام کی وجہ: "التکاثر" (زیادہ کی دوڑ)۔
- ❖ موضوعات:
  - دنیا کی حرص، مال و اولاد میں فخر اور مقابلہ۔
  - موت اور قبروں کی زیارت، قیامت کا حساب۔
- ❖ مقاصد:
  - دنیا کی غفلت سے خبردار کرنا۔
  - آخرت کی تیاری، نعمتوں پر شکر کی تلقین

سورۃ العصر

- ❖ مکی سورت ہے
- ❖ نام کی وجہ: "العصر" (زمانہ / وقت / عصر کی نماز)
- ❖ موضوعات:
  - انسان کی عمومی خسارہ میں مبتلا فطرت۔
  - چار صفات والے مستثنیٰ: ایمان، عمل صالح، حق کی تلقین، صبر کی تلقین
- ❖ مقاصد:
  - ایمان و عمل صالح کی اہمیت۔
  - معاشرتی اصلاح: حق و صبر پر باہمی نصیحت

سورۃ الھمزۃ

- ❖ مکی سورت ہے
- ❖ نام کی وجہ: "الھمزۃ" (عیب جوئی کرنے والا)

❖ موضوعات:

- عیب جوئی، طعنہ زنی، مال کی حرص۔
- جہنم کی وعید، اس کی شدت وہولناکی

❖ مقاصد:

- معاشرتی اخلاق کی اصلاح، غیبت وعیب جوئی کی مذمت۔
- دنیا کی فانی حیثیت اور انجام کی یاددہانی

1. لغوی وادبی نکات

❖ سورۃ العادیات میں فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ نمونے، تشبیہات (گھوڑوں کی دوڑ، گرد، حملہ)، قسم، اور انسان کی فطرت کا بیان

❖ سورۃ القارعۃ میں قیامت کی شدت کو "القارعۃ" (دھماکہ، زلزلہ) سے تعبیر کیا گیا ہے

❖ سورۃ العصر میں تین آیات میں پورا دین ومعاشرہ سمو دیا گیا ہے

❖ سورۃ الھمزۃ میں مبالغہ کے صیغے "ھمزۃ لمزۃ" اور جہنم کی شدت کا بیان

2. نتیجہ

❖ ان سورتوں کا پیغام ایمان، عمل صالح، آخرت کی تیاری، اخلاقی اصلاح، اور دنیا کی حرص سے بچنا ہے۔

اسائن منٹ

اور طلبہ وطالبات کے لئے 3 اسائن منٹ

نوٹ: بچوں اور بڑوں کے لیے 3 اسائنمنٹس

1) بچوں کے لیے اسائنمنٹ (عمر کا گروپ: 8-12 سال)

2) بالغوں کے لیے اسائنمنٹ

اسائنمنٹ 1: سورۃ العادیات (بچوں کے لیے: عمر 8-12 سال)

حصہ 1: کثیر الانتخاب سوالات (MCQs)

1. سورۃ العادیات میں "العادیات" کا کیا مطلب ہے؟

a) پہاڑ

b) دوڑتے ہوئے گھوڑے

c) ستارے

d) سمندر

جواب: b) دوڑتے ہوئے گھوڑے

2. سورۃ العادیات کی ابتدائی آیات میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

a) قدرت کی خوبصورتی

b) گھوڑوں کی رفتار اور طاقت

c) رات اور دن

d) جہنم کی سزا

جواب: b) گھوڑوں کی رفتار اور طاقت

3. سورۃ انسانوں کے بارے میں کیا کہتی ہے؟

a) وہ ہمیشہ شکر گزار ہوتے ہیں

b) وہ مال سے بہت محبت کرتے ہیں

c) وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ مہربان ہوتے ہیں

d) وہ کبھی غلطی نہیں کرتے

جواب: b) وہ مال سے بہت محبت کرتے ہیں

حصہ 2: خالی جگہ پر لفظ لکھیں

1. لفظ "العادیات" سے مراد ________ ہے۔ (جواب: دوڑتے ہوئے گھوڑے)

2. سورۃ بیان کرتی ہے کہ انسان بہت زیادہ ________ سے محبت کرتا ہے۔ (جواب: مال)

3. قیامت کے دن تمام________ ظاہر ہو جائیں گے۔(جواب:راز)

حصہ 3: درست یا غلط

1. سورۃ العادیات گھوڑوں کی جنگ میں طاقت بیان کرتی ہے۔(درست)

2. انسان ہمیشہ اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے۔(غلط)

3. سورۃ ناشکری کے نتائج کے بارے میں خبردار کرتی ہے۔(درست)

حصہ 4: صحیح جواب کا انتخاب کریں

1. سورۃ العادیات ہمیں کیا سبق دیتی ہے؟

- ❖ مال سے زیادہ محبت کرنا
- ❖ اعمال کا اللہ کے ذریعے حساب ہونا(✔ درست جواب)
- ❖ انسان ہمیشہ زندہ رہے گا

2. قیامت کے دن کیا ہو گا؟

- ❖ لوگوں کے راز ظاہر ہوں گے(✔ درست جواب)
- ❖ لوگوں کا حساب نہیں ہو گا
- ❖ سب جنت میں جائیں گے

حصہ 5: غور و فکر کے سوالات

1. سورۃ العادیات انسان کی فطرت کے بارے میں کیا سکھاتی ہے؟

(جواب: یہ سکھاتی ہے کہ انسان مال سے بہت محبت کرتا ہے اور ناشکرا ہو سکتا ہے۔)

2. ہم اس سورۃ کے مطابق ناشکری سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

(جواب: اللہ کو یاد رکھ کر، شکر گزار ہو کر، اور اپنے مال کو ضرورت مندوں کے ساتھ بانٹ کر۔)

اسائنمنٹ 2: سورۃ العادیات (بالغوں کے لیے: عمر 14 سال سے اوپر)

حصہ 1: کثیر الانتخاب سوالات (MCQs)

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION

1. سورۃ العادیات کی ابتدائی آیات میں کون سی تشبیہ استعمال کی گئی ہے؟

a) بہتے ہوئے دریا

b) جنگی گھوڑوں کی رفتار اور شدت

c) طلوع آفتاب

d) کائنات کی وسعت

جواب: b) جنگی گھوڑوں کی رفتار اور شدت

2. سورۃ العادیات انسان کی کون سی صفت کو اجاگر کرتی ہے؟

a) صبر اور انکساری

b) مال سے گہری محبت

c) فطری نیکی کی طرف رجحان

d) مہربانی اور سخاوت

جواب: b) مال سے گہری محبت

3. اس سورۃ کے مطابق قیامت کے دن کیا ظاہر ہو گا؟

a) ہر ایک کے راز اور اعمال

b) دنیا کے خزانے

c) پوشیدہ ستارے

d) جنت کی خوبصورتی

جواب: a) ہر ایک کے راز اور اعمال

حصہ 2: خالی جگہ پر لفظ لکھیں

1. اللہ تعالیٰ ابتدائی آیات میں کس چیز کی قسم کھاتا ہے؟ (جواب: دوڑتے ہوئے گھوڑے)

2. انسان شدت سے کس چیز سے محبت کرتا ہے؟ (جواب: مال)

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

3. قیامت کے دن کیا چیزیں ظاہر ہوں گی؟(جواب:راز)

حصہ 3: درست یا غلط

1. سورۃ العادیات ناشکری کے نتائج کے بارے میں خبردار کرتی ہے۔(درست)

2. سورۃ لوگوں کو مال سے زیادہ محبت کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔(غلط)

3. دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی تشبیہ جلدی اور طاقت کی نمائندگی کرتی ہے۔(درست)

حصہ 4: صحیح جواب کا انتخاب کریں

1. سورۃ العادیات کا ایک اہم سبق کیا ہے؟

❖ اعمال کے نتائج ہوں گے (✓ درست جواب)

❖ مال ایمان سے زیادہ اہم ہے

❖ زندگی ہمیشہ آسان ہوگی

2. سورۃ العادیات کا پیغام سن کر مومن کو کیا کرنا چاہیے؟

❖ صرف مال کمانے پر توجہ دے

❖ اپنے اعمال پر غور کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے (✓ درست جواب)

❖ قیامت کو نظر انداز کر

حصہ 5: غور و فکر کے سوالات

1. سورۃ العادیات مال سے محبت کرنے والوں کو کیا خبردار کرتی ہے؟

(جواب: یہ خبردار کرتی ہے کہ مال سے زیادتی محبت انسان کو ناشکرا اور اللہ کے حقوق سے غافل بنا سکتی ہے۔)

2. اس سورۃ کے مطابق قیامت کی تیاری کیسے کی جائے؟

(جواب: عقیدہ کی صحیح پہچان، اعمال کی اصلاح، حرص سے بچنا، اور اخلاص کے ساتھ نیک عمل کرنا۔)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

یہ اسائنمنٹس بچوں اور بڑوں دونوں کو سورۃ العادیات کے اسباق سمجھنے میں مدد دیں گے اور ان کے قرآن فہمی اور لغت کو بہتر بنائیں گے۔

الحمد للہ

یہ وضاحتیں بچوں اور بڑوں دونوں کو ان سورتوں کے معانی کو واضح طور پر سمجھنے اور اپنی زندگی سے جوڑنے میں مدد دینے کے لیے تیار کی گئی ہیں۔ ان شاء اللہ۔

سورۃ القارعہ (دھماکہ خیز آفت / قیامت)

1. القارعہ (The Striking Calamity)

- ❖ اس سے مراد قیامت کا دن ہے، ایک ایسا دن جو دلوں کو خوف اور دہشت سے ہلا دے گا۔

2. القارعہ کیا ہے؟

- ❖ یہ ایک بلاغی سوال ہے تاکہ اس دن کی سنجیدگی اور دہشت کو اجاگر کیا جائے۔

3. اور تمہیں کیا معلوم القارعہ کیا ہے؟

- ❖ اس سوال کو دہرانا اس بات پر زور دینے کے لیے ہے کہ کوئی بھی اس واقعے کی شدت کو مکمل طور پر نہیں سمجھ سکتا۔

4. اس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے۔

- ❖ اس دن لوگ پریشان اور بے سمت ہوں گے، جیسے پروانے روشنی کی طرف بے مقصد اڑتے ہیں۔

5. اور پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔

- ❖ مضبوط پہاڑ ہلکے اور نرم ہو جائیں گے، جیسے ہوا میں اڑتی ہوئی اون۔

6. پھر جس کے اعمال کا پلڑا بھاری ہو گا،

- ❖ جن لوگوں نے زیادہ نیکیاں کی ہوں گی، ان کے اعمال کا پلڑا بھاری ہو گا۔

7. وہ خوشگوار زندگی میں ہو گا۔

- ❖ ایسے لوگ جنت میں خوش اور آرام دہ زندگی گزاریں گے۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

8. اور جس کے اعمال کا پلڑا ہلکا ہو گا،

❖ جنہوں نے کم نیکیاں کی ہوں گی یا برائیاں زیادہ ہوں گی، ان کا پلڑا ہلکا ہو گا۔

9. اس کا ٹھکانہ گہری کھائی (جہنم) ہو گا۔

❖ ان کا آخری ٹھکانہ ایک گہرا، ہولناک گڑھا (جہنم) ہو گا۔

10. اور تمہیں کیا معلوم وہ کیا ہے؟

❖ پھر سے اس گڑھے (جہنم) کی ہولناکی کو اجاگر کیا گیا ہے۔

11. وہ آگ ہے، نہایت گرم۔

❖ یہ آگ اتنی شدید اور تکلیف دہ ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

Assignment for Surah Al-Qariah

Assignment 1: For Kids (Ages 8-12)

.1Multiple Choice Questions (MCQs):

a) "القارعہ" کا کیا مطلب ہے؟

- A. قیامت کا دن
- B. دھماکہ خیز آفت (The Striking Calamity)
- C. خوبصورت باغ
- D. پُرسکون رات

جواب: B. دھماکہ خیز آفت

b) قیامت کے دن لوگ کیسے ہوں گے؟

- A. پُرسکون اور خوش
- B. بکھرے ہوئے پروانے
- C. خاموش کھڑے

• D. کھیلتے ہوئے

جواب: B. بکھرے ہوئے پروانے

.2Fill in the Blanks:

a) "The Striking". ______

(جواب: Calamity/آفت)

b) "And the mountains will be like ______ wool".

(جواب: fluffed/دھنکی ہوئی)

.3True/False:

a) سورۃ القارعہ ایک پُرسکون اور پُرامن دن کا ذکر کرتی ہے۔ (غلط)

b) سورۃ بیان کرتی ہے کہ اس دن لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے۔ (درست)

.4Vocabulary Matching:

عربی لفظ - معنی

a) قارعہ - (2) The Striking Calamity

b) ثقلت - (1) Heavy

.5Reflection Question:

a) قیامت کے دن اعمال کے تولے جانے کے علم کے بعد نیک اعمال کیوں ضروری ہیں؟

Answer Key (For Kids):

.1MCQs: a) B. The Striking Calamity b) B. Scattered moths

.2Fill in the Blanks: a) Calamity b) fluffed

.3True/False: a) False b) True

.4Vocabulary Matching: a) 2. The Striking Calamity b) 1. Heavy

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

Assignment 2: For Adults

.1Multiple Choice Questions (MCQs):

a)سورۃ القارعہ میں "دھماکہ خیز آفت" کی کیا اہمیت ہے؟

- A. یہ ایک معمولی واقعہ ہے
- B. یہ قیامت اور اس کے زبردست اثرات کی علامت ہے
- C. یہ ایک تاریخی جنگ ہے
- D. یہ ایک پُرامن اجتماع ہے

جواب:B. یہ قیامت اور اس کے زبردست اثرات کی علامت ہے

b)جن کے اعمال کا پلڑا بھاری ہو گا ان کے ساتھ کیا ہو گا؟

- A. وہ خوشگوار زندگی گزاریں گے
- B. انہیں سخت سزا ملے گی
- C. انہیں نظر انداز کر دیا جائے گا
- D. وہ زمین پر واپس آ جائیں گے

جواب:A. وہ خوشگوار زندگی گزاریں گے

.2Fill in the Blanks:

a)"لیکن جس کے اعمال کا پلڑا ______ ہو گا، وہ خوشگوار زندگی میں ہو گا۔" (جواب: بھاری/heavy)

b)"اور جس کے اعمال کا پلڑا ______ ہو گا، اس کا ٹھکانہ گہری کھائی ہے۔" (جواب: ہلکا/light)

.3 Vocabulary Matching:

عربی لفظ - معنی

a)ثقلت - (1)Heavy

b)ہاویہ - (2)Abyss

.4Vocabulary Analysis:

الفاظ کو اسم (Noun) یا فعل (Verb) کے طور پر پہچانیں، اور واحد / جمع یا ماضی / مضارع بتائیں:

a) قارعہ - اسم (واحد)

b) ثقلت - فعل (ماضی)

c) ہاویہ - اسم (واحد)

.5Reflection Questions:

a) سورۃ القارعہ کس طرح انسان کو خود احتسابی اور اعمال کی جوابدہی کی طرف راغب کرتی ہے؟

b) کسی حالیہ نیک عمل پر غور کریں اور نیک اعمال کی فہرست لکھیں۔

Answer Key (For Adults):

.1MCQs: a) B. It symbolizes the Day of Judgment and its overwhelming impact b) A. They will live a pleasant life

.2Fill in the Blanks: a) heavy b) light

.3Vocabulary Matching: a) 1. Heavy b) 2. Abyss

.4Vocabulary Analysis: a) Qariah – Ism (Noun, Singular) b) Thaqulat – Fi'l (Verb, Past) c) Haawiyah – Ism (Noun, Singular(

Assignment 3: Combined Review (For Both Kids and Adults)

.1Answer:

a) سورۃ القارعہ کا بنیادی سبق کیا ہے؟

جواب: قیامت کے دن کی سنجیدگی اور نیک اعمال کی اہمیت کو سمجھنا۔

.2Fill in the Blanks:

a) "The Striking ______." (جواب: Calamity / آفت)

(دھنکی ہوئی/fluffed:جواب)".b) "And the mountains will be like ______ wool

.3True/False:

a)سورۃ القارعہ سکھاتی ہے کہ نیک اعمال آخرت میں خوشگوار زندگی کا سبب بنتے ہیں۔(درست)

.4Vocabulary Matching:

عربی لفظ - معنی

The Striking Calamity(1)-قارعہ(a

Heavy(2)-ثقلت(b

Abyss(3)-ہاویہ(c

.5Reflection Question:

a) کیوں ضروری ہے کہ ہم اپنے اعمال کو یاد رکھیں اور انہیں بہتر بنائیں، جانتے ہوئے کہ قیامت کے دن ان کا وزن کیا جائے گا؟

Answer Key (Combined Review):

.1Answer: a) B. To understand the seriousness of the Day of Judgment and the importance of good deeds

.2Fill in the Blanks: a) Calamity b) fluffed

.3True/False: a) True

.4Vocabulary Matching: a) 1. The Striking Calamity b) 2. Heavy c) 3. Abyss

یہ اسائنمنٹس بچوں اور بڑوں دونوں کو سورۃ القارعہ کے پیغام کو سمجھنے، اپنی زندگی سے جوڑنے، اور قرآن کے الفاظ و تصورات کو سیکھنے میں مدد دیں گے۔

سورۃ التکاثر (زیادہ کی دوڑ)

1. دنیاوی زیادتی کی دوڑ تمہیں غافل کر دیتی ہے۔

❖ لوگ زیادہ دولت اور چیزیں جمع کرنے میں اتنے مصروف ہو جاتے ہیں کہ اصل اہم چیزوں سے غافل ہو جاتے ہیں۔

2. یہ دوڑ تمہیں اس وقت تک مصروف رکھے گی جب تک تم قبروں میں نہ پہنچ جاؤ۔

❖ یہ مقابلہ بازی تمہیں موت تک مشغول رکھے گی۔

3. ہر گز نہیں! تم جلد ہی جان لوگے۔

❖ جلد ہی تم حقیقت اور اصل اہمیت کو جان لوگے۔

4. پھر ہر گز نہیں! تم ضرور جان لوگے۔

❖ تنبیہ کو دہرایا گیا ہے کہ تم ضرور سمجھوگے، لیکن شاید اس وقت بہت دیر ہو چکی ہو۔

5. ہر گز نہیں! اگر تم یقینی علم رکھتے...

❖ اگر تمہیں آخرت کی حقیقت کا یقینی علم ہوتا تو تم دنیاوی چیزوں میں نہ الجھتے۔

6. تم ضرور جہنم کو دیکھوگے۔

❖ تم اس سزا کو دیکھوگے جو حق کو نظر انداز کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

7. پھر تم اسے یقین کی آنکھ سے دیکھوگے۔

❖ تم صرف سنوگے نہیں، بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھوگے۔

8. پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

❖ اس دن تم سے ہر اس نعمت اور آسائش کے بارے میں سوال ہوگا جو تم نے دنیا میں پائی اور اس کا استعمال کیسے کیا۔

(سورۃ التکاثر اسائنمنٹ) اسائنمنٹ 1: بچوں کے لیے (عمر 8-12 سال)

1. کثیر الانتخاب سوالات (MCQs)

(A) "التکاثر" کا کیا مطلب ہے؟

- A. دوسروں کی مدد کرنا

- B. زیادہ کی دوڑ میں مقابلہ کرنا
- C. دوستوں کے ساتھ بانٹنا
- D. شکر گزار ہونا

جواب: B. زیادہ کی دوڑ میں مقابلہ کرنا

(B) سورۃ التکاثر میں لوگ کس چیز میں مقابلہ کر رہے ہیں؟

- A. علم
- B. دولت اور دنیاوی چیزیں
- C. نیک اعمال
- D. دعائیں

جواب: B. دولت اور دنیاوی چیزیں

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں:

a) "دنیاوی زیادتی کی دوڑ تمہیں ______ کرتی ہے۔"

(جواب: غافل / diverts)

b) "یہاں تک کہ تم ______ میں پہنچ جاؤ۔"

(جواب: قبریں / graves)

3. درست / غلط:

a) سورۃ التکاثر سکھاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ چیزیں جمع کرنا ہمیں ہمیشہ خوش رکھے گا۔ (غلط)

b) سورۃ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہم سے نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ (درست)

4. الفاظ کا میل:

عربی لفظ - معنی

a) تکاثر - (2) زیادہ کی دوڑ میں مقابلہ

b) المقابر-(1) قبریں

c) نعیم-(3) نعمتیں

5. غور و فکر کا سوال:

a) ہمارے پاس جو کچھ ہے اس پر شکر گزار ہونا کیوں ضروری ہے بجائے اس کے کہ ہمیشہ زیادہ کی خواہش کریں؟

جواب نامہ (بچوں کے لیے):

1. MCQs: a) B. Competition for more b) B. Wealth and worldly things
2. Fill in the Blanks: a) diverts b) graves
3. True/False: a) False b) True
4. Vocabulary Matching: a) 2. Competition for more b) 1. Graves c) 3. Blessings

اسائنمنٹ 2: بڑوں کے لیے

(1). کثیر الانتخاب سوالات (MCQs)

a) سورۃ التکاثر میں اصل وارننگ کیا ہے؟

- A. جہالت کے خطرات
- B. دنیاوی فائدے کے لیے مقابلہ بازی کے خطرات
- C. سفر کی اہمیت
- D. دوستی کی قدر

جواب: B. دنیاوی فائدے کے لیے مقابلہ بازی کے خطرات

(B) "المقابر" اس سورۃ میں کس چیز کو ظاہر کرتا ہے؟

- A. مساجد
- B. اسکول

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

- C. قبریں
- D. بازار

جواب:C. قبریں

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں:

a) "دنیاوی زیادتی کی دوڑ تمہیں غافل کر دیتی ہے یہاں تک کہ تم ______ میں پہنچ جاؤ۔"

(جواب: قبریں/ graves)

b) "پھر اس دن تم سے ______ کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔"

(جواب: نعمتیں/ blessings)

3. درست/ غلط:

a) سورۃ التکاثر دنیاوی چیزوں کی عارضی نوعیت کو اجاگر کرتی ہے۔ (درست)

b) سورۃ بتاتی ہے کہ دولت اور مقابلہ بازی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ (غلط)

4. الفاظ کا میل:

عربی لفظ - معنی

a) تکاثر - (1) زیادہ کی دوڑ میں مقابلہ

b) المقابر - (2) قبریں

c) نعیم - (3) نعمتیں

5. الفاظ کا تجزیہ:

الفاظ کو اسم (Noun) یا فعل (Verb) کے طور پر پہچانیں، اور واحد/ جمع یا ماضی/ مضارع بتائیں:

a) تکاثر - اسم (Noun)

b) المقابر - اسم (Noun, جمع)

c) نعیم - اسم (Noun)

6. غور و فکر کے سوالات:

a) سورۃ التکاثر ہمیں دنیاوی چیزوں سے تعلق کے بارے میں کیسے سوچنے پر ابھارتی ہے؟

b) کبھی ایسا وقت بیان کریں جب مادی چیزوں پر توجہ دینے سے آپ اہم مقاصد سے دور ہو گئے۔ آپ نے اپنی ترجیحات کیسے درست کیں؟

جواب نامہ (بڑوں کے لیے):

.1MCQs: a) B. The dangers of competing for worldly gains b) C. Graves

.2Fill in the Blanks: a) graves b) blessings

.3True/False: a) True b) False

.4Vocabulary Matching: a) 1. Competition for more b) 2. Graves c) 3. Blessings

.5Vocabulary Analysis: a) Takathur - Ism (Noun) b) Al-Maqabir - Ism (Noun, Plural) c) Na'eem - Ism (Noun(

اسائنمنٹ 3: مشترکہ جائزہ (بچوں اور بڑوں دونوں کے لیے)

GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

1. جواب:

a) سورۃ التکاثر ہمیں کیا سبق دیتی ہے؟

جواب: زندگی کی عارضی نوعیت اور شکر گزاری کی اہمیت پر توجہ مرکوز کرنا۔

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں:

a) "دنیاوی زیادتی کی دوڑ تمہیں ______ کرتی ہے۔" (جواب: غافل/diverts)

b) "پھر اس دن تم سے ______ کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔" (جواب: نعمتیں/blessings)

3. درست/غلط:

a) سورۃ التکاثر یاد دلاتی ہے کہ ہم سے پوچھا جائے گا کہ ہم نے اپنی نعمتوں کو کیسے استعمال کیا۔ (درست)

4. الفاظ کا میل:

عربی لفظ - معنی

a) تکاثر - (1) زیادہ کی دوڑ میں مقابلہ

b) المقابر - (2) قبریں

c) نعیم - (3) نعمتیں

5. غور و فکر کا سوال:

a) مادی چیزوں میں مقابلہ کرنے کے بجائے بامعنی اعمال اور شکرگزاری پر توجہ دینا کیوں ضروری ہے؟

جواب نامہ (مشترکہ جائزہ):

.1Answer: a) B. To focus on the temporary nature of life and the importance of gratitude

.2Fill in the Blanks: a) diverts b) blessings

.3True/False: a) True

.4Vocabulary Matching: a) 1. Competition for more b) 2. Graves c) 3. Blessings

یہ اسائنمنٹس بچوں اور بڑوں دونوں کو سورۃ التکاثر کے پیغام کو سمجھنے، اپنی زندگی سے جوڑنے، اور قرآن کے الفاظ و تصورات کو سیکھنے میں مدد دیں گے۔

سورۃ العصر (زمانہ)

1. زمانے کی قسم

- اللہ تعالیٰ زمانے کی قسم کھاتا ہے، جس سے اس کی اہمیت اور اس کے ختم ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

2. یقیناً انسان خسارے میں ہے

- زیادہ تر لوگ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں اور اصل اہم چیزوں سے محروم ہو رہے ہیں۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION

3. سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک اعمال کیے، اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی نصیحت کی

- ❖ صرف وہی لوگ خسارے میں نہیں ہیں جو:
- ❖ اللہ پر ایمان لاتے ہیں
- ❖ نیک اعمال کرتے ہیں
- ❖ ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے ہیں
- ❖ اور مشکل وقت میں صبر کی نصیحت کرتے ہیں

سورۃ العصر اسائنمنٹ

اسائنمنٹ 1: بچوں کے لیے (عمر 8-12 سال)

1. کثیر الانتخاب سوالات (MCQs):

(A) "العصر" کا کیا مطلب ہے؟

- A. صبح
- B. شام
- C. وقت
- D. رات

جواب: C. وقت

(B) سورۃ العصر کے مطابق کون لوگ خسارے میں نہیں ہیں؟

- A. جو دولت جمع کرتے ہیں
- B. جو ایمان لاتے ہیں، نیک اعمال کرتے ہیں، اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی نصیحت کرتے ہیں
- C. جو بہت زیادہ سوتے ہیں
- D. جو سارا دن کھیلتے ہیں

جواب: B. جو ایمان لاتے ہیں، نیک اعمال کرتے ہیں، اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی نصیحت کرتے ہیں

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں:

a)"زمانے کی قسم، یقیناً انسان ______ میں ہے۔"(جواب: خسارے / loss)

b)"سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک ______ کیے۔"(جواب: اعمال / deeds)

3. درست / غلط:

a)سورۃ العصر سکھاتی ہے کہ سب لوگ بغیر کوشش کے کامیاب ہیں۔(غلط)

b)سورۃ حق اور صبر کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔(درست)

4. الفاظ کا میل:

عربی لفظ - معنی

a)عصر -(1)وقت

b)حق -(2)حق

c)صبر -(3)صبر

5. غور و فکر کا سوال:

a)روزمرہ زندگی میں سچائی اور صبر کیوں ضروری ہیں؟

جواب نامہ (بچوں کے لیے):

.1MCQs: a) C. The Time b) B. Those who believe, do good deeds, and tell the truth

.2Fill in the Blanks: a) loss b) deeds

.3True/False: a) False b) True

.4Vocabulary Matching: a) 1. Time b) 2. Truth c) 3. Patience

اسائنمنٹ 2: بڑوں کے لیے

1. کثیر الانتخاب سوالات (MCQs):

(A) سورۃ العصر کا مرکزی موضوع کیا ہے؟

- A. فطرت کی خوبصورتی
- B. وقت کی عارضی نوعیت اور نجات کی کنجیاں
- C. دولت کی اہمیت
- D. انبیاء کی تاریخ

جواب: B. وقت کی عارضی نوعیت اور نجات کی کنجیاں

b) سورۃ العصر میں ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ کون سی دو صفات کا ذکر ہے؟

- A. مہربانی اور سخاوت
- B. حق اور صبر
- C. علم اور حکمت
- D. خاموشی اور انکساری

جواب: B. حق اور صبر

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں:

a) "زمانے کی قسم، یقیناً انسان ______ میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے۔"

(جواب: خسارے / loss)

b) "اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور ایک دوسرے کو ______ کی نصیحت کی۔" (جواب: صبر / patience)

3. درست / غلط:

a) سورۃ العصر سکھاتی ہے کہ صرف ایمان ہی کامیابی کے لیے کافی ہے۔ (غلط)

4. الفاظ کا میل:

عربی لفظ - معنی

a)عصر - (1)وقت

b)حق - (2)حق

c)صبر - (3)صبر

5. الفاظ کا تجزیہ:

الفاظ کو اسم (Noun) یا فعل (Verb) کے طور پر پہچانیں، اور واحد / جمع یا ماضی / مضارع بتائیں:

a)عصر - اسم (واحد)

b)حق - اسم (واحد)

c)صبر - اسم (واحد)

6. غور و فکر کے سوالات:

a)سورۃ العصر ہمیں وقت کے صحیح استعمال کے بارے میں کیسے رہنمائی کرتی ہے؟

b)اپنی زندگی میں کوئی ایسا لمحہ بیان کریں جب صبر اور سچائی نے مثبت نتیجہ دیا ہو۔

جواب نامہ (بڑوں کے لیے):

.1MCQs: a) B. The transient nature of time and the keys to salvation b) B. Truth and patience

.2Fill in the Blanks: a) loss b) patience

.3True/False: a) False

.4Vocabulary Matching: a) 1. Time b) 2. Truth c) 3. Patience

.5Vocabulary Analysis: a) Asr - Ism (Noun, Singular) b) Haqq - Ism (Noun, Singular) c) Sabr - Ism (Noun, Singular(

اسائنمنٹ 3: مشترکہ جائزہ (بچوں اور بڑوں دونوں کے لیے)

1. جواب:

a) سورۃ العصر ہمیں کیا سبق دیتی ہے؟

جواب:

وقت کی قدر کرنا اور ایمان، نیک اعمال، حق اور صبر کو اپنانا۔

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں:

a) "زمانے کی قسم، یقیناً انسان ______ میں ہے۔" (جواب: خسارے/loss)

b) "اور ایک دوسرے کو ______ کی نصیحت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔" (جواب: حق/truth)

3. درست/غلط:

a) سورۃ العصر سکھاتی ہے کہ کامیابی ایمان، نیک اعمال، حق اور صبر کے امتزاج سے ملتی ہے۔ (درست)

4. الفاظ کا میل:

عربی لفظ - معنی

a) عصر - (1) وقت

b) حق - (2) حق

c) صبر - (3) صبر

5. غور و فکر کا سوال:

a) وقت کے صحیح استعمال اور ایمان، نیک اعمال، حق اور صبر پر مبنی زندگی گزارنا کیوں ضروری ہے؟

جواب نامہ (مشترکہ جائزہ):

.1Answer: a) B. To value time and combine faith, good deeds, truth, and patience

.2Fill in the Blanks: a) loss b) truth

.3True/False: a) True

.4Vocabulary Matching: a) 1. Time b) 2. Truth c) 3. Patience

یہ اسائنمنٹس بچوں اور بڑوں دونوں کو سورۃ العصر کے پیغام کو سمجھنے، اپنی زندگی سے جوڑنے، اور قرآن کے الفاظ و تصورات کو سیکھنے میں مدد دیں گے۔

سورۃ الہمزہ (عیب جوئی کرنے والا / طعنہ زن)

1. ہر عیب جو اور طعنہ زن کے لیے ہلاکت ہے

❖ تباہی ان لوگوں کے لیے ہے جو دوسروں کا مذاق اڑاتے اور ان کے بارے میں بری باتیں کرتے ہیں۔

2. جو مال جمع کرتا ہے اور اسے بار بار گنتا ہے

❖ یہ لوگ دولت جمع کرنے اور اسے بار بار گننے میں لگے رہتے ہیں۔

3. وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا

❖ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا مال انہیں ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھے گا، حالانکہ ایسا نہیں۔

4. ہرگز نہیں! اسے ضرور حطمہ (توڑنے والی آگ) میں پھینک دیا جائے گا

❖ انہیں ایک خوفناک عذاب، جسے حطمہ (جہنم) کہا گیا ہے، میں پھینک دیا جائے گا۔

5. اور تمہیں کیا معلوم حطمہ کیا ہے؟

❖ یہ سوال اس عذاب کی شدت کو اجاگر کرنے کے لیے ہے۔

6. یہ اللہ کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے

❖ یہ آگ اللہ کی قدرت سے ہمیشہ جلتی رہتی ہے۔

7. جو دلوں تک پہنچ جاتی ہے

❖ یہ آگ صرف جسم کو نہیں بلکہ دلوں کو بھی جلا دے گی۔

8. یقیناً وہ (جہنم) ان پر بند کر دی جائے گی

❖ وہ اس آگ میں قید ہو جائیں گے اور نکل نہیں سکیں گے۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

9. لمبے ستونوں میں

❖ وہ زنجیروں میں جکڑے اور ستونوں میں بند ہوں گے، تاکہ وہ نہ ہل سکیں اور نہ باہر نکل سکیں۔

سورۃ الہمزہ اسائنمنٹ

اسائنمنٹ 1: بچوں کے لیے (عمر 8-12 سال)

1. کثیر الانتخاب سوالات (MCQs):

(A) "الہمزہ" کا کیا مطلب ہے؟

- A. سخی
- B. عیب جو یا غیبت کرنے والا
- C. سچا
- D. عبادت گزار

جواب: B. عیب جو یا غیبت کرنے والا

(B) سورۃ الہمزہ میں کون سا عذاب ذکر کیا گیا ہے؟

- A. ہلکی سی تنبیہ
- B. دنیا میں قید
- C. حطمہ (جہنم کی توڑنے والی آگ) میں پھینکنا
- D. عارضی سزا

جواب: C. حطمہ (جہنم کی توڑنے والی آگ) میں پھینکنا

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں:

a) "ہر ______ اور عیب جو کے لیے ہلاکت ہے۔" (جواب: backbiter / غیبت کرنے والا)

b) "جو مال جمع کرتا ہے اور بار بار ______ ہے۔" (جواب: گنتا / counts)

3. درست / غلط:

a)سورۃ الہمزہ ان لوگوں کے بارے میں بات کرتی ہے جو دوسروں کا مذاق اڑاتے اور لالچ سے مال جمع کرتے ہیں۔ (درست)

b)سورۃ ہمیں سکھاتی ہے کہ اگر کسی کے پاس کم مال ہو تو اس کا مذاق اڑانا چاہیے۔(غلط)

4.الفاظ کا میل:

عربی لفظ - معنی

a)ہمزہ-(3)Backbiter/غیبت کرنے والا

b)لمزہ-(2)Slanderer/عیب جو

c)حطمہ-(1)The Crushing Fire/توڑنے والی آگ

5.غور و فکر کا سوال:

a)دوسروں سے اچھے الفاظ میں بات کرنا اور ان کا مذاق نہ اڑانا کیوں ضروری ہے؟

جواب نامہ (بچوں کے لیے):

.1MCQs: a) B. The Slanderers b) C. The Crushing Fire

.2Fill in the Blanks: a) backbiter b) counts

.3True/False: a) True b) False

.4Vocabulary Matching: a) 3. Backbiter b) 2. Slanderer c) 1. The Crushing Fire

اسائنمنٹ 2: بڑوں کے لیے

1.کثیر الانتخاب سوالات (MCQs):

(A)سورۃ الہمزہ کے مطابق لوگ اپنے مال کے بارے میں کون سا غلط عقیدہ رکھتے ہیں؟

- A.یہ انہیں خوشی دے گا
- B.یہ انہیں ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھے گا

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

- C. یہ انہیں علم دے گا
- D. یہ ان کی عمر بڑھادے گا

جواب:B. یہ انہیں ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھے گا

(B)"حطمہ" سے کیا مراد ہے؟

- A. جنت کا خوبصورت باغ
- B. زمین میں چھپا ہوا خزانہ
- C. جہنم کی توڑنے والی آگ
- D. سونے کا پہاڑ

جواب:C. جہنم کی توڑنے والی آگ

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں:

a)"ہر عیب جو اور ______ کے لیے ہلاکت ہے۔"(جواب:slanderer/طعنہ زن)

b)"وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ______ بنادے گا۔"(جواب:immortal/ہمیشہ زندہ)

3. درست/غلط:

a)سورۃ الہمزہ اس بات پر زور دیتی ہے کہ مال انسان کو آخرت کے عذاب سے بچالے گا۔(غلط)

b)سورۃ دوسروں کا مذاق اڑانے اور عیب جوئی سے خبردار کرتی ہے۔(درست)

4. الفاظ کا میل:

عربی لفظ - معنی

a)ہمزہ-(1)Slanderer/عیب جو

b)لمزہ-(2)Backbiter/غیبت کرنے والا

5. الفاظ کا تجزیہ:

الفاظ کو اسم(Noun)یا فعل(Verb)کے طور پر پہچانیں،اور واحد/جمع یا ماضی/مضارع بتائیں:

a)ہمزہ-اسم (واحد)

b)جمع-فعل (ماضی)

c)عددہ-فعل (ماضی)

6. غور و فکر کے سوالات:

a)دوسروں کی عیب جوئی اور مذاق اڑانے کا انسان کی شخصیت اور تعلقات پر کیا اثر پڑتا ہے؟

b)مال پر بھروسہ کرنے کے خطرات پر غور کریں۔ ہم مال اور انکساری میں توازن کیسے رکھ سکتے ہیں؟

جواب نامہ (بڑوں کے لیے):

.1MCQs: a) B. It will protect them from death b) B. A fire that crushes everything

.2Fill in the Blanks: a) slanderer b) immortal

.3True/False: a) False b) True

.4Vocabulary Matching: a) 3. Backbiter b) 2. Slanderer

.5Vocabulary Analysis: a) Humazah - Ism (Noun, Singular) b) Jama'a - Fi'l (Verb, Past) c) 'Addadah - Fi'l (Verb, Past)

اسائنمنٹ 3: مشترکہ جائزہ (بچوں اور بڑوں دونوں کے لیے)

1. جواب:

a)سورۃ الہمزہ ہمیں مال کے بارے میں کیا سکھاتی ہے؟

جواب:

مال اگر غلط استعمال ہو تو ہمیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔

2. خالی جگہ پر لفظ لکھیں:

a)"وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ______ بنادے گا۔"(جواب:immortal/ ہمیشہ زندہ)

b)"ہرگز نہیں! اسے ضرور ______ میں پھینک دیا جائے گا۔"(جواب:Crushing Fire/ توڑنے والی آگ)

3. درست/ غلط:

a)سورۃ الہمزہ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہمیں دوسروں کے ساتھ عزت اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے۔(درست)

4. الفاظ کا میل:

عربی لفظ- معنی

a)حطمہ-(2)The Crushing Fire/ توڑنے والی آگ

b)جمع-(1)Collected/ جمع کیا

5. غوروفکر کا سوال:

a)دوسروں کی عیب جوئی سے بچنا اور اچھے کردار پر توجہ دینا کیوں ضروری ہے؟

جواب نامہ (مشترکہ جائزہ):

1. Answer: a) C. Wealth will not protect us from Allah's punishment if misused

2. Fill in the Blanks: a) immortal b) Crushing Fire

3. True/False: a) True

4. Vocabulary Matching: a) 2. The Crushing Fire b) 1. Collected

یہ اسائنمنٹس بچوں اور بڑوں دونوں کو سورۃ الہمزہ کے پیغام کو سمجھنے، اپنی زندگی سے جوڑنے، اور قرآن کے الفاظ و تصورات کو سیکھنے میں مدد دیں گے۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

AskIslampedia is an Islamic web portal where Islamic authentic information is available in an easy, organized and structured manner, from where the world can know the true Islam in one click In sha Allaah,

Its aim is to spread the correct information of Islam to everyone regardless of religion, creed, race and colour.

AskIslamPedia works on a simple concept that declares "we are only translators or compilers", thus ,collecting the world's scattered knowledge, or in other words it is like a supermarket where all kinds of quality items are available. In Sha Allaah ,

The aim of AskIslamPedia is to work in (50) popular languages spoken around the world (In sha Allaah), Alhamdulillah,
And work has been done on 23 languages in the first phase and in sha Allaah work is ongoing on 20 more languages in the second phase, Alhamdulillah

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)